مین کیا اور اکثر رسالے شرک و بدعت کے منع مین
لکھا جسمین سب امت اسمان بھائی جو راہ بھول گئے ہین
وے راہ پاوین مگر پھر بھی عوام لوگ شیطان اور
اسکے تابعدارونکے فریب اور وسواس دینے
کے سبب سے راہ پر نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ یہ سب نئی نئی
باتین ہین ہمارے باپ دادون کی رسم اور چال
کے خلاف ❋ راہ پر آنا کون پوچھتا ہی عالمون کی صحبت
سے کنارہ کرتے لگے اور انکی وعظ و نصیحت سے بھاگنے
لگے کہ کہین اُن کی بات ہمارے دل مین اثر کر جاوے
تب اس عاجز نے محض اللہ کی رضا اور انکی بھلائی
کے واسطے اس رسالہ مین بمعنی کلمہ طیب کے بیان
کیا کہ آخر کلمہ گو ہین انشاء اللہ تعالی اسسے منہ
نہ موڑین گے بلکہ جان و دل سے اسکو قبول کرین
گے اور کلمہ طیب کی تفسیر کے ساتھ مطالب ضروری
اس رسالہ مین پانچ فصل کر کے لکھا اور نام اس رسالہ کا
تقویت الایمان رکھا پہلی فصل کلمہ طیب کی تفسیر مین اے
ای مسلمان بھائیو اللہ تمھارا ایمان آکامل کرے دل
لگا کے سنو کہ بھلا تمکو حدیث قرآن کے معنے مین اگرچہ
ہم حق حق بیان کرتے ہین مگر سبب ناواقفی کے جو شبہہ

آتا ہی اور اُسکو نئی بات کرتے ہو تو لاالہ الله محمد رسول
الله کے حق ہونے میں اور اُسکے قدیم ہونے میں تو شبہہ
نہیں آخر تم سب کوئی جانتے ہو کہ یہہ پرانی بات ہی جیسے
آدمی مسلمان ہوتا ہی اور لڑکاپن سے اپنے باپ ما
بڑھے بڑھیے کی زبانی سنتے آئے ہو کہ یہہ کلمہ مسلمانونکا
ہی اور جو شخص اِسکا اقرار دل اور زبان سے
کرتا ہی وہ مومن ہو جاتا ہی اور کلمہ گو بھائی اور کلمہ کا
شریک کہلاتا ہی اور سب کوئی ایک منہہ ہوکے کہتہ
رہا ہی کہ بھائی جسنے کلمہ کہا وہ ہمارا بھائی ہوا اُسکے
ساتھہ کھانے پینے اور اُسکے جو تمہیں سے کوئی انکار کرتے
نہیں تو ایمان نہیں خالی ہوگا اور تمکو خوب معلوم ہی
کہ جہان لڑکا بولنے لگا تہان اُسکے باپ ما سکھانے
لگے کہ بیٹا کہو لا الہ الا الله اور یہہ کلمہ تمکو لڑکائی سے
یاد ہی بھلا یہہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ مسلمان تو کیا تمام
ہندو بھی جان گئے ہیں کہ اِس کلمہ سے آدمی مسلمان
ہو جاتا ہی اِسیواسطے وے سب اُسکے پڑھنے
سے انکار کرتے ہیں تو اب تمکو لازم ہی کہ اُسکا
مضمون دریافت کرو اور جان و دل سے قبول کرو
اور اگر ایسے بیچھے طوطے کی طرح کلمہ پڑھوگے تو مسلمان

ہونگے بھلا جو بیے سمجھے کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہوتا تو مینا طوطا مسلمان نہ کہلاتا مسلمان تب ہی ہوتا ہی جب زبان سے اُسکو پڑھتا ہی اور دل سے اُسکے معنے پر یقین کرتا ہی ❁ سوا اسکے مضمون کو دل میں ایسا بسایا چاہئے کہ دل میں رل مل جاوے جسطرح آٹا پانی سے سانتے ہیں اور پھر چاہیں کہ آٹے سے پانی جدا کریں تو جدا نہیں ہو سکتا اسیطرح کلمہ کے معنے کو دل میں بسایا چاہئے کہ ہزار کوئی کاٹے اور دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرے مگر کلمہ کا مضمون دل سے جدا نہوا اب کلمہ طیبہ کے معنے سنو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے یعنے معبود تو لوگون نے بہترے ٹھہرا لیا ہی مگر برحق نہین ہیں باطل وے سب جھوٹے اور ناحق ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد رسول ہیں اللہ کے ❁ یہہ لفظی معنے ہوئے اور چاہے تو اسکا خلاصہ یاد کرلے وہ یہہ ہی اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین محمد اللہ کے رسول ہیں ❁ معبود معنے جسکی بندگی کرین تو اور معبود جتنے ہیں کوئی بندگی کے لایق نہین کیونکہ سب اللہ کے مخلوق ہیں تو بندگی اپنے برابر والے کی نہ شرع میں درست ہی اور نہ عقل قبول کرتی

نہی بلکہ بڑی حرام کی بات ہی کہ اپنے بنانے والے کی بندگی
کرنے اور جو معبود اپنے ہاتھ کے بنائے ہیں اُنکی بندگی
کرنے میں تو تو سب ہی مرنے کی بات ہی ❊ جسنے ہمکو
بنایا اُسکی بندگی کریں اپنے بنانیکی اور اپنے جلانے
والے کی بندگی کیون کریں کیا کچھ ہم دیوانے ہیں ❊ اپنے
خالق کی جو بندگی کرینگے تو وہ ہمیشہ راضی ہوگا اور
ہمارا بھلا کریگا اور جو جو اُسکے مخلوق جو ہمارے برابر
جو ہمیں مخلوق ہیں اُنکی بندگی سے کیا حاصل ہوگا سو ایسے
ذلت اور بیوقوفی کے ❊ اور رسول معنی قاصد جو پیغام
اور جتنے لاوے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبھی اللہ کے
قاصد ہیں کہ اُسکی طرف سے پیغام اور جتنے لائے
ہیں اور وہ کیا ہی قرآن تو جو کوئی اللہ کو اپنا خالق
اور مالک اور رب جانیگا البتہ اُسکے قاصد اور پیغام
کو مانیگا اور جو اللہ کو مالک جانیگا اور اُسکے پیغام
کو نہ مانے تو گویا وہ اللہ سے ٹھٹھا کرتا ہی ❊ باقی رہا یہ
کہ جو کوئی ایک معبود اُسکے سوا دوسرا معبود بھی مقرر نہ
کرنے ❊ تو اُسسے پوچھا چاہیے کہ وہ دوسرا معبود برابر ہیں
یا اُن میں کوئی چھوٹا بڑا ہی ❊ اگر اُن میں کوئی چھوٹا ہی
تو وہ عبادت کے لایق نہیں کیونکہ بڑے کو چھوڑ کے

چھوٹے کی عبادت کون احمق کریگا اور اگر دو دو برابر ہیں تو بڑا فساد ہوا کہ ہر ایک اپنا اپنا حکم جدا جدا کریں گے اور اپنی اپنی عبادت کی طرف کھینچیں گے تو اس اعتقاد والے کو دھوبی کا کتا بننا پڑیگا جو نہ گھر کا نہ گھاٹ کا سواے غیر اسی مین ہی کہ معبود ایک ہی ہو جیسا کہ ثابت ہی لا الہ الا اللہ سے پس جو کوئی کلمہ طیب کو زبان سے اقرار کرے اور اسکے مضمون کو دل سے سچ جانے وہ مومن کامل ہی ❋ اور جو کوئی زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ نجانے یا دل سے سچ جانے اور زبان سے اقرار نکرے سو مومن نہین اسواسطے سب دینی کتابون مین مذکور ہی کہ ایمان کے دو رکن ہیں اقرار کرنا زبان سے اور تصدیق کرنا یعنی سچ جاننا دل سے جیسا کہ اس بات کو اللہ کے رسول نے صاف بیان فرمایا ہی دل و جان سے کان لگا کے سنو مشکوۃ مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین حضرت کے اصحاب انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ

وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ
ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ
اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ
اللهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوْا فَأَخْبَرَ بِهَا
مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جس حال میں کہ معاذ بیٹھے تھے آگے پیچھے
سواری پر فرمایا اے معاذ عرض کیا حاضر ہوں یا رسول
اللہ اور موجود ہوں تمہاری خدمت کو فرمایا اے
معاذ عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور موجود ہوں
تمہاری خدمت کو فرمایا اے معاذ عرض کیا حاضر ہوں
یا رسول اللہ اور موجود ہوں تمہاری خدمت کو
حضرت نے تین مرتبہ معاذ کو پکار کے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی
شخص کہ وہ گواہی دیوے اس بات کی کہ نہیں
کوئی معبود بندگی کے لایق سوا اللہ کے اور بیشک محمد
بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے اس بات کی گواہی دیوے
اپنے دل کی سچائی سے مگر حرام کرتا ہے اسکو اللہ آگ پر
معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا خبر نہ پہنچاؤں میں
لوگوں کو کہ خوش ہو جاویں حضرت نے فرمایا کہ اسکی
خبر پہنچاؤگے تو اس وقت بھروسا کر بیٹھینگے

یعنی عوام لوگ جو بات کے مغز کو نہ پاوینگے سو بندگی عبادت چھوڑ دینگے اُسوقت مصلحت کے واسطے حضرت نے یہہ بات فرمائی اور نہین تو حقیقت مین بندگی عبادت کا سارا احکام اِس کلمہ سے نکلتا ہی کیونکہ جب اللہ کو معبود برحق دل سے جانا تو خواہ نخواہ اُسکی بندگی کیا چاہیے اور بندگی کرے تو دل سے اُسکو معبود جانا اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا قاصد جانا تو اللہ نے جو اپنے قاصد کے ہاتھ خط بھیجا ہی اُسپر عمل کیا چاہی اور اُس خط مین ساری عبادت کا حکم لکھا ہی ❋ پھر آخر اِس بات کی خبر معاذ نے لوگون کو سنادی اپنے مرنے کے قریب گناہ سے بچنے کے واسطے یعنی اللہ و رسول کے حکم چھپانے سے جو آدمی گنہگار ہوتا ہی اِسواسطے معاذ نے اپنے مرنے کے قریب اِس حدیث کو سنادیا اور دوسرے یہہ کہ بعد اِس حدیث فرمانے کے دوسرا حکم حضرت نے فرمایا کہ مجھسے جو کوئی پچھلے لوگون کو اُسکی خبر پہنچا تو یوں معاذ نے اُسپر عمل کیا اور یہہ سبب ہے کہ اول اسلام مین لوگ کم واقف تھے پھر جب حضرت کی دوسری حدیثون کو سنا اور قرآن کے

ہمارے مضمون سے واقف ہوئے اور خوب فقط
کلمہ پر بھروسا کر بیٹھنے کا جاتا رہا تب معاذ نے یہ حدیث
سب نادی ۞ غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ
کے مضمون کی گواہی دل کی سچائی سے دے ۞ اور
شہادت کے معنے یہی ہیں کہ جس بات کی گواہی
دے اس بات کا دل میں اعتقاد یقین ہو کر
اسپر قسم کھانے سکے اسیواسطے شرع میں
گواہ پر قسم آتی ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ ایمان اسیکا نام ہے کہ کلمہ کو زبان سے بھی پڑھے
اور اسکے مضمون کو دل سے سچ جانے ۞ باقی رہا
آپ کوئی مسلمان نہیں نظر آتا کہ وہ اپنی زبان سے
کہے کہ ہم کلمہ کے مضمون کو دل سے سچ نہیں جانتے
جسسے پوچھوگے وہی کہیگا کہ صاحب ہم کلمہ کو جان و دل
سے جانتے ہیں اور کلمہ ہمارا ایمان ہے ۞ تو بھائی جب
لا اله الا الله محمد رسول الله کو زبان اور دل سے اقرار
کیا یعنے اللہ کو معبود برحق اور محمد صلعم کو اس معبود
کا قاصد دل سے سمجھا تو اس معبود برحق اور اسکے
رسول کے فرمانے پر عمل کرو ۞ سچ تو یہ ہے کہ جب اللہ
کی عظمت یعنے بڑائی تمہارے دل میں سماویگی اور

سمجھونگے کہ وہ معبود تمام عالم کا خالق اور مالک اور رازق اور سب پر غالب ہی اور سب حاکموں کا حاکم ہی جو چاہا سو کیا جو چاہتا ہی سو کرتا ہی جو چاہیگا سو کریگا جسکو چاہے نوازے جسکو چاہے خوار کرے جسکو چاہے بہشت میں لیجاوے جسکو چاہے جہنم میں جلاوے اُسکے اختیار میں سب کچھ ہی تب اللہ اُسکے خط کو جو قرآن ہی دل جان سے قبول کروگے اور اُسکے پیارے نبی کے حکم بجالاؤگے اور اُسکے حکم بجالانے میں حیلہ حوالہ کرنے اور دل چرانے لگے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک اُس معبود حق کی عظمت تمھارے دل میں نہیں سمائی ہی تو کیا وجہ کہ اُسکا حکم نہ مانو ❁ بھلا دیکھو تو اسوقت میں اللہ تعالیٰ کا ایک ادنا مخلوق قوم نصاری جسکے ذات سے سب کوئی ناراض ہیں حاکم ہی تو دیکھو اُنکی حکومت کی بزرگی جو سب کے دل میں سمائی ہی حالانکہ آپ سے ایسے کروڑوں بادشاہ ہوں تو اُس حاکم حقیقی احکم الحاکمین کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اُسکے بھیجے ہوئے مچھر سے آپ مقابلہ کی نہ لاسکینگے نمرود کا قصہ یاد کرو اور قرآن پڑھو اور فرعون کا قصہ سوچو بھلا اِن نصاری بیچاروں کی کیا حقیقت ہی سو یہ

حال ہی کہ ایک او ماپیاری جاہل اور کمینہ اور بیج
قوم جو نصاری کے پاس سے حکمنامہ لا کے کسی بڑے
رئیس اور اشراف کے آگے ڈال دیتا ہی تو وہ
رئیس کیسا اُس حکم کو مانتا ہی باوجودیکہ وہ بیچارہ
اُس حکمنامہ کا مضمون پڑھ کے سنا نہیں سکتا بس
سامنے لا کے ڈال دیتا ہی کہ جسکو غرض ہو آپ پڑھے
پڑھ نسکے تو جسسے چاہے پڑھا کے اُسکے مضمون
پر عمل کرے سو جسکے پاس وہ حکمنامہ آتا ہی وہ بدحواس
ہو کے آپ نہیں پڑھ سکتا تو کو بہ و بازار مین پڑھاتا
پھرتا ہی اور رہو سب تحقیق کرتا ہی کہ اُسمیں کتنے دن کی
میعاد میں حاضر ہونا لکھا ہی اور کیا حکم ہی اور ڈرتا ہی
کہ کہیں مجھسے حکم عدولی نہو جاوے ؂ اور اگر کسیسے
خون ہو جاتا ہی اور وہ اپنے گھر مین آ کے چھپتا ہی
سو وہاں تھانہ کا پیادہ اُسکے دروازے پر گرفتار
کرنے کو آتا ہی تو باوجودیکہ وہ جانتا ہی کہ اگر حاکم کے
دربار مین حاضر ہونگا تو یا جان ماریگا یا کالے پانی بھیجیگا
یا دایم الحبس کریگا اور اُسکے جورو بچے سب روتے
ہین پھر وہ شخص حاکم کے حکم کے آگے نہ اپنے جان پر ترس
کھاتا ہی نہ جورو بچوں کے رونے پر رحم کرتا ہی لاچار

ہو کے بلا عذر پیادے سے اپنی مشکین بند ہوا کے جادربار مین حاضر ہوتا ہی بلکہ کہین ایسا بھی ہوا ہی کہ جب کسیکو نصارا کے حکم سے پھانسی کا حکم ہوا ہی تو اُس مجرم نے باوجودیکہ جانتا تھا کہ پھانسی گلے مین پڑی اور جان نکلی اپنے ہاتھ سے پھانسی ڈالی ہی ❁ اب بھلا سوچو تو کہ اِس نقلی حاکم کے حکم کو لوگ اِسقدر مانتے ہین کیونکہ اُسکی بزرگی اُنکے دل مین سما گئی ہی تو اُس حقیقی حاکم کے حکم کو جسکے دل مین اُسکی بڑائی سما وے گی کیون نہ مانیگا ❁ اور اِس دنیا کے حاکم کے ادنا ہیچ قوم پیادے کے ہاتھ سے جو ذرا سا پرزہ کاغذ کا پایا تھا اُسکو در بدر تحقیق کرتا پھرتا تھا اب اُس حاکم حقیقی کے عالیشان قاصد کے ہاتھ سے جو قرآن مجید پایا ہی اُسکو کیون نہین تحقیق کرتا اور اُسکی حکم عدولی کیون کرتا ہی ❁ تو معلوم ہوا کہ اُسکی عظمت ابھی تک اِسکے دل مین نہین سمائی تو پھر یہہ مسلمان کسطرح ہوا مسلمانی کا یہی نشان ہی اور کلمہ پر یقین آنے کی یہی پہچان کہ قرآن اور پیغمبر کے حکم کو جان دل سے قبول کرے اور اُسپر عمل کرے بلکہ لازم تو یہہ ہی کہ اللہ کا حکم

جو سب حاکموں کا حاکم ہی دنیا کے حاکموں کے حکم سے کروروں
درجے زیادہ مانے اور اللہ کا خوف دنیا کے حاکموں کے خوف
سے کروروں درجے زیادہ رکھے ۞ تو اب دنیا کے حاکموں
کو اس احکم الحاکمین کی حکومت کے آگے کیا رتبہ مگر ہم
دجاری ہو رہے ہیں کہ یاد رہیں تو بھلا احکم الحاکمین کے حکم کو
دنیا کے حاکموں کے حکم کے برابر تو مانو اور اگر یہ بھی
نہو سکے تو ایسے ایمان کا خدا حافظ ۞ اے بھائی ایک
نصیحت بڑے فائدے کی ہی اسکو خوب دل لگا
کے سنو کہ اپنے جورو بچوں ماں باپ بہن بھائی خالہ
پھوپھی بھتیجے بھانجے بھائیوں کو کلمہ طیبہ کے
معنے یاد کرا دو لفظی معنے یا اس کا خلاصہ کیونکہ اگر
کلمہ کا مضمون جانینگے کہ اس کا کیا مطلب ہی اور
اس کلمہ سے کیا حکم نکلتا ہی تو اس کلمہ کے مضمون
کو دل میں جما دینگے اور رکھیں دل میں
نہ بھلا دینگے پاس کا پھر آج اس بات کی تاکید
اسواسطے ہم کرتے ہیں کہ سیکڑوں مسلمان ہمکو
نہایت طرح کے نظر آئے ہیں کہ دیکھنے میں صورت شکل
بھلے آدمی کی سی کپڑے بھی اجلے پاک بعضے پیر زادے
تھے مگر ان سے جو کلمہ کے معنے پوچھا تو ہنسنے لگے ۞ اور

بعضون نے تو عاجزی سے کہا کہ صاحب ہم لوگ جاہل
ہین ہم ایسی بات کیا جانین یہہ صحیح و ہم بالا جانین
اور کلمہ کے معنے مین کچھہ بھی نہ پڑھا اور بعضون نے بیرتا
بیرتھا مین پڑھا مگر کہا کہ معنے ہم نہین جانتے اور بعضون
نے جو کچھہ پڑھنے سے نظر آتے تھے ہن سب بولا پڑھا اگرچہ
ایک دو جگہہ اعراب غلط کیا مگر معنے مطابق نہ کہہ
سکے پھر اسپر قاضی نے انکے بچاو کے واسطے کہا کہ
خیر معنے نہین یاد تو کیا ہوا کلمہ کے خلاصہ پر تو تمہارا
ایمان ہی اور خلاصہ کلمہ کا یہی ہی کہ اللہ کے سواے
اور کسی غیر کی بندگی درست نہین اور اس بات
کو نہایت نرمی سے کہا اس بات کا اللہ گواہ ہی کہ
یہہ خاکسار اپنے مقدور بھر بڑی نرمی کیا کرتا ہی سو اسی
بات پر بعضے بعضے لڑنے لگے اور کہنے لگے کہ مطلب آپ
کا کیا ہی سو کہیے آپ یہی چاہتے ہین کہ تعزیہ اٹھنے سو یہہ
تو قیامت تک موقوف نہوگا بھلا اتنا بھی شکر ہی کہ
کلمہ کے مضمون سے آپکو خوب معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانا
منع ہی سبحان اللہ کیا پکا کلمہ ہی کہ اسکے پڑھنے سے
ساری بت پرستی سے منع ہو جاتا ہی ❀ یا اللہ یا اللہ
عجب حال ہی ہم تو کہتے ہین کہ کلمہ پڑھو سو کہتے

یعنی بشریت سے موقوف ہو گیا ہے پھر تو ظاہر کہ اگر ہم
آپکو کہنے کو مسلمان سمجھو کلمہ پڑھ لو تو ہمکو بھی کہنے کو مسلمان سمجھو
کافر نہ سمجھو ۞ غرض کہاں تک ایسے مصیبتیں بیان کریں اب کہو
لیکن مقام ہیں رو دیں یا ہنسیں کہ انکو اپنے ایمان کا
ایک آن نہ معلوم تھا جسے آدمی مومن ہوتا ہے سو ہمنے بتایا
اس پر چاہتا تھا کہ ہمارا اوپر احسان مانتے کہ انکے سبب
سے ہم آج مسلمان ہوئے سو وہ الٹے لڑنے کو تیار ہوئے
اور ہمنے انکو کچھ نہ کہا تھا فقط انکے سامنے کلمہ طیب کا
مضمون پڑھا تھا سو اس مضمون کے معنے ہی لڑنے کو تیار
ہو گئے ہائے یہ کیسے مسلمان ہیں کہ اور احکام
بجا لانے تو درکنار فقط کلمہ طیب کے اقرار کرانے پر
جھگڑنے کو تیار ہوئے اب ہم انکو کیا کہیں یہی دعا
دیتے ہیں کہ یا اللہ یہ راہ بھولے ہیں انکو اپنی سیدھی
راہ دکھلا اور دین کی سمجھ دے آخر دعوی مسلمانی
کا کرتے ہیں ۞ اب ذرا ایمان سے ایک نرمی اور ملایمت
سے ان سب کو سمجھاؤ کہ کلمہ اصل ایمان ہے بغیر اسکے
کوئی مسلمان نہیں ہوتا اور حضرت آدم علیہ السلام
سے لیکر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے
نبی آئے اسی کلمہ کے جاری کرنے کو آئے اور ایک

سو چوده یا کچھ زیاده کم کتاب جو اُتری سواسی کلمہ کے جاری کرنیکو اور قرآن مین جو ایک سو چوده سوره ہین سواسی کلمہ کے جاری کرنیکو اُتری ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے اصحاب کا لہو سان سان کلمہ کو جاری کیا ہی جیسا کہ جہاد کے بیان مین اُحد وغیرہ کی لڑائی کے حال مین دیکھ لو یا سن لو اور جو شہید ہوئے و اسیطے بڑے بڑے درجے ہین تو اسیو اسطے کہ وے کلمہ جاری کرنیکے لئے دین کے دشمنون سے لڑتے ہین اور جہاد اسیکا نام ہی جو کلمہ طیبہ جاری کرنیکے و اسطے ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی وہ حدیث جامع ترمذی مین ہی عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَاَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هُوَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ روایت ہی ابو موسی سے اُنھون نے کہا کہ لوگون نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا حال کہ وہ لڑائی کرتا ہی اپنی جوانمردی مشہور ہونیکو اور لڑائی کرتا ہی اپنی برادری کی نیچ کے و اسطے اور لڑائی کرتا ہی

لوگوں کو کھلانے اور اپنی نمود کے واسطے سو ایسے ہمیں سے کون قسم اللہ کی راہ کی جہاد ہی حضرت نے فرمایا جو شخص کا فروں سے لڑائی کرتے ہیں اسواسطے کہ کلمہ اللہ کا یعنے لا الہ الا اللہ اونچا ہو سو وہی شخص جہاد کرتا ہی اللہ کی راہ میں ❁ دو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد سے بھی یہی غرض ہی کہ اسلام کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اونچا ہووے ❁ اے بھائیو ایک عجب مزیکا مضمون بیان کرتے ہیں خوب دل لگاکے سنو جب حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے تب قوم قریش کے اشراف لوگ بیقرار ہو کے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے بیٹے عبد مناف کے تو ہم سب کا بزرگ اور سردار ہی سو ہم لوگ تیرے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ اپنے بھتیجے اور ہم لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کر دے کہ وہ ہمارے قوم کے ہر ایک نادانوں کو فریب دیتا ہی اور اپنا نیا دین انکو سکھلاتا ہی اور ہم لوگوں کی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہی اور ایسا لگتا ہی کہ اس فساد کا مٹانا مشکل ہوگا اور ہم لوگوں سے کچھ بن نہ پڑیگا تب ابو طالب نے حضرت کو بلا کے کہا

کہ ای محمد تیرے قوم آئے ہیں اور انکو تجہپر کچھ دعوی ہی ایکبارگی آپ نے انحراف مت کرا اور ذرا انکے معاملے میں کچھ تامل کر حضرت نے فرمایا کہ ای گروہ قریش ایکے مجہسے تمہارا کیا مطلب ہی سبھون نے کہا کہ ہمارا یہہ مطلب ہی کہ ہمارے دین تو ترنے سے باز آ اور ہمارے معبودون کا بد کہنا موقوف کر تو ہم لوگ بھی تجکو اور تیرے تابعدارون کو کچھہ نہ چھیڑین تب حضرت نے فرمایا کہ مین بھی تم سے چاہتا ہون کہ ایک کلمہ مین میرے ساتھہ موافق ہو جاو تا کہ تمام عرب تمہارے تابع ہو جاوین اور تمام سردارین عجم کے تمہارے حکم بردار ہو جاوین سبھون نے کہا کہ وہ کون کلمہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ یہہ کلمہ پاک سنتے ہی تمام اشراف قریش نے یکبارگی حضرت کی طرف سے منہہ پھیر لیا اور جو بات سبھون نے آپس مین کہا اُسکا ذکر اللہ تعالی سورہ ص مین فرماتا ہی وہ یہہ ہی أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۞ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۞ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۞ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۞ کیا کردیا محمد نے

اپنے ٹھاکرون کو چھوڑ کے ایک ہی معبود بنا دیا یہ بھی بڑی عجب کی بات ہوئی اور چل کھڑے ہوئے قوم کے سردار لوگ اُن میں سے یعنی جو ابو طالب کے گھر پنچایت کو آئے تھے اور آپس میں کہنے لگے کہ چلو اور ٹھہرے رہو اپنے ٹھاکرون پر یعنی اُنکی بندگی کیے جاؤ بیشک یہہ بات محمد کی ایک چیز ہی چاہی ہوئی یعنی مرضی اسکی یون ہی ہی معلوم ہوتی ہی کہ آپ کا دین اُونچا ہو یعنی ایسی کی بات ہی کہ اپنی بات سب کو قابل کرا دیگا تو اُسکو رکھو کچھ جواب نہ سوجھا کہنے لگے کہ یہہ تو نہین سنا ہمنے اس پچھلے دین میں پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادون کے دین کو یعنی آگے تو سنتے ہیں کہ اگلے لوگ ابراہیم علیہ السلام وغیرہ ایسی باتین کرتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یون نہین کہہ گئے یا پچھلا دین کہا حضرت عیسیٰ کے دین کو کہ اُنکی اُمت بھی گمراہ ہو کے تین معبود کے قایل ہیں ۞ نہین ہی یہہ توحید جو محمد کہتا ہی مگر بنائی بات کہ اپنی طرف سے بنا لیا ہی غرض یہہ کہہ کے اپنا جان چھڑا کے بھاگے ۞

اب بھائیو سوچو تو کہ دے سب کیسے سخت کافر تھے کہ حضرت کا جمال جہان آرا انھون نے دیکھا اور حضرت کی

زبان مبارک سے کلمہ طیب سنا اور لاجواب بھی
ہوئے مگر پھر بھی مسلمان نہوئے سو اُنکو تم کیا کہتے ہو
سخت کافر تھے یا نہین ✲ آخر یہی کہوگے کہ سخت
کافر تھے سو ہم تمسے کہتے ہین کہ اُن سخت کافرون نے بھی
سمجھا کہ اگر ہمنے یہہ کلمہ پڑھا تو سبکی بندگی چھوڑنا پڑیگا
اسواسطے اُنھون نے کلمہ نہ پڑھا اور بھاگ گئے
اور تم لوگ تو کلمہ پڑھتے ہو اور آپکو برحق جانتے ہو
سو تم لوگ یہہ کلمہ پڑھکے پھر دوسرے کی بندگی
کروگے تو سوچو تو تمہارا کیا حال ہوگا اور بڑا سخت کون
کہلاویگا وے یا تم ✲ واسطے اللہ کے اپنے اِس کلمہ
پڑھنے کی شرم کرو اور سوا اللہ کے دوسرونکی بندگی
چھوڑو ✲ اب اِس کلمہ کو فرقون مین جو راہ بھولے
ہین اور کلمہ کی حقیقت سے واقف نہین ہین سواے
اللہ کے دوسرونکی بندگی تو بہت قسم کی جاری ہو گئی
ہی مگر جیسا تعزیہ ہو جیکا زور شور ہی ویسا اور
دوسری بت پرستی اور شرک کا نہین کہ اِسکو
بنادانون نے دین سمجھ لیا ہی اِسواسطے دو ایک
بات مختصر اُسکے چھوڑنے کے واسطے لکھتے ہین
اُسکو سنو اگر بات معقول ہو تو مانو اور تعزیہ چھوڑ دو

نہیں تو تم جانو اور تمھارا کام فصل ۷ تعزیہ کے بے اصل اور بے دلیل ہونیکے ذکر مین تعزیہ کی برائی اور آفت کا بیان بہت ہے جیسا کچھ چاہتا تھا رسالہ ہدایت المومنین مین عالم فاضل سید اولاد حسن قنوجی مرحوم مغفور نے خوبی سے مفصل بیان فرمایا ہے اب احتیاج جدا لکھنے کی نہین ہے مگر ایک بات کام کی ہم لکھتے ہین اسکو ذرا خوب غور و تامل سے سوچنا چاہیئے ❊ جو لوگ تعزیہ بناتے ہین اور اسکے بنانے کو کار ثواب جانتے ہین انسے پوچھنا چاہیئے کہ بھائی یہ کام دین کا ہے یا نہین اگر کہین کہ یہہ کام دین سے کچھ علاقہ نہین رکھتا تو تم چپکے چھوڑ بیٹھو گوشت خرد دان بیت گ ❊ اور اگر کہین کہ تعزیہ بنانا دین کا کام ہے تو تم کہیو کہ بہت خوب ہم تو دین کے کامونکی تلاش ہی مین رہا کرتے ہین اگر یہہ کام دین کا ہے تو ہم مقرر بناوینگے بلکہ ہم سے ایک تعزیہ ہے جسکے اسکے درست کرنے کو تیار ہین مگر ہم اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ ہم جو کام دین کے کرتے ہین اسکو تحقیق کر لیا کرتے ہین قرآن یا حدیث یا فقہ سے اور جو کام ان تینون مین ہم نہین پاتے ہو اسکو ہم دین کا کام بھی نہین جانتے

دیکھو وضو جو کرتے ہیں تو کتاب بموجب جن جن عضو
کا دھونا فرمایا ہی اُنہیں کو دھوتے ہیں اور جس
عضو کو جہاں تک دھونیکا حکم ہی وہاں ہی تک دھوتے
ہیں اور زیادہ دھونیکو موجب گناہ کا سمجھتے ہیں دیکھو
ہاتھ کا دھونا کہنیوں تک ہی تو اُسکو بازو تک نہیں
دھوتے اور پانوں دھونا ٹخنوں تک ہی تو اُسکو
زانو تک نہیں دھوتے اور منہ دھونا سرکے بال
جمنے کی جگہہ سے ٹھڈی تک ہی تو اُسکو گردن
اور چھاتی تک نہیں دھوتے اسیطرح نماز روزہ
وغیرہ عبادات سب بموجب کتاب کے کرتے ہیں
اور ہم جو کام دینی کرتے ہیں اُسکو پہلے خوب تحقیق
کر لیتے ہیں ❋ سو ہم چاہتے ہیں کہ جسکو تم بڑا عالم سمجھو
اُسکے پاس جاکے کہو کہ ذرا تعزیہ بنانیکا مسئلہ
صاف صاف قرآن حدیث یا فقہ سے لکھدو کہ تعزیہ
جو بناویں تو اُسکا ٹھاٹ کس چیز کا ہو لکڑی کا یا
بانس کا یا بید کا اور اُسکی تیلی کا بند کس چیز
سے باندھیں چمڑے سے یا دھاگے سے یا سن سے یا ریشم
سے پھر اُسکے اوپر کیا لگاویں کاغذ یا کپڑا دیا ابرک
یا جگمگا یا اور کوئی دوسری چیز پھر وہ تعزیہ لنبا کتنا ہو

اٹھوا چبوترا کرتا ہے اور اونچا کرتا ہے اور اوسکی شکل کیسی ہی
ہو قبر کی سی یا گنبد کی سی بنا کر یا کوئی شکل ہو
پھر اوسپر ایک چیز کا ہمیشہ پھول کا یا بادلے
کا اور بادلہ ہو تو اوڑھا دیا ہے پھر اوسپر چھو تھا بچھ
اوسکو کوئی بناتے ہیں یا کسی سے بنوا لیں مقبرے
میں ہیں رہتے ہیں اور بناتے ہیں تو کہتے ہیں ارادہ
بنا دیں اور اوسکے بنانے کے وقت طہارت شرط بھی یا نہیں
اور بعد بنانے کے اوسکو کہاں رکھیں جو کے پہلا امام
باڑے میں یا مسجد میں پھر بعد رکھنے کے اوسکی
کیا تعظیم کریں اور اوسکو ہمیشہ اپنے گھر میں
رکھیں یا گاڑ دیں یا پھونک دیں اور تو اب کا ہے گاڑنے میں یا بہا دینے
میں یا جلا دینے میں پھر اوسکو جب گاڑنے یا بہانے کو لیجاتے ہیں
تو اسطرح اوٹھاتے ہیں کندھے پر یا سر پر اور اوٹھانیوالے
کو ننگے پاؤں ہونا ضرور ہے یا جوتا پہنے ہوئے
دیکھتے ہیں اوسکو سب تعزیہ کہتے ہیں ایکے
بین تو اسکا بنانا درست ہے یا نہیں اور اوسکے
گاڑنے بہانے کا وقت کیا کونسا وقت ہے صحیح ہوتا ہے اور
کب تک باقی رہتا ہے اور اوسکے گاڑنے کے واسطے
کونسی تاریخ مقرر ہے اور جو نہیں بار رکھتے اوسکے

گناه کرنے کی مقرر ہی شاید کسی سبب سے اُس
مارمینچ کو نہ گاڑ سکین تو پھر کیا کرین یہہ سب حال
مفصل لکھہ دیجئے اور اُس فتوی کے تلے اپنا نام
اور جس کتاب سے لکھا اُسکا نام اور پتا لکھہ دیجئے
تو بھلا آپکے سبب سے ہم بھی داخل ثواب
ہون اور موحدون مین داخل ہوکے جاوا روتی بھر پیٹ
کھاوین اور اگر اُسکا بیان کتاب سے نہ لکھو گے
اور اُسکی اصل کہین کسی کتاب مین نہ ملے گی تو تم
ہم بنانے کے نہین باکٹ تمکو بھی ہم منع کرینگے اور
پھر تعزیہ کے واسطے جو ہمارا قرآن حکم کریگا اُسکے
بجالانے مین قصور نکرینگے اب زیادہ کیا لکھین اتنا
کہتے ہین کہ اگر کہین قرآن حدیث سے تعزیہ بنانا نکلا
تو پھر جو لا الہ الا اللہ سے ہمنے سمجھا ہی کہ اللہ کے سوا
کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین وہی سمجھین گے
اور تعزیہ پرستی کو بت پرستی نہ سمجھین گے
کچھہ بت پرستی کے واسطے سنگھہ نہین درکار
ہی جو چیز اللہ کے سوا پوجی گئی وہی بت ہی اور یہہ
بھی ضرور نہین کہ اُسمین صورت ہو تب ہی بت
کہلاوے عزی جو بت مشہور ہی اُسمین تو کچھ

صورت شکل نہ تھی مانک وہ ایک درخت تھا کہ
قبیلہ غطفان کے اُسکو پوجتے تھے اور اُسکے پاس
ایک مکان بنایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن
ولید کو بھیجا کہ اُس گھر کو توڑا اور اُسی
درخت کو جلایا تو پھر جو تعزیہ کا بنانا ثابت کرو گے
تو وہی مسئلہ عزیٰ کا سا سمجھیں گے اب چاہے کوئی
ناراض ہو چاہے راضی کہا تو ہمنے سچ ہی ہے ❁ اب اگر شاید
کوئی یوں کہے کہ تعزیہ تو عبادت کے واسطے نہیں
بناتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جس بات کے واسطے
اُسکے بنانے کا کام ہو وہی لکھ دو کسی کتاب سے ❁
اور اگر کوئی کہے کہ تعزیہ کوئی پوجتا نہیں اور اُسکی
عبادت کوئی نہیں کرتا تو ہم کہتے ہیں کہ عبادت
تمنے کس چیز کا نام رکھا ہے ہم تو یہی جانتے ہیں
کہ عبادت کے معنے نہایت درجے کی تعظیم کرنا اور
اگر عبادت کے معنے فقط رکوع سجدہ کے سمجھیں
تو ہندو بھی بتوں کے آگے سب کہیں اور سب پوجتے
ہیں سجدہ رکوع نہیں کرتے کہیں گال بجاتے کہیں
باجا بجاتے ہیں کہیں گیت گاتے ہیں کہیں پھول
پان چڑھاتے ہیں کہیں پکا ولی چڑھاتے ہیں کہیں

تھے جو رتے ہیں کہین دستدوت کرتے ہیں تو وے
بھی بت پرست نہوئے اور اگر وے اُن کامون سے
بت پرست ہیں تو تم بھی بت پرست کہلاوگے چاہو
خوش ہو چاہو ناراض کیونکہ یہہ سب باتین تعزیہ
کے آگے بھی لوگ کرتے ہیں اور سجدہ بھی کرتے
ہیں ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے بس خیر صلاح
احوال معلوم ہوا ۞ مسلمانو ہوشیار رہنا اپنے کلمہ پر
عمل کرنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۞ اللہ کے سوا سے
کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین ہے اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں کلمہ طیب کی برکت
سے اسلام جاگا اور کفر نکل بھاگا اور اللہ تعالی کی
بشارت ٹھیک ہوئی فرمایا اللہ صاحب نے پندرہوین
سے پارہ سورہ بنی اسرائیل مین وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۞ اور کہہ تو آیا
سچ یعنے دین اسلام اور قرآن آیا اور نکل بھاگا
جھوٹھہ یعنے شرک کفر اور شیطان نکل بھاگا
بیشک جھوٹھہ ہے نکل بھاگنے والا بس جسکے دلمین
کلمہ بسا اُسکے دل سے کفر نکل بھاگا اور جس ملک
اور شہر اور گھر مین کلمہ طیب جاری ہوا وہان سے کفر

نقل بھائیو مومن کامل وہی ہی جسکے دل مین کلمہ بسا اور
اُسی کو قرآن بھی فائدہ کرتا ہی جیسا کہ ایسی
آیت کی اگلی آیت مین اسکا بیان ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ
الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ
إِلَّا خَسَارًا ۔ اور ہم اُتارتے ہین قرآن مین سے
جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ہی ایمانوالون
کو اور نہین زیادہ کرتا ہی قرآن ظالمون بیدے کا فرون
کو مگر نقصان یعنے قرآن کی برکت سے مومن کے
دل کے روگ یعنے شک اور شبہے اور بدن کے
روگ بھی دفع ہوتے ہین اور جسکے دل مین کلمہ
بسا نہین اُسکو قرآن کیا فائدہ کریگا بلکہ قرآن
کی حکم عدولی کے سبب اور بھی سزا کے قابل
ہوگا سو سنو تم اپنے دین پر ثابت رہو اور رکھا کرو
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فصل تیسری نماز کے خواہش
دلانے کے بیان مین ❁ جب مومن کلمہ طیب پر ثابت ہوا تو
ضرور ہوا کہ اللہ معبود برحق کی بندگی کرے کیونکہ بندگی نہ
کریگا تو معلوم ہوگا کہ کلمہ کا مضمون اُسکے دل مین نہین بسا
اور اللہ کی عظمت اُسکے دل مین ابھی تک نہین
سمائی نہین تو اُسکا حکم کیون نہ مانتا اُسکے رسول نے توصاف

بتا دیا کہ اسلام کی اصل ہی عبادت اور عبادت
پر اسلام کی نیو بن قایم ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح
مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون کہا قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ
وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا گیا اسلام پانچ چیزون
پر وہ پانچوین ہین گواہی دینی اسکی کہ نہین کوئی
معبود سوا اللہ اور محمد بندے اُسکے اور بھیجے اُسکے
ہین اور ٹھیک ادا کرنی نماز اور دینی زکوٰۃ اور حج
ادا کرنا اور روزہ رکھنا رمضان کا یہ حدیث بخاری
مسلم دونون مین ہی اور سب عبادت پر مقدم
نماز ہی کیونکہ جب نماز پڑھیگا تب سب عبادت کی
توفیق خود بخود ہوگی اور سارے گناہون سے نماز
اُسکو باز رکھے گی فرمایا اللہ صاحب نے اکیسوین
سیپارہ سورہ عنکبوت مین وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ
الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ اور قایم رکھ اور
ٹھیک اور درست ادا کر نماز کو بیشک نماز منع

کرتی ہی اور باز رکھتی ہی بیحیائی کے کام سے یعنے اُس کام سے جو عقل کے نزدیک بد ہی اور اُس کام سے جو شرع کے نزدیک بد ہی یعنے نماز کا خواص ہی کہ بندے کو گناہ سے باز رکھتی ہی اسواسطے کہ نماز ہمیشہ ادا کرنے کے سبب سے اللہ کی یاد اور اُسکا خوف ہمیشہ بندے کے دل میں لگا رہتا ہی ❁ روایت ہی کہ ایک جوان انصاری جماعت کی نماز ہمیشہ حضرت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کسیوقت جماعت نہیں ترک کرتا تھا اور اُس جوان سے کوئی گناہ بچے نہ تھے لوگون نے حضرت سے اُسکا حال عرض کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہی کہ اُسکی نماز اُسکو گناہ سے باز رکھے گی پھر تھوڑے دن کے بعد اللہ نے اُسکو توبہ کی توفیق دی اور وہ جوان صحابیون میں ممتاز ہوا ❁ اور حضرت نے فرمایا ہی کہ مسلمان اور کافرمین یہی فرق ہی کہ مسلمان نماز پڑھتا ہی اور کافر نہین مشکوٰۃ مصابیح مین کتاب الصلوٰۃ کی پہلی فصل مین جابر سے روایت ہی اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

ولیہ و سلم نے درمیان بندے کے اور درمیان کفر کے
جو چیز مقرر رہی کہ وہاں تک پہنچے تو کفر میں جا پڑے
چھوڑ دینا نماز کا ہی یعنی بندے کے درمیان اور کفر
کے درمیان میں نماز ایک دیوار سی کھڑی ہوتی
ہی کہ بندے کے پاس کفر کو آنے نہیں دیتی پھر جب
وہ دیوار گر گئی تب بندہ کفر میں پڑا اور روایت کیا
اِسکو مسلم نے اِس حدیث میں تڑی دہمکی
ہی نماز چھوڑنے پر اور اِسمین اشارہ ہی اِس
بات کا کہ نماز چھوڑنے سے نزدیک ہی کہ کافر ہو جاوے
اصحاب ظواہر کے نزدیک نماز چھوڑنے والا کافر ہی
مگر اِس حدیث سے صاف کافر ہو جانا نہیں سمجھا جاتا
کیونکہ نماز آڑ ہی کہ کفر کو بندے تک آنے نہیں دیتی
تو جب آڑ اُٹھہ گیا تو اب کوئی چیز کفر کی روکنے
والی نہ باقی رہی ایسا لگتا ہی کہ کفر آجاوے باقی
رہا یہہ کہ اگر ترک بمعنے چھوڑ دینے کے ہین کہ کوئی
شخص نماز کو چھوڑ دے کہ ہم سے کچھ کام نہیں نماز
سے ہمنے اُسکو چھوڑا تب بیشک کافر ہوگا ۞ اللہ
مسلمان کو نماز چھوڑنے سے محفوظ رکھے جو مسلمان
ہوگا وہ نماز کو کب چھوڑیگا امام شافعی اور امام مالک

رحمہما اللہ کے نزدیک نماز چھوڑنیوالے کا قتل واجب ہی اگرچہ وہ کافر نہین ہوتا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو مارپیٹ کرنا اور قید کرنا واجب ہی یہان تک کہ نماز پڑھے ❁ اور نماز چھوڑنے سے مراد یہی مطلب ہی کہ بھلا جانکا قصداً قضا کرنے اور اگر سو گیا یا بیہوش ہوا یا کسی کافر نے قید کیا اور نماز سے منع کیا اس سبب سے نماز قضا ہوئی تو وہ اس وعید مین نہین داخل ہی بات جو لوگ ایسے ہین کہ نماز نہین پڑھتے اور جو کوئی اُنسے کہتا ہی کہ نماز پڑھو تو کہتے ہین کہ ہم سے نماز کہان ہو سکتی ہی اب ہم بہت کی مزدوری کرین یا نماز پڑھین یا بعضے بڑھے اسطرح کے ہین کہ اُنسے جو کوئی کہے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہین کہ آہ صاحب اب ہم قبر مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین ہم کیا نماز پڑھین گویا اُنکا ارادہ بھی نہین ہی نماز پڑھنے کا تو ایسے شخص کے کافر ہونے مین سلف کا خلاف نہین مگر بھائی ایک بات بڑے کام کی ہی دل سے یاد کر لینا چاہئے وہ یہ ہی کہ جسکو ایسا دیکھو تو اُسسے اخلاص حکمت اور ملایمت سے کہو کہ نماز کا اقرار کرے یا تک نماز شروع ہو

کھڑے ہیں بابا اسطرح کہو کہ سبحان اللہ انکی کیا متبرک
شکل ہی یہ تو نمازی معلوم ہوتے ہیں اور چہرے پر
تو انکے نور نمازی کا معلوم ہوتا ہی یہ نماز پڑھتے ہونگے
یا شاید انکو کسی نے سکھایا نہوگا خیر کیا ہوا اب
سے پڑھینگے تا کہ وہ شخص نماز پر مستعد ہو جاوے
اور نماز کا اقرار کرے بھائی یہہ مقام نازک ہی اسی
عدت سے اسکا انکار ظاہر نہ تھا اگر ہمنے سخت بات
کہا اس سبب سے آپنے انکار کیا تو بڑی قباحت
ہی گویا ہمنے اسکو کافر کیا اور اسی طرح نصیحت
کرنے کا حکم بھی قرآن مین ہے * فرمایا اللہ صاحب نے
چودھین سیپارے سورہ نحل مین اُدْعُ اِلیٰ سَبِيلِ رَبِّكَ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ط
بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجھا کر یعنے ایسی
باتین کہ آدمی کے دل مین چبھہ جاوے اور حق ثابت
ہو جاوے اور شبہہ جاتا رہے اور نصیحت کر کر بھلی
طرح یعنے میٹھی زبان سے نصیحت کر اور رنجش کر انسے
اور الزام دے انکو جسطرح بہتر ہو یعنے نرمی اور
خوش خوئی کے ساتھہ اور ایسی مثالین دیکر کہ دل
مین سما جاوین اور ایسی دلیلین بیان کر کہ کچھہ

مقام ہی دیکھو ہیگر تی لوگی نماز ادا کرینکے بدلے ہیں تو
بہہ مراہی اور بالکل چوڑ پڑہیگا اُسکا کیا حال ہوگا
اور مشکوۃ میں اسی حدیث کے بعد دوسری
حدیث عبد اللہ ابن شقیق سے جو تابعیں ہیں۔ اور
حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے اُنھوں نے حدیثیں
سنی ہیں روایت کیا ہی کہ عبد اللہ ابن شقیق نے کہا
كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا
مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ کہ تھے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں اعتقاد
کرتے کسی چیز کو عملوں میں سے کہ چھوڑنا اُسکا
کفر ہو سواے نماز کے روایت کی اسکو ترمذی نے
اور مشکوۃ میں اسی حدیث کے بعد ابو درداء
صحابی سے روایت کیا ہی کہ ابو درداء نے کہا اَوْصَانِیْ
خَلِیْلِیْ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا
تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ
بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ وصیت کی مجکو میرے جانی دوست یعنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شریک نکر تو اللہ کا

ستی چیز کو اگرچہ تھوڑے سے نکرے کیا جاوے اور جلایا
جاوے اور مست چھوڑ تو نماز فرض کو جان بوجھ کے
پھر جسنے چھوڑا نماز کو جان بوجھ کے بیشک نکل
گیا اُسسے ذمہ اور قول و پیمان مسلمانی کا اور
مت پی شراب پھر تحقیق وہ کنجی ہی ساری بدیوں
اور برائیوں کی اسواسطے کہ برائی سے عقل منع
کرتی ہی اور شراب عقل کو کھو دیتا ہی جب عقل
گئی تب ہر بدی کا دروازہ کھلا اسیواسطے شراب کو
ام الخبایث کہتے ہیں یعنے ساری برائیونکی ماں کہ ساری برائی
اُسسے پیدا ہوتی ہیں روایت کی اس حدیث کو ابن ماجہ نے
تو اب جسکے دل مین کلمہ بسے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اللہ کا رسول سمجھے گا تو شرک کیون کریگا اور نماز کیون
چھوڑیگا اور شراب کیون پیویگا غرض جو کلمہ پر اعتقاد
رکھیگا وہ سارے حکم اللہ رسول کے قبول کریگا اور
سارے منہیات سے دور رہیگا سو یون کلمہ بڑی نعمت
ہی اگر کلمہ پر ایمان نہ لاتے تو قرآن حدیث کہان پاتے
اور یہہ اچھی باتین کہان سے سنتے یہہ کلمہ جو تمھارے
نصیب ہوا تو شکر کرو اور کہا کرو لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ فصل چوتھی اہل سنت کے مذہب کے

حق الہو نے اور شیعوں کے مذہب کے ناحق ہونیکے
بیان میں ❁ جب آدمی کلمہ طیب پڑھا ایمان لایا دین
حق میں داخل ہوا تو آپ جانیے کہ مذہب حق پر ثابت
رہنے مسلمان کے واسطے تو واجب ہے ثابت رہنے کا
حکم ہی ایک دین حق یعنی اسلام پر اور دوسرا ثابت مذہب
حق پر اور مذہب حق وہی ہی جو قرآن اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے نکلے دین اسلام کو
یعنی دین محمدی جیسے کلمہ اور روزہ نماز حج
زکوۃ وغیرہ کا حکم ہی اور مذہب حق جیسے راہ دین
اسلام کی دکھلائی دے ❁ مذہب معنے راہ اور طریقہ
یعنی جس راہ اور طریقہ سے احکام اسلام کے
بجالاویں اسیواسطے بولتے ہیں کہ مذہب حنفی
مذہب شافعی مذہب مالکی مذہب حنبلی یعنی ابو حنیفہ
اور شافعی اور مالک اور احمد حنبل رحمہم اللہ نے اسلام
کے احکام کو اس راہ سے پایا اور روزہ مذہب
کہاں سے ملتا ہی قرآن و حدیث سے اسیواسطے
جو مذہب قرآن و حدیث کے مخالف ہیں تو وہ مذہب
برے ہیں اور قابل چھوڑنے کے یعنے جس راہ کے
سر سے پیر تلے تلک دیکھا ہے آپ دیکھا یا معتبر

لوگون نے سناکہ دیکھو یہہ راہ آگے جاکے قرآن
حدیث سے ملی ہی تو اُسی راہ پر چلے گئے اور جس
راہ کو دیکھا کہ یہہ قرآن حدیث سے نہین ملی ہی تو
اُس راہ کو چھوڑا اسیواسطے جو لوگ کہ
غیب پر ایمان لائے ہین اُنھون نے رافضیون کے مذہب
کو چھوڑا ہی کہ وہ مذہب قرآن حدیث سے نہین
ملتا بلکہ اُسے صاف جدا ہی اِس بات کی تحقیق قدیم
کتابون مین خوبی ہی جو کوئی چاہے دیکھ لے اور اِس
زمانہ مین اثنا عشریہ جو تصنیف ہی حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کی
مذہب حق دریافت کرنیکو کفایت ہی مگر مسلمانون کی
خوشی کے واسطے دو ایک بات مختصر بیان کرتے
ہین کیونکہ یہہ رسالہ بحث کے واسطے نہین لکھا فقط دو
ایک بات مسلمانون کی تسلی خاطر کے واسطے لکھ
دیا ۞ اب سنا چاہئے کہ اپنے مذہب کو تو کوئی برا کہنے کا نہین سو
ہم انصاف کی بات کہتے ہین کہ مذہب برا وہی جو قرآن کے
خلاف ہو اور مذہب حق وہی جو قرآن کے موافق ہو اور قرآن
کے لفظی ترجمہ سے جسکا مطلب ثابت ہو کیونکہ تفسیر
ایک مذہب والے کی دوسرے مذہب والا قبول

کرینگے نہین اور اسی طرح حدیث بھی غرض وہ
اسکی تفسیر حدیث کا انکار کرینگے پہلے اسکی تو
معاملہ فیصل ہونا دشوار ہوگا اسیواسطے ہم کہتے
ہین کہ اچھا یہ ہے کہ کلام الہی دونون مذہب والے پاس
موجود ہی اسمین کسیکا خلاف نہین ہی اور اسکو
سب حق کہتے ہین پس جس بات کا جھگڑا ہوا اس
بات کو قرآن کی طرف رجوع کرو اور تفسیرونکو بالای
طاق رکھ کے کلام الہی کے لفظ سے مطلب نکالو جسکے
موافق قرآن ہو وہ حق ہی اور جسکے مخالف قرآن
ہو وہ ناحق ہی مگر بھائی قرآن کے لفظ کے سوا دوسری
کتاب کا لفظ بولنے نہ دینگے بہت ہی تو ترجمہ لفظی
ہو اور کہین داہنے بائین منہ نہ چھپاو اگر بہت لاچار
ہونگے تو اپنے مذہب کی معتبر تفسیر کی بات سنینگے
اور تمھارے مذہب کی معتبر تفسیر کی بات تمکو
سناوینگے سو بھی ضرورت کے وقت مثلا بحث کے
مقام مین کہینگے جہان موقع دیکھینگے کہ فلانی آیت
حضرت صدیق یا حضرت علی کی شان مین ہی اسپر
دونون مذہب کی تفسیر والے متفق ہین پس اس سے
زیادہ بولنے نہ دینگے اور نہ ہم بولینگے اور جسکا

مذہب قرآن سے نہ نکلے گا تو پھر کیا ہندون کی پوتھی
سے نکلیگا جو مذہب قرآن سے نہ نکلے تو اُس مذہب
سے باز آنا چاہیئے اور اِس مین شک نہین کہ
علم تفسیر برحق ہی اور حدیثون مین بھی اُسکا اشارہ
ہی بلکہ بعض آیت کی خود حضرت نے تفسیر کی ہی
حدیث کی کتابون کو دیکھو تو معلوم ہو اور صحابہ سے
بھی تفسیر کی ہی مگر یہہ کہ تفسیر قرآن کے ساتھ
نہین اُتری اسواسطے مخالف کی روایت دونون
طرف سے قبول نہوگی اسواسطے ضرور ہوا کہ فقط
آیت سے دلیل لاوین کہ کسیکو انکار کی جگہہ نہ باقی
رہے اور نہین تو حدیث سے علم دین کے تین ثبت
ہین قرآن حدیث فقہ تینون برحق ہین مگر اپنے
مخالف مذہب کی حدیث فقہ کوئی قبول کریگا نہین ٭
اب ایک مسئلہ بیان کرتے ہین سنو کہ اہل
سنت ابوبکر صدیق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کا
اصحاب اور رفیق اور خلیفہ جانتے ہین اور شیعہ
اِسکا انکار کرتے ہین اور اُنکو برا کہتے ہین تو اہل
سنت کا قول قرآن سے ثابت ہی فرمایا اللہ صاحب
نے دسوین سپارہ سورہ توبہ مین اِلَّا تنصروہ ٭

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ط وَكَلِمَةُ اللّٰہِ هِیَ الْعُلْیَا ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ اگر تم نہ مدد کروگے رسول کی تو اُسکی مدد کی ہی اللہ نے جس وقت اُسکو نکالا کافروں نے دو جان سے یعنے پیغمبر اور ابو بکر کو جب وے دونو تھے غار میں جب کہنے لگا پیغمبر اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہی ❁ پھر اللہ نے اُتاری اپنی طرف سے تسکین اُسپر اور مدد کو اُسکی بھیجی وے فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں ❁ اور نیچے ڈالی بات کافرون کی ❁ اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہی ❁ اور اللہ زبردست ہی حکمت والا ❁ تو اس مین حضرت صدیق کی بڑی بزرگی نکلی کہ اللہ نے پیغمبر کے ساتھہ ابو بکر کا ذکر فرمایا کہ دو جان سے پیغمبر کو نکالا اور وہان دو جان کون تھے سواے پیغمبر اور ابو بکر کے اور پیغمبر تے جو اللہ کے واسطے تکلیف اُٹھایا اور غار مین گئے اور اُس تکلیف سے اللہ راضی ہوا اُس تکلیف اُٹھانے مین بھی ابو بکر شریک تھے

اور اللہ نے ابو بکر کو پیغمبر کا رفیق کہا تو جسکو اللہ پیغمبر کا رفیق کہے اُسسے دشمنی کرنا عین پیغمبر کی دشمنی ہی ❁ اب جو ابو بکر کی دشمنی تم ان سے ثابت کرو وہ تو سچ نہین تو تمھین سچ تھا تو اللہ ہی نے کیا ہی جب اِسس آیت کے خلاف تمھارا عقیدہ ہوا اور آیت سے منکر ہوئے تو کلمہ طیب سے بھی منکر ہوئے پہلے مسلمان ہو اور صدق دل سے کلمہ پڑھو تب ہم سے دوسری بات کہین اور اِسس بات کا انکار شیعہ بھی نہین کرسکتے کہ ابو بکر صدیق غار مین نہ تھے اُنکی تفسیرون مین بھی لکھاہی کہ غار مین رفیق پیغمبر کے ابو بکر تھے اور اُسس غار کی رفاقت جو صدیق نے صدق دل سے کی وہ ایسا مقبول اور مشہور ہی کہ لوگ بڑے سچے یار کو بولتے ہیٔن اکہ فلانا فلانا کا یار غار ہی یہہ لفظ نفاق کی دوستی پر کوئی نہین بولتا نہ شیعہ نہ سنی یہہ اُنکے اعتقادی مسئلون مین سے ایک مسئلہ بیان کیا اور اُسس مسئلہ کا خلاف قرآن کے ہونا ثابت کیا ❁ اب ایک مسئلہ اُنکی فقہ کا بھی بیان کرتے ہیٔن اور اُسس مسئلہ کا مخالف قرآن کے ہونا ثابت کرتے ہیٔن وہ

بعد ساہی کو شیعہ لوگ متعہ کرنا عورتوں سے
درست جانتے ہیں اور متعہ اس طرح پر کرتے ہیں کہ
باہر کو اہ عورت کو کچھ مال دیکے ایک مدت یعنی وقت
یا روز مقرر رکھ کے واسطے راضی کرتے ہیں اور
یہ مسئلہ قرآن سے صراحۃ خلاف ہی فرمایا اللہ صاحب
نے اٹھارھویں سیپارہ سورہ مومنون میں قَدْ اَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ کام نکال گئے خلاص ہوئے مراد کو پہنچے ایمان
والے اَلَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ۞ جو اپنی نماز میں
دبے ہیں وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۞ اور جو
نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ
اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ
حَافِظُوْنَ ۞ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ
غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۞ اور جو اپنی شہوت کی جگہوں کو تھامے
رکھتے ہیں مگر اپنے جوروؤں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر
سو ان پر نہیں الزام فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ
ہُمُ الْعَادُوْنَ ۞ پھر جو کوئی ڈھونڈھے اس کے سوائے سو
وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اب اس آیت سے
صاف معلوم ہوا کہ جو کوئی سوائے اپنی زوجہ اور لونڈی
شرعی کے اور کسی طرح شہوت نکالے گا وہ حد سے

ہو مینے والا ہی اور وہ خلاص نہوگا بلکہ جہنم میں پڑیگا فقط ترجمہ سے یہہ بات صاف ظاہر ہی اور اللہ تعالی نے سوائے زوجہ اور لونڈی کے تیسری عورت کا بیان نہیں فرمایا بلکہ انہی دونو پر حصر کیا یعنے حد باندھ دیا اور انہی دونوں پر ختم کیا سو اب تیسری قسم جو ہو گی تو وہ حرام ہو گی اور عورت متعہ کی نہ زوجہ ہی نہ لونڈی تیسری قسم ہی تو بیشک حرام ہوئی جب پہلے ترجمہ سے متعہ کا حرام ہونا ثابت کر چکے تو اب تفسیر کرنیکا مضایقہ نہیں اسواسطے تفسیر کر دیتے ہیں کہ شیعہ لوگ یا انکے بہکانیوالے شاید کچھ تقریر نکالیں تو پھر جواب دینا پڑے تو اب ایکبارگی اُسسے بھی فراغت ہو رہی اور تفسیر ایسی نکریں گے کہ کچھ عذر کی جگہہ باقی رہے بلکہ وہی تفسیر کرینگے جو لفظ سے صاف بوجھی جاویگی اب تفسیر سنو اور خوش ہو کے کہو کہ حق آیا اور باطل نکل بھاگا اللہ صاحب نے فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ) یعنے خلاصی ہوئے وے لوگ جو اپنے بشرمگاہوں کو شہوت کی جگہوں کو (حَافِظُونَ) نگاہ رکھتے ہیں کہ کسی کی نظر اُسپر نہ پڑنے پاوے

یا کسی کا بدن اُسپر نہ پہنچنے پاوسے (اِلَّا عَلیٰٓ اَزْوَاجِهِمْ)
مگر اپنے جوڑوں پر جفتوں پر ۞ یعنے اُنسے اپنے شرمگاہ
کا نگاہ رکھنا ضرور نہیں اُنسے فراغت سے جماع کریں ۞
زوجہ لغت میں جفت کو کہتے ہیں یعنی اُسکی جوڑا
تو چونکہ کاروبار گھر کا بغیر عورت مرد کی موافقت اور
اُنکے ملاپ کے درست نہیں ہوتا اسواسطے عورت
کو مرد کا جوڑا اور مرد کو عورت کا جوڑا کہتے ہیں
جسطرح جوڑا موزے کا جوڑا پاپوش کا کہ ایک سے کام
نہیں نکلتا جب تک دوسرا نہو اور عورت مرد کے جوڑا
ہوتے میں کئی شرطیں ہیں جب تک وہ شرط نہو عورت
مرد جوڑا نہ کہلاویں پہلی شرط یہہ کہ اُس عورت
اور مرد میں ایک خصوصیت ہو یعنے جو اُس عورت
مرد میں علاقہ ہو وہ دوسری عورت سے نہو اور وہ
علاقہ بغیر ایجاب و قبول شرعی کے جسکو عقد نکاح کہتے
ہیں حاصل نہیں ہوتا دوسری شرط یہہ کہ وہ خصوصیت اور
علاقہ خانہ داری اور گھر کی گذران اور کاروبار کے
واسطے ہو نہ کہ وہ علاقہ فقط شہوت دفع کرنے کے
لئے ہو کیونکہ جب تک کہ گھر کے سارے کاروبار میں
شرکت نہوگی تب تک دونوں کا نفع اور ضرر شامل

نہوگا تو اِس صورت مین بعضے حقیت ہونے کے
نہ پائے جاوینگے اِسیواسطے جرجنی اور متعہ کی
عورت کو جفت نہین کہتے کیونکہ اِن عورتون سے
فقط شہوت دفع کرنیکا فائدہ ہوتا ہی تیسرے یہ شرط
نہیں کہ اُس عورت سے نسب اور اولاد کا لینا ممکن ہو
یعنے اُس سے جو اولاد ہو وہ اِسیکی ٹھہرے کسی
دوسرے کا حق اُس عورت مین نہ رہیگا ہو تو اِسمین
صورت مین جو کوئی شخص کسی مرد کو اپنی لونڈی
سے جماع کرنیکی پروانگی دے تو وہ عورت جفت
نہ کہلاویگی چوتھے یہہ کہ اُسین عورت مین اُسی
نکاح کے علاقہ اور رشتہ سے کوئی دوسرا رشتہ
زیادہ مضبوط ہو اِسیواسطے ما اور بہن اور لڑکی
کو جفت مرد کی نہین کہہ سکتے تو بموجب اِن اسباب
تقریرون سے معلوم ہوا کہ عورت متعہ کی جفت
نہین ہی اِسیواسطے متعہ کی مدت مین اگر عورت
مرجاوے تو مرد اُسکا وارث نہین ہوتا اور مرد مرجاوے
تو عورت اُسکی وارث نہین ہوتی شیعون کے نزدیک ❀
تو معلوم ہوا کہ شیعون کے نزدیک بھی عورت متعہ
کی جفت نہین ہی اور ازدواج مین نہین داخل ہی اگر ازدواج

بیٹی داخل ہوئی تو البتہ اُسکے لئے شیعہ لوگ میراث تجویز
کرتے کیونکہ ازواج کی میراث تو صاف قرآن سے ثابت
ہے اور متعہ اگر ایک ایک ساعت کی عورت کا
واجب ہوتا ہے اور نہ اُس عورت کو گھر کے
کام و بار میں کچھ داخل ہوتا اور نہ وہ عورت مرد کے
شغل میں شریک ہوتی اور اُس عورت کے
باعث سے جو اُس مرد کی نسل ہوتی ہے اُسکی
نگاہداشت ممکن نہیں اور نہ اُس لڑکے کے نسب کی
محافظت ہوسکتی ہے عجب نہیں کہ اُسکے محرمات
سے اُسکا نکاح ہو جاوے کیونکہ متعہ کی عدت گذرنے
بعد دونوں آپس میں اجنبی ہو جاتے ہیں یہ اپنی راہ
چلا جاتا ہے وہ جدھر اپنے جی میں آوے اسلئے وہ متعہ کی عورت
چلی جاتی ہے اور وہ دو متعے کے مرد سے لیتی ہے اگر متعہ کی
مدت میں اُس عورت کے پیٹ میں مرد سے بچہ
رہ جاویگا اور کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو نہ وہ لڑکا اپنے باپ کو
پہچان سکتا ہے اور نہ باپ اُس لڑکے کو اور
نہ وہ لڑکا باپ تک پہنچ سکتا کہ حق فرزندی کا اُس سے
طلب کرے اور نہ باپ اُس لڑکے کو پا سکتا
کہ حق پدری ادا کرے اور تربیت کرے اور جب

ہو وہ لڑکا پہچان نہ پڑا تو باپ کے رشتہ دارون مین
سے جو اُس پر حرام ہین اور جن پر وہ حرام ہی یہہ
بھی نہ معلوم ہوگا تو آپس مین محارم کے ساتھہ نکاح
ممکن ہوا اور کرنا بکرنا بنا پڑا اب یہہ ڈر ہی کہ کہین
متعہ کا جنا بیٹا اپنے باپ کی بیٹی سے نکاح یا متعہ نہ کرلے
اور متعہ کی جنی بیٹی ہو تو کہین اُسکا چچا یا بھائی نکاح
یا متعہ نہ کرلے نہین تو بیچارے شیعون کے گھر مین بڑی بھی
کھلبل پڑے اور شرافت مین داغ لگے ﷺ بھائی
شیعہ ہونا بڑی مشکل ہی یہہ ست فضیحتی کسے
برداشت ہوسکتی ہی یہہ سب بوجہہ شیعون
ہی سے اُٹھہ سکتا ہی تب تو اِس امت مرحومہ محمدیہ پر
اللہ نے یہہ بوجہہ نہین رکھا ﷺ علی ہذا القیاس اِس
صورت مین دوسری قرابت والے سے بھی یہی
شبہہ ہی اور اولاد کے نکاح دلانے مین کفو غیر کفو
کا نکالہ رکھنا بھی برہم ہوا اور لوگون مین میراث کا
تقسیم کرنا بھی مطلق موقوف ہوا کیونکہ متعہ زادون
کے دورپے تمام عالم مین پھیل گئے اب کس طرح معلوم
کرین کہ اُسکے کتنے وارث ہین اور اُنکا کیا نام ہی اور
کہان کہان اُنکا مکان ہی تا کہ ہر ایک کی میراث اُسکے

پاس پہنچا ؤ بن متعہ کیا ہوئی بر ا کہتر اہوا ❁ پھر
اور دوسرے احکام زوجیت کے مثل عدت اور طلاق
اور ایلاء اور لعان اور ظہار اور شب باشی کی
باری وغیرہ شیعون کے اعتقاد بموجب بھی متعہ
والی عورت کے ساتھ نہین جاری ہیئن تو جب
زوجیت کے سارے احکام متعہ والی عورت پر جاری
نہین کرتے تو صاف ظاہر ہوا کہ متعہ والی عورت
زوجہ نہین ہی اور جب زوجہ نہوئی تو حرام ہوئی ❁
اب یہان متعہ کے حلال جاننے والون نے اس کا بات
خرچ کرکے کچھ جواب لکھا ہی اُسکو ذرا سنو
اُن سبھون نے لکھا ہی کہ یے سب احکام کچھ زوجیت
کے واسطے ضرور نہین ہیئن کہ اُنکے نہ پائے جانے سے
متعہ والی عورات کو زوجیت سے نکالتے ہو کیونکہ
جو رانڈ اور یوشاک نکاحی جورو کا بھی اگر وہ اپنے
شوہر کی نافرمانی کرے اور اپنے شوہر کے گھر سے نکل کے
دوسرے کے گھر مین رہے موقوف ہو جاتا ہی اور
عورت نکاحی جسنے اپنے شوہر کو قتل کیا ہی اُسکو بھی
میراث نہین پہنچتی اور جو نکاحی عورت کسی کی
لونڈی یا فرنگی مذہب ہی اُسکو بھی میراث نہین

پہنچتی اور جو کسی کی لونڈی سے نکاح کرے تو اُس
لونڈی اور شوہر مین لعان بھی نہین ہوتا اور شب
باشی کی باری بھی سفر مین موقوف ہوتی ہی یہہ
شیعون نے جواب دیا ❁ تو اب اُنکے جواب کو
ہم رد کرتے ہیں ❁ سنو میان شیعہ یہہ جواب تو بہت
نامعقول اور نہایت پوچ ہوا اسواسطے کہ یے سب
احکام جو نکاحی عورت سے موقوف ہوئے تو دوسرے
سببون سے جو اُسمین اوپر سے آلگے نکہ اصل
نکاح کے سبب سے یے سب احکام موقوف ہوئے دیکھا
کرتے ہیں متعہ کے کہ اُسکے اصل ہی سے بغیر کسی
دوسرے سبب کے یے سب احکام موقوف ہیں
کیونکہ نکاحی عورت سے جب وہ سب اوپری سبب
نکل جاوینگے تب پھر وہ سب احکام اُسپر جاری ہونگے
مثلا عورت ناشزہ یعنے شوہر کی نافرمانی کرنیوالی جب
پھر اپنے شوہر کے گھر مین آویگی تب پھر خور اک
پوشاک کی مستحق ہوگی اور اگر لونڈی آزاد ہوگئی
یا کافر عورت مسلمان ہوگئی تب میراث کی مستحق
ہوگی اور اگر مرد سفر سے پھر آویگا تب عورت
اپنی شب باشی کی باری طلب کریگی تو عقد نکاح

کا اصل یہی اُن سب احکام کو نہیں منع کرتا بلکہ دوسرے سبب اوپری اُن سب احکام کو منع کرتے ہیں بخلاف متعہ کے کہ وہ خود اصل ہی سے اُن سب احکام کو منع کرنے والی ہی بغیر کسی دوسرے سبب کے مثلاً پانی کی اصل طبیعت ہی جاری ہونا اور پتھر کی اصل طبیعت ہی جامد ہونا تو اگر کوئی اپنی حماقت سے کہنے لگے کہ پتھر بھی پانی کے قسم سے ہی اسواسطے کہ پانی بھی برف کے دنوں میں جم جاتا ہی یا کہنے لگے کہ پانی بھی پتھر کے قسم سے ہی اسواسطے کہ پتھر بھی تیز آگ ڈالنے سے پانی ہو جاتا ہی تو کوئی عقلمند اُسکے اِس ہذیان اور بیہودہ گوئی کو نہ قبول کریگا ٭ اور متعہ کے حرام ہونیکی یہہ دلیل بڑی مضبوط ہی کہ اللہ تعالیٰ نے نکاحی زوجہ کو چار عدد پر منحصر اور ختم فرمایا ہی جیسا کہ سورۂ نساء کے اول میں وہ آیت موجود ہی تو اگر متعہ والی عورت زوجہ میں داخل ہوتی تو اُنھیں چار میں ہوتی مثلاً دو نکاحی ہو تین دو متعہ والی یا تین نکاحی ایک متعہ والی حالانکہ متعہ کے حلال جاننے والے دس دس عورت سے ایک رات میں متعہ کرنا درست کہتے ہیں اور باوجود چار جورواں

نکاحی کے پانچوین سے متعہ کرنا درست جانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اُنکے نزدیک بھی متعہ والی زوجہ نہین ہی تب تو چار کے سواے دوسری عورتون سے متعہ تجویز کرتے ہیں اور حالانکہ وہ لوگ بھی چار عورت نکاحی کے موجود ہوتے پانچوین سے نکاح درست نہین جانتے تو صاف معلوم ہوا کہ اُنکی کتاب سے بھی متعہ والی زوجہ نہین ہی تو جب زوجہ نہوئی تو حرام ہوئی اور شرع شریف مین مقرر ہی کہ جب کسی شخص نے اپنی نکاحی عورت سے جماع کیا تب وہ شخص محصن کہلایا پھر اب محصن ہونیکے بعد اگر زنا کریگا تو اُسکو سنگسار کرینگے اور اگر محصن ہونے کے قبل یعنے نکاحی عورت سے جماع کرنیکے قبل جو زنا کریگا تو سو کوڑے مارا جاویگا ✲ اور متعہ کے حلال جاننے والے خود کہتے ہیں کہ متعہ والی عورت سے جماع کرنے سے محصن نہین ہوتا تو کسی صورت سے متعہ والی زوجہ مین نہین داخل ہی خود شیعون کے قول سے تو بیشک متعہ حرام ہی (اَوْمَامَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ) یا وہ چیز کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ اُنکے اور وہ چیز کیا ہی کہ لونڈیونکا جہل مخصوص ✲ اللہ تعالی نے لفظ ما کا فرمایا اور ما معنے چیز

کے ہیں تو اسے کیا فائدہ • نکالا کہ لونڈی کے بدن میں
جس چیز کے مالک ہیں اور وہ چیز وہی ہی جو تخم
بونے کے قابل ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقر
مین جورؤن کو مرد کی کھیتی فرمایا ہی کیونکہ مرد اُسمین
اپنا تخم بوتا ہی اور وہ اُس تخم کو اُگاتی ہی تو دوسرا مکان
جو نجاست کا ہی وہ کھیتی نہین ہی کیونکہ اُسے تخم نہین
اُگتا تو اُس راہ سے جماع حرام ہی کیونکہ اُسکا
مالک ہمکو اللہ نے نہین فرمایا اور غلام کے وہ چیز نہین ہی مگر
لونڈی کے وہ ہو تو جو چیز تخم بونے اور قبول لینے
کے قابل ہی وہ حلال اور جو کھیتی کے لائق نہین اور
مکان نجس ہی وہ حرام اور لغت مین مالک یمین
کے یہہ معنے ہیں کہ اُسکی ذات اور گردن کا مالک
ہو یعنے اُسکا سارا بدن سر سے قدم تک اُسکا مال ہو
اسواسطے آپکو بیچ سکتا ہی اور جورو کو
نہین بیچ سکتا اور عاریت یعنے منگنی کی چیز کو لغت
مین مالک یمین نہین کہتے ہیں اسیواسطے جو کوئی شخص
اپنی لونڈی کو جماع کرنے کے لئے کسی دوسرے کو عاریت
دیدے تو وہ حلال نہین ہی کیونکہ اُسمین مالک یمین نہین
ثابت ❁ تو خلاصہ یہہ ہوا کہ مرد کو اپنی حاجت رفع کرنے

کے لئے دو قسم کی عورت حلال ہیں ایک زوجہ دوسری ملک یمین کی عورت یعنے لونڈی تو جو لوگ اِن دونوں قسم کی عورت سے جماع کریں (فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ) سو وہ لوگ نہیں ہیں ملامت کئے گئے اور اُن پر کچھ اُلاہنا نہیں (فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﴿﴾) پھر جو کوئی ڈھونڈھے سوائے اِس دو قسم یعنے زوجہ اور لونڈی کے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے کہ اللہ کے باندھے حد سے بڑھ گئے یعنے ایسے لوگ خائن ہونگے ﴿﴾ اب اِس مقام میں ایک بڑا فائدہ لکھتے ہیں اُسکو یاد کر لینا چاہیئے وہ یہہ ہي کہ شہوت جماع کی جو ہي اُسکے وقع کرتے کی کئی طرح ہي سو شرع شریف میں وہ سب طرح حرام ہی سوائے اِسکی دو طرح کے جسکو اللہ نے حلال فرمایا یعنے زوجہ اور لونڈی کہ یے دونوں بے شبہہ حلال ہیں اور جو اسی طرح حرام ہیں وہ یے ہیں ایک لواطت یعنے جماع کرنا محل نجاست میں خواہ وہ محل نجاست مرد کا ہو خواہ عورت کا خواہ اپنی نکاحی عورت اور لونڈی ہو خواہ اجنبی دوسرے زن مواجرہ جسکو ہندی میں خرچی کی عورت کہتے ہیں تیسرے زن متعہ وقتہ

جسکو ہندی مین خانگی عورت اور یاری اور دوستی
اور آشنائی والی عورت کہتے ہین کہ وہ بغیر
اجرت کے محض یاری آشنائی سے یہہ برا کام کروانی
ہی چوتھے زن مکرہ یعنے جس عورت سے زبردستی
یہہ برا کام کرین پانچوین زن متعہ کہ اُسسے ایک مدت
اور اجرت مقرر کرکے یہہ برا کام کرین چھٹوین
عاریت کی لونڈی کہ اُسکے مالک سے اُسکو
اسی بد سے کام کے واسطے مانگ لین ساتوین
زن مساحقہ کہ لواطت کے الٹے ہی یعنے عورت سے
عورت شہوت رانی کرے اٹھوین منی نکالنا ہاتھ
سے جسکو جلق کہتے ہین نوین نکاح کرنا محارم سے یعنے
جن عورتون سے اللہ نے نکاح کرنا حرام فرمایا ہی
خواہ وہ محارم نسب والی ہو مثل ما اور بہن اور
پھپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی وغیرہ کے
خواہ وہ محارم سسرال کے ناتے والی ہو مثل
ساس اور جورو کے نکاح مین موجود ہوتے ہوئے
جورو کی بہن اور پھپھی اور خالہ وغیرہ ۞ خواہ وہ محارم
رضاعی ہو یعنے دودھ کے ناتے کی مثل دودھ پلانیوالی
ما اور اُسکی جڑ اور شاخ جو ہین وہ عورتین کہ

دوسرے شخص کے نکاح مین ہی کہ اُسسے نکاح بھی
درست نہین ہی کیا روہین زن مشترکہ کہ کئی آدمی
شریک ہوکے اُسسے نکاح کرین بار وہین فاحشہ عورت
کہ اُسسے نکاح درست نہین تو ایسے سب قسم
مَاوَرَاءَ ذٰلِکُم) کے لفظ سے حرام مطلق ہین غرض
سوائے اپنی زوجہ اور لونڈی کے جسطرح شہوت
رانی کریگا سب حرام اور موجب جہنم کی ہوگی
الحمد للہ کہ قرآن سے مذہب باطل ہوا حق آیا اور باطل
نکل بھاگا مومنون تم اپنے کلمہ پر ثابت رہو اور اللہ کا
رسول جو کتاب لایا ہی اُسپر عمل کرو اور صدق
دل سے پڑھا کرو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۞ ایک
لطیفہ لکھتے ہین وہ بھی بڑے کام کا ہی وہ یہہ ہی کہ شیعہ
لوگ جاہلون اور نادانون کو اپنے مذہب باطل
مین لانے کیواسطے بعضی بعضی مثالین اور قصے کہانی
اپنی عقل کے زور سے بناچنا کے سناتے ہین اور
اُن قصون مین ایسی بات بنالین ہین کہ نادان
لوگ گھبرا جاتے ہین اور اپنے مذہب کی برائی کہ
قرآن سے اُنکا مذہب صاف باطل ہی اور اُسکی
دو بات نمونہ کی طرح پر ہمنے لکھدی ہی جو مومن ہوگا

وہ اُنہی سے سوج جاویگا اُسکو چھپاتے ہیں سو ہم
بھی اُنکے مذہب کے رد کرنے کے واسطے کچھ عقلی
دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ اُنسے ہر پڑھا اور ان پڑھا
اُنکے مذہب کی برائی دریافت کریگا اور اللہ کے فضل
سے ہماری عقلی دلیل بھی ایسی ہی کہ اُنکی اصلی
شرارت اور دغابازی کو جڑ سے کھود بہا دیگی
بالکل حقیقت میں ہماری یہہ عقلی دلیل بھی حدیث
قرآن سے نکلی ہی جو کوئی غور کریگا تو صاف پہچان
جاویگا پہلی دلیل یہہ ہی کہ اصل دیس دین محمدیکا
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہی کہ دین وہان ہی سے نکلا
اور حضرت نے خوشخبری دی ہی کہ میرا دین قیامت
تک مکہ مدینہ مین بالکل سارے حجاز مین رہیگا اور
شیعہ سنی سب جانتے ہین کہ دین محمدی کا دیس
مکہ مدینہ ہی اسمین کسیکو شبہہ نہین اور ہر چیز کو
اُسکے دیس والے خوب پہچانتے ہین اور وہ چیز
اپنے دیس مین بہت ہوتی ہی دوسرے دیس مین وہان
ہی سے جاتی ہی تو اب دین محمدی کو جیسا کہ مکے مدینے
والے پہچانین گے ویسا دوسرے دیس والے کاہیکو
پہچانین گے اور پہچانین گے تو انہی کے لوگون

سے آپکی پہچان سیاتھ کے اور دین محمدی جیسا کہ مکے مدینے مین ہوگا ویسا اور دیس مین کاہیکو ہوگا اور آیا ہوگا تو وہان ہی سے آیا ہوگا ❁ تو اب جو دین کہ مدینے مین ہی یا اُسیطرح کا اور دیس مین ہی وہی دین اصلی ہی اور جو اُسکے خلاف ہی وہ بیچ کا بنایا ہوا اور نقلی ہی تو الحمد للہ کہ مدینے مین مذہب اہل سنت وجماعت کا ہی جو کوئی چاہے تحقیق کر لے اور ہزارون آدمی سے اسکی گواہی لے لے تو جب شیعہ مذہب دین کے دیس مین نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ مذہب بے اصلی ہی اور مذہب سنت وجماعت کا حق ❁ سچ ہی جہان خود کعبہ موجود ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خود آرام فرماتے ہین وہان کیون نہ دین قیامت تک رہے جو تاثیر اور برکت کعبہ شریفہ اور حضرت کے بدن تبارک مین ہی آپکو کیا پوچھنا بڑی برکت اور تاثیر ظاہر مین بہی دیکھتے ہین کہ وہان دین حق اب تک موجود ہی اور قیامت تک رہیگا اور دوسری دلیل یہہ کہ بڑی عبادت حج ہی اُس عبادت ادا کروانے کی خدمت اللہ تعالی نے کہ والون کو دی ہی اور وہ سب اپنے مذہب اور دین کے موافق لوگون سے

حج کے ارکان ادا کرواتے ہیں جو لا منذل کی طرح
قبول کرنے کو ایسی عبادت بزرگ کے ادا کرواتے
کو اللہ تعالی بیدینون اور بدمذہبون کے ہاتھ مین
سپرد کرتے اور لاکھون حاجیون کی عبادت کو بغیر
گناہ اور تقصیر کے انکی ملامت سے خراب کرواتا ہے
اور کعبہ کی خدمت اور نگہبانی کے واسطے بیدینون
کو مقرر کرتے کیا اللہ کو قدرت نہین کہ بیدینون کو
نکال کے وہان دیندارون کو بساوتے اللہ تعالی کی
نگاہ رحمت کی تو کعبہ پر ایسی ہی کہ آپ اسکو خراب
کرنیکو جو کفار آتے تھے تو انکو چڑیون سے ہلاک
کروا دیا اب کیا قصور ہوا کہ کعبہ کو بیدینون کے ہاتھ
مین سونپا معاذ اللہ ابتک الا اتنا دلیلے اللہ جانے
تیسری دلیل یہہ کہ اگر مدینے کے لوگ دیندار اور
اللہ کی مرضی موافق ہوتے تو ان مین اپنے محبوب کو
کیون رکھتا اپنے بیٹے کو کوئی بدون کی صحبت مین بھیجنے کا
روادار نہین ہوتا سو جستا کہ باپ اپنے بیٹے کو پیار کرتا
ہی اس سے کروڑون درجے بڑھ کے اللہ اپنے رسول
محبوب کو پیار کرتا ہی تو انکو بدون کی صحبت مین
کیون رکھتا اور انکی مصاحبت کے واسطے بیدینون

اور بد مذہبون کو کیون پسند کرنا اور اپنے رسول
کو جو اور مردونکی طرح نہین ہین بالکل وہ زندون کا
حکم رکھتے ہین کیونکر دکھ دینا کہ وہ بے لوگ پانچو
وقت اُنکی مسجد مین ہین اور اُنکے قریب اُنکی
شرع کے خلاف نماز ادا کرتے اور اُنکی حرم شریف
مین بیٹھکر اُنکی دین کے خلاف حدیثین پڑھتے پڑھاتے
منتھا ہو اللہ بہت کیا برا عقیدہ ہی بالکل حق یون کیا گروہ لوگ
ایسے ہی دیکھ اللہ اور زمانہ سنت نبوی اور امید
کی مرضی موافق ہین کہ اسنے انہین اپنے رسول
مقبول کو رکھا ہی جو دین اور مذہب تو وہان کے لوگ
کا ہی وہی حق ہی قربان اُس رسول کے اور قربان
اُنکے نام پر ہوئے ﷺ غرض کہ مدینہ والے دین حق پر ہین اگرچہ
بشریت کے سبب کوئی بدعت گناہ اُنسے ہو جاوے
کیونکہ خود حضرت کی زندگی مین ایسا ہو جاتا تھا کہ
صحابیون سے گناہ ہو پڑتے تھے تو اُنسے کچھ آنحضرت کو
دکھ ہوتا تھا نالائق اُن پر رحم فرماتے اور اُنکے حق مین
استغفار کرتے اور اُنکے لیے استغفار کرواتے بھائیو
جسکو کلمہ گوئی کا دعوی ہو تو دل ان باتونکو انصاف
سے سوچے اور بات کی پیچ پکڑے اور اپنے باپ

دار وینکی رسم اور چال پر چلا کرے تو انشاء اللہ تعالی یہی باتین آپکو کام آوینگی کوئی کسی کی قبر مین سوئے کا نہین اور نہ کوئی کسی کے بدلے عذاب اٹھاویگا آمنا لیکھا اپنے ہاتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فصل

پانچوین اہل سنت کے چارون مذہب کے برحق ہونیکے بیان

مین اور اس فصل مین چار ہدایت ہین ہدایت پہلی اس بیان مین کہ چارون امامون کے مذہب مین جو اختلاف ہوا تو اللہ اور رسول کی خوشی اسی مین تھی اور چارون امامون سے جسکے طریقہ کو کوئی اختیار کریگا وہ اللہ کی راہ پاویگا اب سننا چاہئے کہ طریقہ امامون کا حقیقت مین طریقہ صحابہ کا ہی کچھ امامون نے اپنے گھر سے کوئی طریقہ نہین نکالا ایک حقیقت یہ ہی کہ جس امام کو جس اصحاب کی روایت کی حدیث پہنچی اسنے اسی حدیث پر عمل کیا اور اسی اصحاب کی پیروی کرکے اللہ کی راہ پائی اور اسی بات کی اجازت خود اللہ اور اللہ کے رسول نے دی ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین باب مناقب صحابہ کی تیسری فصل مین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول سألت ربي عن اختلاف اصحابي من بعدي فاوحى الله الي يا محمد ان اصحابك عندي بمنزلة النجوم في السماء بعضها اقوى من بعض ولكل نور فمن اخذ بشيء مما هم عليه من اختلا فهم فهو عندي على هدى قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم رواه رزين کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ پوچھا میں نے اپنے رب کو حال اختلاف اپنے اصحاب کا میرے بعد تب وحی بھیجی اللہ نے میری طرف کہ اے محمد بیشک اصحاب تیرے میرے نزدیک بجائے ستاروں کے ہیں آسمان میں کہ بعضے اُن ستاروں میں سے روشن زیادہ ہیں بعضے سے اور ہر ایک کے لئے ایک روشنی ہے سو جس شخص نے اختیار کیا کسی چیز کو یعنے کسی علم اور عمل کو اُن چیزوں میں سے کہ وے لوگ اُس پر ہیں اپنے اختلاف میں سے یعنے فقہی مسئلوں میں جو صحابہ میں اختلاف تھی کہ کوئی کسی طرح عمل کرتا تھا اور کوئی کسی طرح تو جو شخص اُن میں سے کسی اصحاب کی پیروی کریگا تو وہ شخص میرے

نزدیک سب سیدھی راہ پر ہیں کہا حضرت جبرئیل نے اور
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحاب میرے
بجائے ستاروں کے ہیں بیچ جس طرح میدان اور دریا
میں راہ ان سے ملتی ہے اسی طرح میرے
اصحاب سے بھی راہ ملتی ہے جو ان میں سے جس کی
اقتدا کرو گے اور جس کے پیچھے چلو گے سیدھی راہ
پاؤ گے ❊ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ
اور رسول کی مرضی یہی تھی کہ امت کی نجات کے
واسطے کئی راہ مقرر ہوں اور دین کے سب ہوں
کشادگی ہو کہ جس راہ سے چاہیں منزل مقصود
کو پہنچ جاویں کیونکہ راہ چلنے والے اس امت میں
بہت اور بے شمار ہونے والے ہیں اس واسطے کہ قیامت تک
اس خاتم النبیین کا دین جاری رہیگا دوسرا نبی آنے کا
نہیں تو امت بے شمار کا ایک راہ میں کس طرح
گذارا ہوتا آپس میں دب دب کے مر جاتے اس
واسطے اللہ نے رحمت کیا اور منزل تک پہنچنے کے
واسطے کئی راہ مقرر کر دیا ❊ اب ایک بات رہ گئی
ہے یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اصل منزل مقصود میں
خلاف نہیں ہے کہ کوئی مغرب کو جاوے کوئی مشرق

کو کوئی جنوب کو کوئی شمال کو بالکل منزل مقصود
ایک ہی ہی اور اُسی رخ پر کئی راہ ہین یعنے
اصل دین اور ایمان اور عبادات مین جو فرض اور
واجب ہین خلاف نہین ہی بالکل خلاف ہی تو فروع
یعنے شاخون مین اور اسیکو فقہ کہتے ہین ٭ اور اس
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصحاب لوگ بھی
آپس مین چھوٹے بڑے ہین مگر راہ پانے کو سب کی
پیروی کفایت کرتی ہی مثلا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے
رفع یدین نہ کرنے مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کی پیروی کی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے رفع
یدین کرنے مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہی تو
دونون صاحبون نے دین کی راہ پائی اور اسیطرح
جسنے اُن صاحبونکی پیروی کی دین کی راہ پائی اب اُسکو
دوسری راہ تلاش کرنا اور دربدر پھرنا اور
بدحواس ہوکے ہر ایک سے پوچھنا ضرور نہین ہی
کیونکہ راہ مل چکی اب اُسپر چلنا چاہیے کہ راہ کٹے
اور منزل مقصود پر پہنچے اسمین پوچھا پاچھی مین
تو عمر گذر جائیگی پھر منزل پر کب پہنچیگا اور خود
حضرت نے فرما دیا کہ میرے صحابہ مین سے جسکے پیچھے

چلوگے میری راہ پاؤگے سو ہمکو یقین ہی کہ ہم جس اصحاب کی جو دین کے تارے ہیں پیروی کرینگے دین کی راہ پاوینگے کیونکہ اُن تاروں نے اُسی دین کے آفتاب سے روشنی حاصل کی ہی کہ اندھیری رات میں یعنی بعد غروب ہولے آفتاب نبوت کے کام آوے اور اُسی نورنیای رحمت سے اپنی طاقت موافق سبھون نے پانی بھر رکھا ہی کہ جب دریا نہ ملے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات نہ میسر ہووے اُسی سے پیاس بجھاوین ﴿ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز میں عجب پاکیزہ مضمون بیان فرمایا ہی وہ مضمون اِس مقام کے مناسب ہی اِسواسطے ذکر کرتے ہیں وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی یعنے قسم کھاتا ہون رات کی جب چھا جاوے اور اپنی تاریکی کے سبب چیزون کو خلق اللہ کی نظر سے چھپا دے اور چھپانا رات کا اُس وقت ہوتا ہی کہ ماہتاب اور مشعل اور شمع اور چراغ کی روشنی اُس رات مین نہین ہوتی تو اِس قسم کی رات نمونہ ہی جاہلیت کے زمانے کا اور جاہلیت کا زمانہ اُس

زمانے کو کہتے ہیں جو حضرت کے نبی ہونے کے پہلے تھا کہ اُس زمانے میں بالکل اندھیرا تھا اور وقت صبحی یعنے چاشت کا کہ وہ پورے نور کا وقت ہی نمونہ ہی حضرت پر وحی اُترنے کے وقت کا کہ اُسوقت دنیا نور سے روشن ہو گئی تھی اور وحی کے موقوف ہونے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات شریف کے بعد جب تک خلفای راشدین باقی رہے رات تو آئی لیکن ایسی رات کہ جسکے شروع سے آخر تک روشنی ماہتاب کی موجود رہی تو جسطرح ماہتاب آفتاب کا خلیفہ ہی کہ اُسکی روشنی اپنے درمیان میں حاصل کرکے جہان کے روشن کرنیکے واسطے بجای آفتاب کے ہوتا ہی اُسیطرح خلفای راشدین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کی روشنی اپنے درمیان میں حاصل کرکے سارے جہان کو اپنے نور سے روشن کیا ہی اور خلافت کے زمانے کے موقوف ہونے کے بعد رات کی تاریکی چھا گئی تب حق کے طالب جو فرقے ہیں اُن میں سے ہر کوئی اپنے مقدور موافق چراغ اور شمع اور مشعل کی روشنی سے ڈھونڈھنے لگے اور اُسی روشنی سے اپنا کام نکالنے

لگے ہین اِسی سبب سے مجتہدون کا مذہب اور
اولیاء اللہ کا طریقہ روشنی اور نور جاری کرتے
مین تفاوت اور اختلاف رکھتا ہی یہان تک تفسیر کا
مضمون ہی یعنی کسیکو چراغ کسیکو شمع کسیکو
مشعل نا اُسی روشنی سے لوگون کو راہ دکھائی
اور اندھیرے مین ٹھوکر کھانے اور گڑھے مین گرکے
ہلاک ہونے سے بچایا ❊ تو اب جو کوئی اِس زمانے
مین بکمال حجابات آفتاب و نور غروب ہوا شمع و چراغ
مشعل کی روشنی سے انکار کریگا تو وہ بے شبہہ
ٹھوکر کھاتا پھریگا اور گڑھے مین گریگا اِسواسطے
مسلمانونکی جماعت کا اتفاق ہی کہ جسکو اجتہاد کی
لیاقت نہو وہ کسی امام کی تقلید کرے اور اُنہین کی
روشنی مین راہ چلے اور حقیقت مین اُن بزرگون
نے یہہ روشنی حضرت کے اصحابون سے پائی ہی
اور اصحابون نے خود حضرت سے پائی تو اِس
روشنی سے انکار کرنا ٹھوکر کھانے اور راہ بھولنے
کی نشانی ہی ❊ مسلمانو سوچو تو ہم جو کسی امام کی
تقلید کرتے ہین تو فقط اِسواسطے کہ اُنکے پاس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی امانت ہی

اور نہیں تو اُنمین ایسے کچھ دو بیزار رشتہ قرابت
نہیں ہی حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
شرح سفر السعادۃ کے اوایل مین مجتہدون مین
خلاف ہونیکی وجہ اور چارون اماموں کا ذکر اور
اُنکی تقلید کا بیان بہت خوبی کے ساتھ لکھا ہی سو وہ
مضمون اسین مقام کے مناسب ہی اسواسطے
کچھ آپ کا خلاصہ اور دوسری حدیثین بھی جو اسن
مقام کے مناسب ہین بخوبی شرح کر کے دوسری ہدایت
مین لکھتے ہین ہدایت دوسری مجتہدونکے اختلاف کی
وجہ اور چارون اماموں کے ذکر مین اور چارون اماموں کی
تقلید اور تابعداری کے حکم کے بیان مین * اور اِس
ہدایت مین چھ فائدے ہین پہلا فائدہ مجتہدون کے
خلاف کی وجہ کے بیان مین * جاننا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم کے درمیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت کی برکت سے اور دل کی روشنی اور
عقیدہ کی صفائی کے سبب سے کچھ اختلاف اور
شبہہ نتھا اور اسی سبب سے اکو مضمون قرآن
حدیث کا اُن لوگون پر خوب روشن تھا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور مین حاضر رہا کرتے اور وحی اُترنے کے

وقت میں موجود نہے انکو قیاس اور اجتہاد کی
حاجت نہ تھی مگر کئی مسئلون میں جو بعد آن حضرت
کے کسی قدر خلاف ہوا سو آسکی یہہ وجہ ہی کہ صحابہ
میں سے ہر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریای
اور آنکی فضل کے چشمہ اور آنکی رحمت کے باران سے مانند
ایک ندی یا حوض اور نہر کے تھے کہ اپنے درمیان میں
نبوت کے دریا اور چشمہ اور باران رحمت کا پانی جمع
کر رکھا تھا کہ اُسی سے آپ بھی پانی پیتے اور دوسرے
پیاسونکو بھی پلاتے ۞ مگر چونکہ اُن سب کا وقت حضرت
کی صحبت میں حاضر ہونے کا مختلف تھا اور سب کوئی
ایک ہی وقت میں مجلس شریف میں جمع نہیں رہتے
تھے بلکہ کوئی کسی وقت مجلس شریف میں حاضر ہوا
اور کوئی کسی وقت سو اپنے اپنے حاضر ہونے کے وقت
میں جیسے جو نعمت پائی آسکو اپنے سینے میں
حفاظت کے ساتھ رکھا لگا رکھا اور اُسی پر عمل کرتا
رہا ۞ لیکن آنحضرت کی فعل فرض و واجب کے سوا نفلون
اور مستحبون اور فضیلت کے کامون میں تا ہمیشہ
ایک طور پر نہ تھا بلکہ اسواسطے کہ امت پر کمال
شفقت اور رحمت کی کشادگی منظور تھی کہ

سبب تھا وہ لوگ تنگی میں نہ پڑین اسواسطے کہ
اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس عمل کو حضرت ہمیشہ
کرتے وہ واجب ہو جاتا اور حکم الہی اُسکی فرضیت
مین نازل ہوتا جیسا کہ تراویح کی حدیث سے صاف
ظاہر ہے کہ حضرت نے تین رات پڑھی اور پھر نہ پڑھی
بلکہ عذر بیان فرمایا کہ اگر مین ہمیشہ پڑھونگا تو خوف
ہے کہ کہین فرض نہو جاوے اور پھر تمکو اُسکا ادا
کرنا مشکل ہو تو بس اسی سبب سے جو ایک
اصحاب نے پایا اور دیکھا وہ دوسرے نے نہین ❁ اور
یہی سبب ہوا اصحابہ کے علم مین اختلاف ہونیکا پھر
حضرت کے وفات شریف کے بعد ہر ایک اصحاب
اسلام کے شہرون مین جو فیض اور علم اور رہوشنی
آن حضرت سے اُنکے حصہ مین آئی تھی اُسکو لیئے
ہوئے پھیل گئے اور آنحضرت کے علم اور احکام کو
پھیلایا اور جاری کیا سو جیسے جس جس اصحاب
سے جون جون سی راہ پائی وہی راہ حق تھی اور وہی راہ
دین محمدی کی تھی اُسمین سے کوئی راہ غیر کی
نہ تھی اسیواسطے اہل سنت وجماعت کے چار وں مذہب
کو حق جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ چار ون راہ آن حضرت

کہتے ہیں ۞ پھر بعد اسکے عرب اور عجم کے جو لوگ
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
نہوئے تھے اور نبوت کا زمانہ دیکھے تھے وہ لوگ
صحابہ کی خدمت میں دوڑتے اور انکی صحبت میں
حاضر باشن رہکے صحابہ کے علم کی روشنی سے اپنے
سینہ کو روشن کیا ان لوگوں کو تابعین کہتے ہیں ۞
پھر بعد اسکے جن لوگوں کو صحابہ کی ملاقات بھی
میسر نہوئی وہ لوگ تابعین کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور انسے فیض حاصل کیا اور دین کا فایدہ لیا
ان لوگوں کو تبع تابعین کہتے ہیں ۞ تو یہ تینوں گروہ
یعنے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین دین کے پیشوا
ہیں اور تمام امت میں سبھوں سے افضل ہیں انکے
درجے اور مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا جو حضرت نے
ان تینوں گروہ کی صفت بیان فرمائی ہے مشکوۃ مصابیح
میں باب مناقب صحابہ کی پہلی فصل میں حضرت
کے اصحاب عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ انھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ثم ان بعدہم قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون

وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ وَفِي رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بھلی اُمت میرے زمانے کے لوگ یعنی میرے اصحاب ہیں پھر اُنکے بعد سب سے بھلی اُمت وہ لوگ ہیں جو ملے ہیں میرے اصحاب سے یعنی تابعین پھر بعد اُنکے سب سے بھلی اُمت وہ لوگ ہیں جو ملے ہیں تابعین سے یعنی تبع تابعین ❁ اب جانا چاہیئے کہ صحابہ کا زمانہ سنہ ایک سو بیس برس ہجری تک باقی رہا ❁ اور تابعین کا زمانہ سنہ ایک سو سے ایک سو ستر برس تک باقی رہا ❁ اور تبع تابعین کا زمانہ سنہ ایک سو ستر سے دو سو آٹھ تک باقی رہا ❁ پھر اُسکے بعد بدعتیں ظاہر ہوئیں اور معتزلا اور رافضی مذہبوں نے سر اُٹھایا اور روز بروز احکام سنت میں نقصان ظاہر ہوتا گیا جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہی کہ پھر بیشک اِس میں زمانہ کے لوگوں کے بعد ایک گروہ ایسے ہونگے کہ گواہی دینگے اور اُنسے کوئی گواہی نہ چاہیگا ❁ یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ بغیر مانگے گواہی

دینا بڑا ہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ بہت
خوب گواہ وہ شخص ہی کہ گواہی دیوے پہلے اسکے
کہ لوگ اُس سے گواہی چاہین بدون پوچھنے کے ان
مضمون اسطرح موافق ہوتا ہی کہ جس مقام مین
مشہور رہی کہ فلانے مقدمہ کا فلانا شخص گواہ ہی تو
ایسے مقام مین بغیر پوچھے گواہی دینا بے فائدہ ہی
اور لوگ شبہہ کرینگے کہ اسکو کچھ غرض ہی ؀
اور جس مقام مین کوئی ایسا مقدمہ ہی کہ اسکے
گواہ کسیکو معلوم نہین اور یہہ شخص اُس مقدمہ
سے خبردار ہی اور اسکی واقفیت کی کسیکو
خبر نہین جو اُس سے گواہی چاہین تو ایسے مقام مین یہہ
شخص خود بغیر پوچھے خبر دے کہ مین اس معاملہ
سے واقف ہون جب قاضی پوچھیگا تو گواہی دونگا ؀
اور جو لوگ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے
بعد ہونگے اُن کا یہہ بھی حال ہوگا کہ خیانت کرینگے
اور لوگ اُنکو اپنی امانت نہ سونپیگا اور اُنپر کوئی اعتماد
نکریگا یعنے اُنکی خیانت ظاہر ہوجاویگی لیکن کھلی کھلا خیانت
کرینگے اور اُن لوگونکا یہہ حال ہوگا کہ اللہ کی منت مانین
گے اور اللہ سے عہد اور پیمان کرینگے پھر اسکو وفا نکرینگے

اور ظاہر ہوگی اُنمین موٹائی یعنے مال جمع کرینگے اور
دین کے کام مین غفلت کرین گے اور کھانے پینے
عیش و عشرت مین مشغول رہین گے اور
جو بزرگی اور کمال اُنمین نہوگا اُسکا دعوی کرین گے
مثلاحدیث قرآن کی سمجھ نہوگی اور دعوی کرین گے
کہ ہم بھی مجتہد ہین ۞ اور ایک روایت مین یون ہی
کہ سوگند کھاوین گے اور کوئی اُن کو سوگند نہ دلاویگا
یہان تک بخاری مسلم کی روایت متفق ہی اور
ایک روایت مین مسلم نے ابو ہریرہ سے یہہ لفظ
زیادہ روایت کیا ہی کہ پھر اُنکے بعد آوین گے ایسے
گروہ کہ دوست رکھین گے موٹائی کو اور مشکوۃ
مین اُسی باب کی دوسری فصل مین حضرت
عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوا
اَصْحَابِي فَاِنَّہُمْ خِیَارُکُمْ ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَہُمْ ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَہُمْ
ثُمَّ یَظْہَرُ الْکَذِبُ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَیَحْلِفُ وَلَا یُسْتَحْلَفُ
وَیَشْہَدُ وَلَا یُسْتَشْہَدُ اَلَا مَنْ سَرَّہٗ بُحْبُوحَۃَ الْجَنَّۃِ فَلْیَلْزَمِ
الْجَمَاعَۃَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَہُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ وَلَا
یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ ثَالِثُہُمْ وَمَنْ سَرَّتْہُ

حسنته وماءته سيئته فهو مؤمن رواه النسائي فرمایا
رسول الله صلی الله علیه و سلم نے بزرگ جانو
میرے اصحابوں کو اسواسطے کہ بیشک وہ لوگ
بہتر اور مقبول زیادہ تمسے ہیں سچ ہی وہ لوگ
کیون نہ تمام امت سے بہتر ہون کیونکہ وہ لوگ
حضرت کی خدمت مین حاضرباش تھے اور حضرت
کی صحبت مین ہر وقت تربیت پائے ہیں اور خود
حضرت سے علم اور عمل سیکھے ہیں مالک دن لوگوں
نے فقط ایک بار اُس جمال پاک کے دیکھنے سے
اپنی آنکھ کو روشن کیا ہی اگرچہ ہر وقت اُس
جناب کی خدمت مین حاضر نہ تھے وہ لوگ بھی
کروڑوں درجہ تمسے بہتر ہیں ہم لوگ وہ آنکھ
کہان سے لاوین جس آنکھ نے اُس جمال مبارک
کو دیکھا ❁ باقی رہا یہہ کہ سب دیکھنے والون کا یہہ درجہ
نہیں ہی بلکہ دیکھنا اُنھین کا معتبر ہی جنھون نے
ایمان کی آنکھ سے دیکھا اور یہہ بات اصحاب کے
لفظ سے صاف ظاہر ہی کیونکہ اصحاب حضرت کے
وہی لوگ کہلاتے ہیں جنھون نے حضرت کو ایمان کی
حالت مین دیکھا ہی ❁ پھر بعض اصحاب کے سارتی امیت

سے بہتر اور افضل وہ لوگ ہین جو اصحاب سے
ملے ہین یعنے تابعین پھر بعد تابعین کے ساری اُمت
سے بہتر اور افضل وہ لوگ ہین جو تابعین سے ملے
ہین یعنے تبع تابعین ❁ غرض صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین تینون گروہ ساری اُمت سے بہتر اور افضل
ہین پھر بعد اِن لوگون کے ظاہر ہوگا جھوٹھ ❁ اگرچہ
بعضا بدعتی مذہب مثل معتزلہ وغیرہ کے اِس
تینون زمانے کے آخر مین پیدا ہوا تھا مگر ظاہر نہوا تھا
بعد اِس تینون زمانے کے ظاہر ہوا اُسیواسطے
مخبر صادق نے خبر دی کہ پھر بعد اِس تینون گروہ
کے ظاہر ہوگا جھوٹھ یہان تک کہ قسم کھاویگا شخص
اور اُس سے کوئی قسم نہ چاہیگا اور گواہی دیگا شخص
اور اُس سے کوئی گواہی نہ چاہیگا سن رکھو جو شخص
کہ خوش کرے اُسکو بیچو بیچ بہشت کا یعنے اُسکو
خوش لگے کہ بہشت کے بیچ مین جو افضل مکان
ہی اُسمین جگہہ پاوے تو چاہئے کہ اختیار کرے
جماعت مسلمانونکی اور اُن تینون گروہ کی پیروی
کرے اسواسطے کہ بیشک شیطان اکیلے کے ساتھ
ہی ❁ یعنے جو شخص جماعت کے تابع نہین ہی اُسکے

ساتھ شیطان ہی اور شیطان دو شخص سے دور
ہی یعنی اکیلے کے ساتھ شیطان رہتا ہی اور جماعت کی
دلیل یہ کہتا ہی کہ جب ایک سے دو ہوئے تب بھی
شیطان دور ہو جاتا ہی اور جانا اکیلا کیا تو کوئی
منزل اکیلی بیگانی عورت کے ساتھ ہو اسلئے کہ اگر
بیگانی عورت اور اکیلے مکان میں اکٹھا ہونگے تو
اُن دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا یہ
اسواسطے فرمادیا کہ آگے جو فرمایا تھا کہ جب ایک
سے دو شخص ہوئے تب شیطان دور ہو جاتا ہی تو
کہیں ایسا نہو کہ کوئی پرائی عورت کے ساتھ اکیلا
ہو اور سمجھے کہ ہم ایک سے دو ہوئے اب شیطان
بھاگے گا سو آپ نہیں ہی بلکہ اسوقت تین شیطان
مقرر آویگا ۞ اور جو شخص کہ خوش کرے اُسکو
نیکی اُسکی یعنے اپنی نیکی سے خوش ہو اور نیکی
کرنیکا شوق رکھے اور غمناک کرے اُسکو بدی
اُسکی یعنے جو اُس سے کوئی بدی ہو جاوے تو اُسکو
غم ہو اور وہ بدی کرنے سے ڈرتا رہے تو وہ شخص مومن
ہی یعنے یہہ دونو بات ایمان ہونے کی نشانی ہی اس
حدیث کو نسائی نے روایت کیا ۞ اِس حدیث

سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین ساری اُمت سے بہتر اور افضل ہیں اور اِن تینوں گروہ کی پیروی کرنے میں نجات ہی اور اِن تینوں کے زمانے کے بعد جب جھوٹھ ظاہر ہوگا اُسوقت مسلمانوں کی جماعت کی پیروی کرتے میں نجات ہوگی یعنے جسطرف بہت سے مسلمان کا اتفاق ہوگا وہ راہ نجات کی ہی اور جس راہ پر تھوڑے سے لوگ ہونگے وہ راہ خطرناک ہی جیسا کہ یہہ مضمون دوسری حدیثوں سے صاف ظاہر ہی اُن حدیثوں کو تیسری ہدایت میں لکھینگے ❊ اب جو مضمون اِس مقام کے مناسب باقی رہا ہی اُسکو سنو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو حضرت کو کرتے دیکھا اور جو کچھ حضرت سے سنا اُسپر عمل کیا اِس سبب سے اُنکے وقت میں خلاف کم ہوا کیونکہ اپنے اپنے کان کے سننے اور آنکھ کے دیکھنے پر اُنکو یقین تھا اُسی پر عمل کرتے تھے کسی مسئلہ میں اُنکو شبہہ تھا اور نہ کسی سے پوچھنے کی احتیاج ہوتی تھی باقی بعضے مسئلوں میں جو بعضے اصحاب کو کبھی کچھ شبہہ ہوا اور اُنھوں نے دوسرے اصحاب سے پوچھا

ہی جسطرح جامع ترمذی میں روایت ہی کہ سمرہ ابن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں دو مقام میں چپ رہنا مجکو یاد ہی تب عمران ابن حصین نے کہا کہ نہیں مجکو ایک مقام میں چپ رہنا یاد ہی تب دو نوصحابہ نے مدینہ منورہ میں ابی ابن کعب الصحابی کے پاس اِس مسئلہ کی تحقیق کو لکھا تب ابی ابن کعب نے کہا کہ سمرہ کو ٹھیک یاد ہی اِس حدیث کے راوی جو سعید ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد قتادہ سے پوچھا کہ یہ کون دو مقام میں چپ رہنا تھا تب قتادہ نے کہا کہ جب حضرت داخل ہوتے نماز میں اور جب پڑھتے ولا الضالین ۞ تو ایسا اتفاق جو بہت کم ہوا ہی اسواسطے ایسی کو اختلاف میں نہیں شمار کیا ۞ لیکن تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اچھا وسکی فرو ریت بہت ہوئی اور اختلاف بھی ظاہر ہوا اور اِس اختلاف کی پہلی وجہ یہ تھی کہ تابعین نے جو صحابہ سے علم سیکھا تو خود اِس علم میں اختلاف تھا کیونکہ جس جس صحابہ نے بموجب علم کے حضرت سے حاصل کیا تھا ویسا ہی تابعین کو تعلیم کیا اور حضرت کے نقل

مین اُمت پر شفقت کے لئے اختلاف تھا جیسا کہ حضرت کے فعل مین اختلاف ہونے کی وجہ اِس فائدہ کے شروع مین لکھ چکے اور دوسرے یہہ کہ تابعین کے وقت مین وحی اُترنے اور نبوت کا زمانا چونکہ دور ہو گیا تھا اور نئے نئے معاملہ در پیش ہوتے گئے تو آفتاب ماہتاب کی روشنی یعنے حضرت اور صحابہ کی روشنی تو موجود نہ تھی پھر اپنے اپنے مشعل اور شمع اور چراغ کی روشنی سے لوگون کو راہ دکھانی اور اُنکو قیاس اور اجتہاد کی احتیاج ہوئی ❁ اور حقیقت مین اِس اختلاف کے سبب سے اُمت کے واسطے دین کے کام مین بڑی کشادگی ہوئی اور حق تعالے کی رحمت کی کشادگی نے اُمت کو تنگی سے نجات دی اور جو اللہ اور رسول کی مرضی تھی کہ اُمت کے واسطے دین کے کام مین کشادگی ہو سو ظاہر ہوئی ❁ اور ایک بات بڑے کام کی ہے اُسکو یاد رکھنا ضرور ہے کہ مجتہد کیواسطے چونکہ شرط ہے کہ قرآن اور حدیث کے معنے سے بخوبی خبردار ہو اور صحابہ کے قول اور فہم سے خوب واقف ہو اور ناسخ اور منسوخ کو خوب پہچانتا ہو تو ایسے واسطے

مجتہد لوگ فقیہ بھی ہیں اور محدث بھی ❊ اور مجتہد
لوگ اس امت میں بہت تھے اُن میں سے
چار مجتہد کا مذہب اہل سنت وجماعت میں مقرر
ہوا اور وہی چار مذہب مشہور ہیں اسواسطے
کہ یہ چاروں مذہب اعتقاد میں اور دین کے اصول
میں آپس میں متفق ہیں مگر فروع اور فقہ میں بعضے
بعضے مقام میں آپس میں مختلف ہیں سو آپس
میں تو سبب مختلف ہونے صحابہ کے علم کے فقہی
مسئلوں میں مختلف ہیں مگر ہر ایک کے پاس کوئی حدیث
کے موافق ہیں ❊ اور چار مذہب مقرر ہونیکی بھی وجہ
یہی کہ حدیث اور قرآن سے جو مسئلے نکلے تو اُنسے
چار راہ پر نکلے پانچویں راہ کوئی نہ نکلی اور اس
چار مذہب نے ہمارے مسلمانوں کو سب چلنے راہ رکھکر
لیا ہی کوئی مسئلہ دینی چھوٹ نہیں گیا تو اسیواسطے
احتیاج اور پانچوین مذہب مقرر کرنیکی باقی نہ رہی ❊
اب بھی اگر کوئی مجتہد ہو اور اجتہاد کرکے کوئی
مسئلہ نکالے تو وہ مسئلہ اُنہیں چاروں میں سے
ایک کے موافق ہو جاویگا اور اُسکو لوگ اُنہیں

چاروں مذہب میں سمجھینگے ❊ دوسرا فائدہ چاروں اماموں

کے حال کے بیان مین ❊ ایک بات بڑے فائدہ کی ہی
یاد رکھنا چاہئے کہ اجتہاد کرنا چار مجتہد پر ختم نہین ہوا
ہی جسمین اجتہاد کی شرط موجود ہو وہ اجتہاد کرنے
باقی اُسکی تقلید کرنے کے واسطے بڑی تحقیق کرنا
ہوگا کیونکہ اب وہ تینون بہتر گروہ کا زمانہ باقی نہ رہا
اور اُن چارو امام کی جو ہم تابعداری اور تقلید
کرتے ہیں تو یہی وجہ ہی کہ وہ لوگ اُسی تینون
زمانے مین تھے اور مسلمانون کی جماعت نے اُنکی
تقلید اختیار کیا ❊ اب چارو امام کے زمانے کا بیان سنو
کہ کون کس زمانے مین تھے سب کے پہلے امام اعظم
ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ
پیدا ہوئے سنہ اسی ہجری مین اور وفات پائے سنہ
ایک سو پچاس مین بعضے لوگون نے اختلاف کیا ہی
اِس بات مین کہ امام اعظم تابعین ہیں یا تبع
تابعین مگر اِس بات مین سب متفق ہیں کہ امام
اعظم کے زمانے مین کئی اصحاب زندہ تھے انس بن
مالک بصرہ مین ❊ اور عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ
مین ❊ اور سہیل بن سعد الساعدی مدینہ منورہ
مین اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ جنکا وفات بمقام مکہ

کے بعد ہوا ہی مکہ معظمہ مین ۞ اور بعضون نے ان
چار تن صحابہ کے سواے اور صحابہ کا بھی بیان کیا ہی ۞
صاحب جامع الاصول نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ کا اِن چارو
صحابہ سے ملاقات کرنا اور اُنسے حدیث سننا
ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہوا اور ابو حنیفہ
کے اصحاب کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے ایک گروہ صحابہ
سے ملاقات حاصل کیا اور اُنسے روایت کیا ہی
اور ابو حنیفہ کی تصنیف ایک مسند ہی کہ چارو صحابہ
سے اُسمین حدیثین روایت کی ہین حضرت شاہ
عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ یہہ بندہ مسکین
عبد الحق بن سیف الدین اللہ اُسکو علم اور
یقین کی زیادتی نصیب کرے کہتا ہی کہ فی الواقع
عقل کی راہ سے بہت دور دکھائی دیتا ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابو حنیفہ کے زمانے
مین موجود ہون اور وے اُنکی ملاقات کا قصد نکرین اور
اُنکی ملاقات نہ حاصل کرین باوجودیکہ ابو حنیفہ کا
تشریف لیجانا اُن شہرون مین ثابت ہوا ہی اور
اُنکی زندگی مین بیس سال تک صحابہ باقی رہے ہین
اسواسطے کہ صحابہ کی زندگی حضرت کے بعد نوے برس کے

آخر تک صحبت کو پہنچی ہی تو ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ ابو حنیفہ کے اصحاب نے سچ کہا ہی کہ ابو حنیفہ نے
ایک جماعت اصحاب کی ملاقات بھی حاصل کی ہی ❊ یہہ
خاکسار علی جو دل جلواری میں کہتا ہی کہ ابو حنیفہ رحمہ
اللہ اُسی زمانے کے لوگون مین ہیں جنکو حضرت
نے ہماری اُمت سے بہتر فرمایا تو بہتر لوگ حضرت
کے صحابہ کی صحبت کیون نہ خواہش کرینگے
باقی رہا یہہ کہ صاحب جامع الاصول کو نیا خبر پہنچی
تو کیا بعضا یقین ❊ اور اُنکی مسند مین جو حلیہ و صحابت سے
روایت ہی یہہ بڑی دلیل ہی ان صحابیون سے اُنکی
ملاقات ہونیکی ❊ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بہت قدیمی
تابعین کی ملاقات حاصل کی ہی اور فتوی اور اجتہاد مین اُنسے
پوچھا پاچھی کیا ہی اور اُنکے زمین اُنکی شراکت کی
ہی ❊ عبداللہ ابن مبارک اور داؤد طائی اور فضیل
ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہم اُنکے شاگردون ان کے زمانہ
مین ہیں ❊ اگر ابو حنیفہ کی ساری صفت بیان کرین تو
بات بہت طول ہو جاوے ہزار وہ ورق بڑی کتاب
تصنیف کرنا پڑے ماوراء النہر اور روم اور
ہندوستان کے تمام لوگ اُنہین کے مذہب پر ہیں

اور وہ دوسرے شہروں میں بھی تھے ٭ بعد امام اعظم کے
امام ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک اصبحی
ہیں جو بیس برس پیچھے ان کے پیدا ہوئے اور سنہ
ایک سو اناسی میں وفات پائی اور امام مالک
متبع تابعین ہیں اس میں سب کا اتفاق ہے اور فقہ
اور حدیث میں امام ہیں اور امام شافعی انکے
شاگردوں میں ہیں امام مالک نے ابو حنیفہ سے
ملاقات کیا ہے اور انکی فہم اور ذہن کی تیزی پر
بہت تعریف کیا ہے مغرب کے ممالک کے لوگ
تمام انہیں کے مذہب پر ہیں اور دوسرے شہروں
میں بھی ہیں بعد امام مالک کے ابو عبد اللہ محمد بن
ادریس شافعی ہیں اور انکے بزرگوں میں سے ایک
شخص کا نام شافع تھا انہیں کی طرف انکی نسبت
کر کے انہیں شافعی کہتے ہیں سنہ ایک سو پچاس میں
جس سال ابو حنیفہ کا وفات ہوا پیدا ہوئے اور
سنہ دو سو چار میں انکا وفات ہوا انکی صفت
سے بے شمار ہیں امام احمد بن حنبل انکے شاگرد ہیں امام
احمد بن حنبل اگرچہ حدیث کے حفظ اور جمع کرنے میں
امام شافعی سے زیادہ ہیں مگر حدیث کے معنوں کی

منتسب اور آنہے سے مسئلہ نکالنا امام شافعی سے
سیکھتے تھے ❁ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ شافعی مثل
آفتاب کے ہیں خلیق کے واسطے اور مثل تندرستی
کے ہیں لوگوں کے لئے بعد امام شافعی کے چوتھے امام
ابو عبد اللہ احمد بن حنبل ہیں سنہ ایک سو چونسٹھ میں وہ
پیدا ہوئے اور بغداد میں سنہ دو سو اکتالیس میں وفات
پائے فقہ اور حدیث اور زہد اور تقوی اور عبادت
میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی تھے صحیح اور
ضعیف حدیثوں کے پہچاننے میں اور راویوں کی ضعف
اور قوت دریافت کرنے میں انکے زمانے میں کوئی
انکے برابر نہ تھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ❁ تنبیہ افادہ

چاروں اماموں کی تقلید اور انکا بعد انہی کے حکم کے بیان
میں ❁ یہ چاروں امام جنکا ذکر ہوا ہے لوگ دین کے
امام اور مذہب کے پیشوا ہیں ان لوگوں نے حدیث
اور صحابہ اور تابعین کے قول کو خوب حفظ کرکے
اپنے قابو میں رکھا اور جہاں دو حدیث ایسی نظر
پڑی کہ ظاہر میں دونوں آپس میں معارض ہیں یعنے
ایک مخالف دوسری کے ہے تو ان دونوں حدیثوں کے
مضمون کو مطابق اور موافق کردینے میں اور انکی

بغیر اونکا تاویل کرتے نہیں اور ناسخ منسوخ
کے پہچاننے مین بڑی کوشش کر کے قرآن اور حدیث
سے قیاس اور اجتہاد کر کے مسئلہ کامل انکے
ہم لوگون کے واسطے لکھ لئے اور تیار کر رکھا ہی ۞
سو جو لوگ مجتہد نہین ہین انکو لائق یہی ہی کہ انکی تقلید کے
سوا اور کوئی راہ نہین نظر آتی ۞ اور دین کے عالمین
اہل علم تحقیق کے تتبع سے لوگ جو مجتہدین چارون
کے مذہب بہت ملتے آئے یعنی انکا مثل اون چارون
اماموں کے اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہو جاوے تو اگر انکے
موافق یا مخالف اپنے ہو اسواسطے اجتہاد کیا کرتے تو
ہو سکتا ہی ۞ مگر ایسے زمانے لیکن مدت ایک سو برس کا
کام نہین ہی کہ دعوی اجتہاد کا کرتے ہیں بلکہ ایسے
زمانے مین عالموں سے بھی اجتہاد کا کام کا انجام پانا
مشکل معلوم ہوتا ہی شاہ محمد اسحق دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ شرح مذکور مین لکھتے ہیں کہ جو کچھ حدیث
صحیح سے ثابت ہو اسکو بسر و چشم قبول کرنا
موجب سعادت دنیا اور آخرت کا ہی لیکن اس
آخری زمانے مین یہ کام نہین ہو سکتا ہے اور اسلئے
کہ دین کے مجتہدوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کی حدیثون کو اور تابعین کے قول کو خوب تلاش کیاہی اور ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو ضعیف سے جدا کرکے اور اُسکی تحقیق اور تاویل مین بڑی کوشش کرکے اور حدیثون کے درمیان تطبیق اور توفیق دیکے یعنے جو حدیثین آپس مین بظاہر مخالف معلوم ہوتی تھین اُنکے مضمون مین موافقت دیکے ایک مذہب یعنی عمل کرنیکی راہ مقرر کر دیاہی ❁ عوام مسلمانون کو بالکہ اُنکے عالمون کو اِس زمانے مین یہہ قوت اور طاقت کہان کہ یہہ کام اُنسے ہوسکے اِن لوگون کو مجتہدونکی تابعداری اور پیروی کے سوائے دوسری راہ اور چارہ نہین اِن باتونکی تحقیق اُنھین کا کام تھا اور یہہ بات قدیم مجتہدون کو میسر تھی ❁ اور حقیقت مین اب بھی اگر کوئی حدیث پر عمل کریگا تو بغیر اجتہاد اور قیاس کے کام نہ چلیگا آخر پھر قیاس اور اجتہاد کی حاجت ضرور پڑیگی ❁ تو اِس لکھنے سے شاہ عبد الحق رحمہ اللہ کا یہی مطلب ہی کہ جب پھر قیاس اور اجتہاد کی ضرورت ہوئی تو قدیم مجتہد کی پیروی کیون نہ کرین کہ انکو ہمسے زیادہ علم اور تحقیق

حاصل تھی اور وہ لوگ بہت قریب زمانے میں تھے سو آپکی پیروی کرنا
حدیث پر عمل کرنا ہی ہے کیونکہ کوئی بات آنحضرت نے
اپنی طرف سے نہیں کہی جو کچھ بیان کیا ہے قرآن و حدیث سے
بیان کیا باقی جسکو اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہی اسکو زیادہ قرآن
اور حدیث کو خوب سمجھتا ہو تو وہ سمجھا ہی کہ اپنے
واسطے اجتہاد کیا کرے جیسا کہ بہت مجتہدوں نے شرع
سفر السعادت میں شیخ مجد الدین نے لکھا ہی امام مسلم نے ایسی
فائدے کے شروع میں بہت مضمون ذکر کر چکے ہیں مگر
چونکہ یہ قرآن و حدیث کا ہی اسواسطے ہم انکو
انکی پیروی ہرگز درست نہو گی کیونکہ بہت سے ہی
کہ وہ اکثر شخص کہیں رافضی خارجی وغیرہ ہو ایسے کا
بیان پانچویں فائدے میں لکھیں گے انشاء اللہ تعالی ۞
باقی رہا یہ کہ قرآن حدیث کی تفسیر کے واسطے
کسقدر علم ضروری ہی سو آپکو حضرت شاہ عبد العزیز
قدس سرہ العزیز نے تفسیر فتح العزیز میں [illegible]
فاتحہ کی تفسیر میں لکھا ہی کہ تفسیر کلام اللہ
کسکو کہتے ہیں جسمیں تین چیزوں کی رعایت ہو یعنے
تین چیزوں کو نگاہ رکھے کہ وہ جانے نہ پاوے پہلے قرآن
کے لفظوں میں سے ہر لفظ کو اسکے حقیقی معنے یا اسکے

مجازی معنے پر جو مشہور ہیں سمجھنا اور لحاظ رکھنا کرد معنے جانے کا پاوین حقیقی معنے کے یہہ معنے کہ جو لفظ جس معنے کے واسطے اصل مین بنا ہی مثلا لفظ اسد کا شیر کے معنے کے واسطے اصل مین بنا ہی تو اسد معنے شیر کے معنے حقیقی ہین اور لفظ اسد کا جو ان مرد کے واسطے معنے مجازی مشہور ہی تو دوسرے لحاظ رکھنا سیاق اور سباق اُس لفظ کا یعنے اُس کلام کو کس مطلب کے واسطے فرمایا ہی اور اُسکے آگے کس بات کا بیان ہی اور اول سے آخر تک اُس کلام کے نظم کا لحاظ رکھنا کہ کس ڈھب پر وہ کلام جاری ہوا ہی اِن باتون کا لحاظ رکھنا اِسواسطے چاہیے کہ تفسیر مین اُسکے مضمون مین خلل نہو تیسرے اِس بات کا لحاظ رکھنا کہ وحی اُترنے کے وقت جو لوگ موجود تھے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو اُنکی سمجھ کے مخالف اِسکی سمجھ نہ جا پڑے یا نکہ جس لفظ سے جو معنے اُنھون نے سمجھا ہی وہی یہہ بھی سمجھے ❁ پس جو اِن تینون بات کا لحاظ رکھیگا تو وہ تفسیر کہیا ویگی پھر اگر پہلی چیز کا لحاظ نہ رکھا اور دوسری اور تیسری کا

لحاظ رکھا تو یہہ تاویل قریب کہلائی اور اگر دوسری
چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور تیسری کا لحاظ رکھا یا
تیسری چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور دوسری کا
لحاظ رکھا تو یہہ تاویل بعید کہلائی اور جب تینوں چیزوں
کا لحاظ نہ رکھا تب اسکو تحریف اور مسخ کہینگے
یعنے کلام کو بے ڈھب کیا اور بدل ڈالا اور کلام کو
بگاڑ دالا اور ایسا ہی ہی یہاں تک تنبیہ فتح
العزیز کا مضمون ہی تو بس جس شخص کو یہہ تینوں
باتین نہ معلوم ہونگی وہ تفسیر کرنے کے قابل نہیں ❁
پھر جب یہہ بات حاصل ہوئی تب تفسیر کے قابل
ہوا ❁ پھر اجتہاد کرنے کے واسطے کئی بات اور درکار
ہین جیسا کہ شرح سفر السعادت مین شیخ
رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہی وہ یہہ ہی کہ مجتہد کو قرآن
اور حدیث کے معنے اور صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین کے قول کے معنے سے خوب واقف
ہونا اور ناسخ اور منسوخ کو پہچاننا شرط ہی
اور حقیقت میں یہہ بھی علم تفسیر ہی اور وہ اون
کتاب کے مضمون موافق ہین ❁ سو جسکو اسقدر علم
نہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اسکے واسطے

وہی راہ نجات کی ہی جیسا کہ حدیثون سے معلوم ہو چکا
اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تفسیر فتح
العزیز مین نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ کی تفسیر مین لکھا ہی کہ تقلید
اور اجتہاد دونون راہ نجات کی ہین اور فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر مین تحقیق تقلید منع تھی
اُسکو منع لیکر کے فرمایا ہی کہ جن لوگون کی تابعداری
اللہ کے حکم سے فرض ہی وہ چھ گروہ ہین پہلے پیغمبرین
کہ اطاعت اُنکی حقیقت مین اطاعت اللہ کی ہی دوسرے
مجتہدین شریعت اور پیرین طریقت کے کہ اُنکا حکم عوام
اُمت پر ماننا واجب اور لازم ہی اسواسطے کہ
اُن لوگون کو شریعت کے بھیدون سے اور طریقت
کی باریک باتون سے خوب واقفیت تھی اور اسکی
دلیل کے واسطے یہہ آیت لکھی ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو تم علم والون سے
اور اُن سے سیکھو اگر تم نہین جانتے ہو یعنے جو چیز
تمکو نہ معلوم ہو اُسکو عالمون سے پوچھو یہہ آیت
چودھوین سیپارے سورہ نحل مین ہی اس آیت
سے معلوم ہوا کہ عوام اُمت مجتہدون کی تابعداری
کرین کیونکہ جو اُنکو نہین معلوم ہی سو مجتہدون کو معلوم

نبی پیغمبر ہے بادشاہیں اور امیر ہیں اور قاضیوں
اور محتسبین اور حاکمین کہ اُن لوگوں کا حکم اور منع
بھی جو رعایا کے حق میں اُنکے اُسکو اوپر لے تکے واسطے
فرماویں تا کسی واردات پر طرز و تعزیر کریں
اُسکا ماننا اور قبول کرنا رعایا پر واجب ہی جیسے
شوہر کا حکم عورت کے حق میں واجب ہی اور جیسے
ماں باپ کا حکم اولاد کے حق میں واجب ہی جیسے میاں کا
حکم لونڈی غلام کے حق میں واجب ہی ❁ لیکن پیغمبر کے
سوا اِن پانچ گروہ کی اطاعت کرنیکے واسطے تو
اور قید شارع نے لگا دی ہی وہ شرط یہ ہی کہ اِن پانچو
گروہ کا امر اور نہی شرع کے امر اور نہی کے مخالف
نہو جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ
الْخَالِقِ یعنی نہیں درست ہی تابعداری کسی مخلوق
کی سکرنی خالق کی بیچ ❁ اس تفسیر میں تو بہت
طول تقریر ہی مگر اِس مقام میں اُسکا خلاصہ
لکھا ہی سو جسکو مفصل دیکھنا ہو اُس تفسیر
میں دیکھ لے پھر آگے لکھا ہی کہ اللہ کے حکم چار طریق
سے دریافت ہوتے ہیں کتاب اللہ یا پیغمبر کی حدیث
یا مجتہدوں کے اجماع یا قیاس جلی سے یعنی جو قیاس

کہ آیت اور حدیث کے موافق ہو غرض اِس مضمون سے زیادتی ہوا کہ مجتہدونکی اطاعت اور تقلید مین زیادتی کی ہی حضرت مولانا محمد اسحق محدث دہلوی نے جو نواسے اور جانشین ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نوے سوالون کے جواب لکھا تھا اُن سوالون جوابون کو اِس خاکسار کے استاذ حضرت مولانا احمد اللہ محدث انامی نے اور بھی دس سوال و جواب کے ساتھ ملا کے جمع کیا اور اُس رسالہ کا نام مایۃ المسایل فی تحصیل الفضایل رکھا ہی سو وہ عجب کتاب ہوئی ہی کہ اُسکے دیکھنے سے مومن کے دل مین مطلق شک و شبہہ باقی نہین رہتا ❊ اور جواب تاز موصوف نے اُس رسالہ کی تعریف مین لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے جناب سے توقع ہی کہ جو کوئی انصاف کی نظر سے اِس رسالہ کو غور و تامل سے دیکھیگا تو وہ شخص بے شبہہ شک اور شبہہ سے نجات پاویگا اور اِس رسالہ مین جو مسئلے لکھے ہیں اُن مسئلون مین تابعداری آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابہ کرام اور اولاد عظام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور

علماء صالحین اور اولیاء متقدمین اور متاخرین رحمہم
اللہ تعالیٰ کے طور پر آسکے نصیحت ہوگی سو حقیقت
ہی وہ رسالہ آیات ہی پایا ⁂ مسئلہ آخر ای زمانے مین
ابتک کوئی کتاب تصنیف ہوئی عجب حکمت اور
شاید مین زبانی سے سمجھین راہ ہدایت کی بتائی
ہی ابد آنکو دونو جہان مین جزای خیر دیتے اور آپنی
رسالہ سے ہم سنت موسنون کو فائدہ بخشے ⁂ اور
آس رسالہ کو تمام عالمون نے پسند کیا ہی سو اس
رسالہ شریف مین بھی چارون مذہب کی تابعداری کو سنت
لکھا ہی اکتیسوین سوال کے جواب مین جو آپکا
بھی ذکر کرتے ہین جسمین چارون امامون کے مقلدون
کو اور بھی قوت ہو ⁂ اکتیسوان سوال چارون مذہب
بدعت حسنہ ہین یا سیئہ جواب پیروی
چارون مذہب کے مسئلون کی بدعت نہین ہی نہ بدعت
سیئہ نہ بدعت حسنہ بلکہ پیروی چارون مذہب کی
سنت ہی اسواسطے کہ چارون مذہب مین جو اختلاف
ہی سو وہ اختلاف یا تو صحابہ کا اختلاف ہی اور
صحابہ کے اختلاف کی پیروی کے واسطے حدیث
أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وارد ہی

یا چاروں مذہب کا اختلاف قیاس کے اختلاف کے سبب سے
ہی اور دینی مسئلے قیاس سے نکالنا اور قیاس کا معتبر ہونا
بہت سی نص سے ثابت ہی یعنے آیت اور حدیث صریح
سے ثابت ہی تو مجتہد لوگ جو مسئلہ قیاس سے
نکالیں اُسکی پیروی کرنا مین پیروی نص کی ہی
اور چاروں مذہب مین اختلاف ہونیکی یہہ بھی وجہ ہی
کہ بعضے امام نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہی اور بعضے
نے باطن پر یعنے اُسسے مسئلہ نکال کے اُسپر عمل
کیا ہی اور یہہ بات بھی حدیث سے ثابت ہی جیسا
کہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین روایت ہی
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت لوگوں
کو بنی قریظہ پاس بھیجا تب فرمایا کہ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ
صَلٰوةَ الْعَصْرِ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ نہ نماز پڑھے کوئی عصر کی مگر
بنی قریظہ مین تب بعضے لوگوں نے عصر کی نماز راہ
مین پڑھی لیا اسواسطے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو منظور تھا کہ جانے مین دیری نکرین کچھ یہہ منظور نہ تھا
کہ نماز کو وقت سے فوت کرین اور بعضے لوگوں نے حدیث
کے ظاہر لفظ بموجب راہ مین نہ پڑھی جب تک کہ
بنی قریظہ مین نہ پہنچے پھر جسوقت آن حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی پر انکار کیا تو پھر دونو
ہوئے حدیث پر عمل کرنا درست ہوا ایسے
اسی طرح سے چاروں مذہب میں اختلاف ہی دو یہ ہم
چاروں مذہب بدعت کسطرح ہوگئے یہاں سے مضمون
سب ایمان کا ہی اسمیں جو حدیث اوپر
ہی اسکو ہم آپکے قصہ سمیت لکھتے ہیں
مشارق الانوار میں لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم
دونوں میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہی کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الظُّهْرَ وَفِی رِوَایَۃٍ
اَلْعَصْرَ اِلَّا فِی بَنِی قُرَیْظَۃَ قَالَہٗ مُنْصَرِفًا مِنَ الْاَحْزَابِ ترجمہ نہ
پڑھے کوئی ظہر کی اور ایک روایت میں ہی کہ نہ
پڑھے کوئی عصر کی مگر بنی قریظہ میں یہ بات حضرت
نے فرمائی جنگ احزاب سے لوٹتے وقت آپکی
شرح یہ ہی کہ بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینہ منورہ
کے قریب دو تین کوس پر انکی بستی اور گڑھی
تھی حضرت سے اور انسے صلح تھی جب پانچویں
سال ہجری میں جنگ احد کے بعد قوم قریش کے
اور لوگ عرب کے سارے کافر مومنوں کو مدینہ پر چڑھا
لائے تب یہودی قریظہ نے بھی حضرت سے قول

ہوا اور کافروں کے شریک ہوئے اس لڑائی کو
جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہیں اس
لڑائی میں کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور حضرت
کا لشکر تین ہزار چند روز کافر لوگ مدینہ کو گھیرے
رہے پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت سرد ہوا چلائی تب کافر
نہ ٹھہر سکے اور نا امید ہو کے بھاگ گئے تب حضرت
کو حکم ہوا کہ بنی قریظہ سے لڑو اس وقت حضرت نے
اصحاب سے یہ حدیث فرمائی [illegible] اس حدیث کا
بیان یہ ہے کہ حضرت کے حکم سے اصحاب لوگ بنی قریظہ
کی طرف چلے عصر کا وقت راہ میں آ گیا تب بعضوں
نے راہ میں نماز پڑھ لی اور یہ کہا کہ حضرت کا یہ مطلب
نہ تھا کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے مگر کوئی راہ میں
نماز نہ پڑھے بغیر بنی قریظہ میں پہنچے (یا ہوا ہے) بلکہ مطلب
کلام سے حضرت کی غرض یہ تھی کہ جلدی چلو ﷺ اور
بعضے اصحاب نے راہ میں نماز نہ پڑھی اور کہا کہ ہم
تو بنی قریظہ میں جا کر نماز پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت
جاتا رہے کیونکہ حضرت نے راستے میں نماز کو منع فرمایا ہے
پھر یہ حال یعنی بعضوں کے نماز پڑھنے کا اور بعضوں

کے نہ پڑھنے کا حضرت کے روبرو ذکر ہوا [illegible]

کسی پر ناخوش نہوئے یعنی دونون کی سمجھ کو اچھی
جانا ۞ تو بس جیسا کہ حضرت کے اصحاب لوگ
اُس حدیث سے دو مطلب سمجھے بعضون نے ظاہر
حدیث پر عمل کیا اور بعضون نے قیاس کیا اور
اسمین سے حضرت کے فرمانے کا سبب نکالا
اسیطرح مجتہد لوگ بھی بعضے مقام پر قرآن
حدیث کے کئی طرح مطلب سمجھے ہین اور دونو جانب حق پر
ہین ۞ ایسواسطے اہل سنت و جماعت چارون
امامون کے مذہب کو حق جانتے ہین ۞ اور یہہ جو بعضے
ناواقف کہتے ہین کہ ایک دین محمدی مین کیون
اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے ایک ہی مذہب
کیون نہ ہوا تو اِسی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ
لوگ نادان ہین اور حدیث نبوی سے بیخبر ہین
ایسے اختلاف مین کچھ قباحت نہین خود حضرت کے
روبرو حضرت کے اصحاب مین ایسا اختلاف ہوا
اور حضرت نے اُس اختلاف کو درست رکھا اور
منع نفرمایا اور حقیقت مین ایسے اختلاف مین
اُمت پر آسانی ہی جیسا کہ اوپر حدیث کا بیان گذر چکا

چوتھا فائدہ ۞ اس بات کے بیان مین جو چارون مذہب

کو بدعت کہتے ہیں ۞ بعضے نادان جو دین کی راہ بھولے
ہیں سو ان چارو مذہب کو بدعت کہتے ہیں اگر حضرت
کے وقت میں یہ چارو مذہب نہ تھے یا نہ نکلے ہوئے
ہیں تو یہ مذہب بدعت ٹھہرے ۞ تو انکو سنا دینا
چاہئیے کہ ایسی بات کہنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہی
اور یہہ بات انکے واسطے موجب عذاب کی
ہوگی ۞ کیونکہ حدیث سے ہم ثابت کرچکی کہ یہ چارو
مذہب موافق قرآن و حدیث کے ہیں اور حضرت
کی مرضی بھی انہی کے دین میں کشادگی ہوا جیسا کہ
یہہ سب مجتہدین اوپر اکھٹے چلے اور یہہ بھی اُنکے قول
کو کوئی دلیل سے نامنظور کرتے ہیں کان لگاکے سنو
پہلی دلیل یہہ ہی کہ حضرت نے جو بدعت کا بیان فرمایا
ہی اُس حدیث سے چارو مذہب بدعت نہیں بوجھے
جاتے وہ حدیث یہہ ہی مشکوۃ مصابیح میں باب
الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی اصل میں حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ انھون نے کہا
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا
مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسنے نئی چیز نکالی ہمارے دین میں کہ

پھر دین زیادہ نہیں اور ظاہر ہے اور کوئی بات کام کی
ہم نے چھپا نہیں رکھی بلکہ سب کھول کے بتا دی
ہے سو جو کوئی ہمارے بعد دین میں نئی چیز نکالے
ایسی نئی چیز کہ وہ ہمارے دین سے نہیں ہے تو وہ
چیز یا وہ بات نکالنے والا اس پر مردود ہے یہ لفظ
حدیث کو بخاری مسلم دونوں نے روایت کیا ۞ سو
جاہلوں اور مبتدعوں نے ایسی چیز دین میں نئی
نکالی ہیں کہ جو دین کے مخالف ہیں جو کچھ انہوں نے
بدعت نکالی ہیں سو حدیث و قرآن کے ۞ اور بعضی
دین کی اور مسئلے شرعیہ وغیرہ اہل اسلام کے ساتھ
کے مسلمانوں کی جماعت کا سبب ہے تقلید ہی کا
جائز و مستحب سمجھتے ہیں اور حدیث و قرآن کے مخالف
ہیں سو جاہل شخص کو بدعت کو بھی سنت سمجھتا
ہے اور جماعت کے محدثین کی بھلائی تفسیر میں بیان
میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ مگر ایسے لوگوں
نے جو جاہلوں نے کہ بدعت کو مستحب جانتے ہیں مالا دین میں
نئی بات نکالی ہیں کہ قرآن و حدیث کے معنی کو بدعتی
کہا ۞ سو ایسے لوگوں کی بات اور ایسے لوگ اللہ
بدعتی اور مردود ہوں گے بڑی ذلیل ہیں کہ

بیان مین باب ستھوین سوال کے جواب مین ایسے
لوگون کو گمراہ لکھا ہی ۞ باب ساتوان سوال چارو
مذہب کے مقلد یعنی تابعداری کو بدعتی کہین گے یا
نہین ۞ جواب انکے مقلد کو ہرگز بدعتی نہ کہین گے
اسواسطے کہ انکی تقلید یعنی تابعداری حدیث شریف
کی تقلید ہی کہ کسی نے ظاہر حدیث کی تابعداری کی
اور کسی نے باطن کی تو پھر حدیث کے تابعدار کو
بدعتی کہنا گمراہی ہی اور موجب عذاب کا ہی دوسری
دلیل یہہ ہی کہ بدعت کے معنی کئی طرح پر عالمون نے
لکھا ہی سو کسی بموجب چاروا ماموں کا مذہب بدعت
نہین ثابت ہوتا ۞ اب بدعت کے معنی سنو حضرت
شاہ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ کے شروع
مین لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ
کہ معلوم اور مشہور ہی اُسکے خلاف جو چیز نئی
نکالی گئی ہو اُسپر اعتقاد رکھنا شبہہ اور تاویل
کی راہ سے یعنی جب تک اُسکے خلاف چیز پہ
اعتقاد رکھیگا اسمین شبہہ ہے کہ شاید یہہ چیز بہتر ہی
تب تک بدعت کہاویگی ۞ اور جب انکار کی راہ
سے اُسپر اعتقاد رکھیگا یعنی اسطرح پر کہ یہہ

چیز سنت کے خلاف ہی تو کیا ہوا اسکا بہتر ہی نسبت
پھر کفر ہو جاویگا ❁ تو اماموں کا کوئی مسئلہ اسطرح کا
نہیں ثابت ہوتا کہ خلاف ہو اوس چیز کے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم اور مشہور ہی
بالکل ظاہرا اُنکے موافق ہی جسکو حدیث کا علم
ہو وہ دیکھ لے کہ اُن لوگون کا سارا اجتہادی مسئلہ
ایک حدیث سے نکلا ہوگا تو دوسری سے نکلا ہوگا اور اگر
حدیث کے ظاہر سے نہ نکلا ہوگا تو اُسکے باطن سے
نکلا ہوگا اور یہی مذہب صحابہ کا تھا جیسا کہ بنی قریظہ
کی حدیث سے معلوم ہوچکا ❁ اور بحر الرائق مین لکھا ہی
کہ بدعت وہ چیز ہی کہ جو چیز نئی نکالی گئی اُس
علم اور عمل اور حال کے خلاف جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہی اور وہ چیز جو نئی نکالی جاوے
تو کچھ شبہہ کے سبب سے اور اُسکو نیک جان
لیکے ❁ اور پھر اُسکو درست دین اور سیدھی
راہ ٹھہرا دین یہ مضمون اور شرح مشکوٰۃ کا
مضمون ایک ہی ہی ❁ اور رسالہ مسائل مین شرح
سنت بغوی سے لکھا ہی کہ بدعت وہ چیز ہی جو
نئی نکالی گئی ہو اور وہ چیز دین کے اصول پر قیاس

نکالی گئی ہو یعنے اُسکے موافق نہو تو اماموں کا ایسا
کوئی اجتہادی مسئلہ نہ نکلیگا کہ اصول دین یعنے حدیث
قرآن اجماع پر اُسکو قیاس نکیا ہوگا۞ اور حضرت شاہ
عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ میں
کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کی شرح میں لکھا ہی کہ جو کچھ پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد نکالا گیا بدعت ہی پھر اُسمیں
سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور
طریقہ کے موافق ہی اور اُسپر قیاس کیا گیا ہی
اُسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو کچھ اُسکے مخالف
ہی اُسکو بدعت اور ضلالت کہتے ہیں سو حضرت
نے جو فرمایا ہی کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنے جتنی بدعت ہی سب
گمراہی کا سبب ہی سو اُس بدعت کے یہی معنے کہ جو کچھ
حضرت کے دین اور طریقہ کے خلاف ہو۞ اور بعضی بدعتیں
واجب ہیں جیسا کہ علم نحو صرف کا پڑھنا پڑھانا کہ
اُسکے سبب سے آیت وحدیث کے معنے دریافت
ہوتے ہیں اور حفظ کرنا قرآن وحدیث کے غرایب
یعنے مشکل لغتوں کا اور دوسرے علم کا سیکھنا سکھانا
جسکے سبب سے دین مذہب کی محافظت ہو سکے
مثل اصول فقہ اور عقاید وغیرہ کے اور بعضی

بدعتین مستحب ہین جیسا کہ مدرسے اور لنگر خانے
کا بنانا اور بعضی بدعتین مکروہ ہین جیسا کہ بعضون
کے قول بموجب مصحف اور مسجدون پر نقش
ونگار بنانا اور بعضی بدعتین مباح ہین جیسا کہ لذیذ
کھانے اور عمدہ کپڑے مین کشادگی کرنا بشرطیکہ حلال
ہو اور اُسکے سبب سے شرارت اور تکبر اور
بڑائی نکرنے پاوے اور دوسرے مباح جو حضرت کے
زمانے مین نتھے جیسا کہ بھر پیٹ کھانا کھانا اور چلنی
وغیرہ اور بعضی بدعتین حرام ہین جیسا کہ مذہب
اہل بدعت وہوا کا جو اہل سنت وجماعت کے
خلاف ہو ❁ اور جو کچھ خلفاء راشدین نے کیا ہو اگرچہ
اُنکا کام بھی اسی معنے کی راہ سے کہ حضرت کے
زمانے مین نتھا بدعت ہی لیکن بدعت حسنہ کے قسم مین
ہوگا بلکہ حقیقت مین سنت ہی اسواسطے کہ حضرت
نے فرمایا ہی کہ تم سب کوئی اختیار کرو میری سنت اور
خلفاء راشدین کی سنت یہان تک شرح مشکوٰۃ
کی عبارت ہی ❁ اب ایک بات بڑے فائدہ کی ہی
اُسکو سنا چاہئے کہ بعضے عالمون کے نزدیک
بدعت ایک ہی قسم ہی یعنے جو کچھ خلاف سنت

سکے ہو وہ بدعت ہی جیسا کہ قریب ہی لکھہ چکے اور
بعضون کے نزدیک بدعت کے کئی قسم ہیں جیسا
کہ شرح مشکوۃ میں ہی اور حقیقت میں بات ایک ہی
ہی کیونکہ جو کچھ خلاف سنت کے ہی اُسکے بدعت
ہونے میں سبکا اتفاق ہی اور جو کام کہ حضرت کے
بعد پیدا نکالا گیا مگر اُسکو سنت پر قیاس کیا تو
حقیقت میں وہ سنت تھہرا وہ بدعت نہوا اسواسطے اُسکو
بدعت میں نہ داخل کیا اور کہا کہ بدعت وہی ہی جو
سنت کے خلاف ہو جیسے اسلام کے خلاف کفر
ہی ❊ اور شاہ عبد الحق نے جو اُسکے قسم لکھا تو اُنکی
یہہ غرض ہی کہ جو کام دین میں نئے نکلے مگر موافق سنت
کے ہیں تو حقیقت میں وہ سنت ہیں اور اُسکو
جو بدعت حسنہ کہا تو اسواسطے کہ لغت میں بدعت
معنے جو چیز کہ نئی نکالی گئی تو لغت کے معنے کی راہ
سے اُسکو بدعت بولے اور نہین تو اُسکو بدعت
کیون کہتے اور حسنہ اسواسطے کہا کہ اُسمین خوبی
پائی گئی کہ سنت کے موافق ہی جیسا کہ شاہ عبد
الحق نے خود لکھا ہی کہ خلفاء راشدین نے جو کام حضرت
کے زمانے کے بعد نکالا ہی وہ بدعت حسنہ ہی باعتبار

حقیقت میں وہ کام سنت ہی یو خلفاء راشدین کے
کام کو تو حضرت نے خود سنت کہا ہی اُسکے
بدعت ہونے کی کیا وجہ سو اُسکو لغت کے معنی کی
راہ سے بدعت کہا ۞ غرض جسکو شرع میں بدعت کہتے
ہیں اور اُسکے بدعت ہونے میں سب کا اتفاق ہی
سو وہی ہی جو سنت کے خلاف ہو تو اسمیں بدعت
کبھی نیک ہو سکتی نہیں اور بدعت حسنہ بدعت ہی
نہیں اِسیواسطے حضرت نے فرمایا کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
یعنے جتنی بدعت ہی سب گمراہی کا سبب ہی اور
جہاں فقہ میں لکھتے ہیں کہ بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ
ہی تو وہاں یہی معنے مراد ہیں کہ جس کام کو شرع میں
بدعت کہتے ہیں ایسے کام کے کرنیوالے کے پیچھے نماز
مکروہ ہی بات ایک ہی ہی تقریر کا فرق ہی ۞ اور
اماموں کا مذہب تو کسی قول سے بدعت نہیں ہو سکتا
کیونکہ اُنکا مذہب سنت کے موافق ہی بلکہ اُنکا
مذہب عین سنت ہی اور سنت کو بدعت کہنا
گمراہی ہی ۞ حقیقت یہ ہی کہ جو کوئی لا اله الا الله محمد
رسول الله پر ایمان لاویگا وہ دین کے عالموں اور
پیشواؤں کی تابعداری کریگا ۞ کیونکہ وہ لوگ دین

محمدی کے خزانچی ہیں اُنکی صحبت اور تابعداری
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ہاتھ لگنے کی لالچ
سے کرتے ہیں ❁ باقی رہا جو کوئی یہ سمجھے کہ ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پانے کی لالچ سے جیسے
حدیث سنیں گے آنکھ موند کے اُسکی پیروی
کریں گے سو ایسا ہرگز نکیا چاہیے اِس بات کے
واسطے جو ہم پانچویں فائدہ میں لکھتے ہیں اُسکا
خیال رکھنا ضرور ہے ❁ پانچواں فائدہ اِس بات
کے بیان میں کہ جسسے دین سیکھے پہلے اُسکا حال
دریافت کر لے اور اجماع اور قیاس کے بیان
میں ❁ شمایل ترمذی کے آخر میں ابن سیرین سے جو
تابعین تھے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا هٰذَا الْحَدِيْثُ
دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ یہ حدیث جو ہے
سو دین ہے پھر دیکھو تم اُس شخص کو جسسے
لیتے ہو تم دین اپنا ❁ یعنے حدیث نبوی جو ہے بس
یہی دین ہے تو جس شخص سے حدیث سنو اور
پڑھو اُسکا حال دریافت کر لو کہ یہ شخص کیسا
ہے جو متقی اور پرہیزگار اور تابع سنت کا ہو اور
ناسخ منسوخ پہچانتا ہو اور حدیث سے خوب واقف ہو

اُسے سیکھو اور سنو فاسق اور بدعتی اور حدیث کے علم سے ناواقف کی صحبت سے کنارہ کرو کہ وہ کہین تمکو حدیث کے معنے اُلٹے نہ بتاوے اور کسی وضعی حدیث کو حدیث بنوی نہ کہہ دیوے کہین منسوخ حدیث پر عمل کرنیکا حکم نہ کر دیوے اور اپنی ناواقفی کے سبب سے کسی صحیح حدیث پر عمل کرنیکو چھڑوا نہ دیوے جیسا کہ اِسوقت مین بعضے ایسے لوگ دیکھنے سننے مین آئے ہین کہ باوجود اِسکے کہ اُنکو حدیث مین مطلق دخل نہین ہی اور حدیث کی معتبر کتابون مین سے مثل صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور موطا کے ایک بھی اُستاذ سے نہین پڑھے ہین اور نہ بطریق سیر کے بھی اُسکو دیکھے ہین بلکہ یہ سب کتابین اُنکو کبھی دیکھنے کو بھی میسر نہوئین یہانتک کہ مشکوٰۃ جو اِس ملک مین بہت میسر ہی اُسکو آدھی اور ربع بھی نہین پڑھے ہین بلکہ اُنکے پاس مشکوٰۃ موجود بھی نہین ہی اور باوجود اِس بےعلمی اور ناواقفی علم حدیث کے اُن لوگون نے یہہ دھوم شروع کیا ہی

کہ بس جو کچھ ہم قرآن حدیث میں پاوینگے اُسپر
عمل کرینگے اور فقہ کی کتابوں کو کچھ نہیں سمجھتے اور یہہ
اُنکی یہی وجہ ہی کہ اُنکو حدیث کا علم نہیں ہی اگر مجتہد
ہوتے تو فقہ کو دوست رکھتے کیونکہ فقہ تو حدیث
سے ثابت ہی اُنکو اتنی بھی خبر نہیں کہ علم دین کے حدیث
سے تین ثابت ہیں قرآن اور حدیث اور فقہ جیسا کہ
مشکوۃ مصابیح میں کتاب العلم کی دوسری فصل میں عبد اللہ
ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْسُنَّةٌ قَائِمَةٌ
اَوْفَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَاكَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَفَضْلٌ رَوَاهُ اَبُو
دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ علم اصول اور دین اور شریعت کے تین ہیں ایک
آیۃ محکم یعنے وہ آیت جسکے معنے صاف اور ظاہر
ہیں اور اُسکا مطلب صاف بوجھا جاتا ہی بولنے کے
ساتھہ ہی اور کسی طرح کا شبہہ تاویل اور تخصیص کا
اُسمیں نہیں ہوتا ❊ آیت محکم اسواسطے فرمایا کہ
آیت محکم اُم الکتاب اور اصل اور جڑ ہی سب
آیتوں کی اور احتمال اور شبہہ سے محفوظ ہی اور
جو اُسکے سوا متشابہات آیتیں ہیں اُنکو آیت

حکم پر قیاس کیا ہی اور مراد منارہے قرآن سے
لیا ہی یا سنت کہ جسکا اسناد کے ساتھ ثابت ہی
یعنے ثابت ہی کہ یہہ کلام حضرت کا ہی یا فریضہ یعنے
وہ حکم کہ مثل اور برابر ہی کتاب اللہ اور سنت
کے ❋ اسمین اشارہ ہی اجماع اور قیاس کا
کہ اجماع اور قیاس بھی کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا ہی اسواسطے
اُنکو کتاب اور سنت کے برابر اور مثل فرمایا ❋ اور
آپکو فریضہ اسواسطے فرمایا کہ لوگ سمجھین کہ
اُسپر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ کتاب اور
سنت پر عمل کرنا واجب ہی اِس حدیث سے
یہہ معنے حاصل ہوئے کہ دین کے اصول چار ہین کتاب
اور سنت اور اجماع اور قیاس ❋ اور جو کچھ کہ
سوائے اسکے ہی سو بے فایدہ اور لایعنی ہی اسکا
ترجمہ عبد الحق دہلوی کی شرح مشکوۃ سے لکھا ❋
اب دیکھو نادانی کے سبب سے فقہ پر عمل کرنے
سے تو انکار کیا اور حقیقت مین وہ انکار اِس حدیث
سے ہوگیا کیونکہ فریضہ عادلہ فقہ کو کہتے ہین کہ اجماع
اور قیاس کر کے کتاب اور سنت سے نکالا ہی

اسیواسطے اصول فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
اصول فقہ یعنے جڑ فقہ کی چار ہین پہلے کتاب اللہ
دوسرے سنت اللہ کے رسول کی تیسرے اجماع
اُمت کا صحابہ کے وقت سے لیکے قیامت تک
اور اجماع اہل رای اور اجتہاد کا معتبر ہی یعنے جنکو
فہم اور عقل ہی قرآن حدیث میں اور جسمین اجتہاد
کی لیاقت ہی اُنکا اجماع معتبر ہی اور عوام کے قول
کا اور اُس متکلم اور محدث کے قول کا جسکو اصول
فقہ مین آنکھہ نہین اجماع مین اعتبار نہین ہی باقی
اجماع کے قسمون کا بیان اصول فقہ کی کتابون مین
مفصل مذکور ہین جو چاہے دریافت کر لے اور اجماع
اس اُمت کا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین کے فروع مین یعنی فقہی مسئلون مین
حجت اور سند ہی کہ اُسپر عمل کرنا ازروی شرع
کے واجب ہی اس امت کی بزرگی کے سبب سے جیسا
کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت گمراہی پر اجماع
نکرینگے مشکوٰۃ مصابیح مین باب اعتصام بالکتاب
والسنۃ کی دوسری فصل مین عبداللہ ابن عمر سے
روایت ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى
ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ ۞ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیشک اللہ جمع کریگا میری امت کو یا فرمایا امت
محمد کو گمراہی پر اور یہہ خاصیت اور صفت اس امت
مرحومہ کی ہی کہ اللہ تعالی نے اس امت کیواسطے
یہہ امر خاص کیا ہی کہ جسپر یہہ امت اتفاق کریں
وہ حق اور درست ہو یہہ مرتبہ دوسری امت کو
نہیں ملا ہاتھ قدرت اور احسان اللہ تعالی کا جماعت پر
ہی اس میں اس بات کا اشارہ ہی کہ اللہ تعالی
اہل حق کو خلق کی ایذا اور دین کے دشمنوں کے
خوف سے محفوظ رکھتا ہی اور انکا مددگار رہتا ہی اور
انکو قرآن حدیث سے احکام نکالنے کی اور حق دریافت
کرنیکی توفیق دیتا ہی اور جب امت آپس میں
اختلاف کریں اور متفرق ہو جاویں تب اپنی حفاظت
اونسے اٹھا لیتا ہی اور انپر عذاب بھیجتا ہی اور
انکے احوال کو خراب کرتا ہی اور جس راہ پر حضرت
اور اصحاب تھے اس سے نکال دیتا ہی جیسا کہ آگے
بیان فرمایا کہ جو شخص جدا ہو جماعت اور سواد اعظم

سے وہ رد الا جاوے آگے میں روایت کیا اِ مشکوٰۃ میں
نے جو تیجے قیاس کو وہ بھی شریعت کی حجتوں میں سے
ایک حجت ہی اِس پر تمام علمائے امت کا اجماع
ہی اور جب کسی واردات میں کتاب اور سنت
اور اجماع کی دلیل نہ ملے تب قیاس پر عمل کرنا
واجب ہی اور یہہ بات حضرت کے فرمانے سے ثابت
ہی جامع ترمذی میں باب ماجاء فی القاضی میں معاذ
ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے
کہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى
الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْضِي قَالَ أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ أَجْتَهِدُ
رَأْيِي قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا معاذ کو یمن کی طرف
یعنی قاضی کر کے اور فرمایا کس طرح اور کس کے بموجب
تو حکم کریگا عرض کیا حکم کرونگا اُس موافق جو کتاب اللہ
میں ہی فرمایا پھر اگر نہو وہ حکم کتاب اللہ میں عرض کیا پھر
تب حکم کرونگا موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے فرمایا اگر وہ حکم نہو رسول اللہ کی سنت

دیوے مرضی کیا کرتا کام میں لگاوین گا اپنی عقل کو اور نہ کروں گا کوتاہی
یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر اپنی عقل سے
قیاس کر کے حکم کرونگا فرمایا سب تعریف اللہ کو
جسنے توفیق دی اللہ کے نامہ بر کے قاصد کو ﴿حضرت
نے اس بات سے نہایت خوش ہو کے یہ فرمایا﴾
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیاس شرع سے
ثابت ہی اور اللہ رسول کی مرضی کے موافق ہی
اب جو لوگ قیاس کا انکار کریں وہ جانیں اور انکا
کام ہم جنکی امت ہیں آپکی خوشی کے تابع ہیں
اور مشکوۃ مصابیح میں باب العمل فی القضاء والخوف
منہ کی دوسری فصل میں معاذ ابن جبل سے روایت
ہی کہ انھوں نے کہا اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ
قَالَ اَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ
فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ
رَسُولِ اللهِ قَالَ اَجْتَهِدُ رَايِي وَلَا آلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَ
فَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يَرْضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَاَبُو دَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ ﴿بیشک رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ معاذ کو یمن کی طرف یعنی قاضی کرکے فرمایا کسطرح حکم کریگا تو جب آ گے اوسکا تیرے کوئی قضیہ عرض کیا معاذ نے حکم کرونگا موافق کتاب اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر نپاوے تو اوسکے حکم کو کتاب اللہ میں عرض کیا توحکم کرونگا موافق سنت رسول اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر نپاوے تو اوس حکم کو رسول اللہ کی سنت میں معاذ نے عرض کیا کہ کام میں لگاونگا اپنی عقل اور فکر کو اور نہ تقصیر کرونگا اجتہاد کرنے اور حق کی تلاش کرنے میں کہا معاذ نے پھر ہاتھ مارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کے سینہ یعنی میرے سینہ پر جس میں کتاب اللہ اور سنت پر قایم رہوں اور مجھکو علم زیادہ ہو جاوے ہاتھ مبارک کی برکت سے اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ کو جسنے توفیق دی اللہ کے قاصد کے قاصد کو اوس چیز کی جسسے خوش اور راضی ہی اللہ کا رسول ❁ سبحان اللہ قیاس بڑی چیز ہی مگر قیاس کرنیوالا مجتہد چاہیئے جسمیں اوسکا اجتہاد قرآن حدیث کے خلاف نہ پڑے ❁ جاننا چاہیئے کہ اجتہاد معنے لغت میں قوت اور طاقت کو کام میں لگانا تو مجتہد لیگ اپنی

عقل کی قوت کو قرآن حدیث سے احکام نکالے ہیں
جو نکالتے ہیں آسیواسطے اُنکو مجتہد اور اصحاب
الرای یعنے صاحب عقل کہتے ہیں اور اصحاب الرای
سب مجتہد ہیں خواہ ابوحنیفہ اور شافعی ہوں خواہ
دوسرے اور اصحاب الرای کہنا کچھ طعن کی بات نہیں ہے
بلکہ تعریف کی بات ہے کیونکہ عقل والوں کی اللہ نے
تعریف کی ہے فرمایا اللہ صاحب نے سورہ آل عمران
میں وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور سمجھائے وہی سمجھتے
ہیں جنکو عقل ہے تو معلوم ہوا کہ اگر اپنی تئیں مرتا عقل
مند جانے اور قرآن حدیث اور دین کی باتیں نہ سمجھے
تو اسکو عقل نہیں ❁ اسیواسطے سب علم والے کو عالم نہیں کہتے
عالم وہی جو دین کے علم سے واقف ہو اور دین کا علم
تین ہے قرآن و حدیث فقہ جیسا کہ اوپر گذر چکا غرض
فقہ کا حق ہونا حدیث سے ثابت ہوا اور فقہ کی جڑ بھی
حدیث سے چار ثابت ہوئیں قرآن حدیث اجماع قیاس
تو اب جو کوئی ایسی بات کہے کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے تو وہ
بھولا ہے ❁ باقی فقہ کی فضیلت کی حدیثیں تیسری ہدایت میں
لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ❁ غرض جن لوگوں کو حدیث میں
دخل نہیں اور بغیر حدیث کے قرآن شریف سمجھنا

اور آپسے مسئلے نکالنا تو معلوم ۞ اور رفقہ سے اُنکو مطابق انکا رہی تو ایسے لوگ دین کے تینون علم سے ہاتھہ دھو بیٹھتے ہیں ایسے لوگن سے مسئلہ پوچھنے اور اور انکی پیروی کرنے مین یہی ہوگا کہ وہ آپ بھی راہ بھولین گے اور دوسرون کو بھی بھلا وینگے جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی پہلی فصل مین عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالی نہین اُٹھا لیتا علم کو آخری زمانے مین کھینچ کر کے کہ کھینچے اُسکو یعنے چھین لے اُسکو بندون کے ہاتھہ سے ولیکن اُٹھا لیتا ہی علم کو ساتھہ وفات دینے عالمون کے یہان تک کہ جب باقی نرکھے کسی عالم کو لیوین لوگ سردار جاہلون کو یعنے جب عالمین باقی نرہین تب لوگ جاہلو کو اپنا سردار ٹھہراوین تب وہ جاہلین پوچھے جاوین مسئلے پھر فتوی دین بغیر علم کے سو آپ بھی گمراہ ہون اور دوسرون

کہ بھی گمراہ کرین اس حدیث کو بخاری و مسلم دونون نے
روایت کیا ہی سو بموجب فرمانے مخبر صادق کے ایسا ہی
دیکھنے مین آتا ہی اس وقت مین بعضون نے اپنی عقل سے
بغیر علم کے بہت سے مسائل لوگون کو تعلیم کیا ہی اور
عجب ایک فساد مچا رکھا ہی کہ ظاہر مین دعوی کرتے
ہین حدیث پر عمل کرنیکا اور حقیقت مین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو مٹاتے ہین
اللہ انکو ایسی حرکت سے توبہ نصیب کرے اور
دین کے علم کی سمجھ دے جن لوگون کا ہم ذکر کرتے ہین
وہ مجتہد نہین ہین مجتہدون کے تو ہم خادم ہین ان پر
کیون طعن کرتے مجتہدون پر طعن کرنا دوری و سیاہی کا
موجب ہی جیسے تقلید پر طعن کرنا موجب گمراہی کا مگر
یہ تو جاہل ہین کہ آپ بھی بھولے ہین اور دوسرون کو بھی
بھلاتے ہین ان بھولون کی ایک بھول کا ذکر کرنا حق
ظاہر کرنیکو اسلئے ضرور ہی اسواسطے ہم اسکو
لکھتے ہین تاکہ لوگ ہوشیار ہو جاوین اور انکے دام
مین نہ پھنسین ان کی بھول کو سنو یہان بھول یہ ہی
کہ تراویح کی نماز کو منع کر دیا اور کہا کہ یہ نماز رسول اللہ
صلعم سے نہین ثابت ہی اور اس بھول کے سبب سے سنت
آنحضرت اور صحابہ کی موقوف ہوئی حالانکہ حدیث سے

تراویح پڑھنا حضرت اور صحابہ کا ثابت ہی مشکوۃ
مصابیح میں باب قیام شہر رمضان کی دوسری فصل
میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون
کہا صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئا
من الشہر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذھب ثلث اللیل
فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا
حتی ذھب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام
ھذہ اللیلۃ فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی
ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا
حتی بقی ثلث اللیل فلما کانت الثالثۃ جمع اھلہ ونساءہ
والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما
الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہر رواہ ابو داؤد
والترمذی والنسائی وروی ابن ماجۃ نحوہ الا ان
الترمذی لم یذکر ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہر روزہ رکھا
ہمنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نہ قیام کیا
ہمارے ساتھ کچھ مہینے رمضان میں سے یعنے سوا ے
فرض کے کچھ نفل جماعت کے ساتھ نہ ادا کیا یہان تک
کہ باقی رہین سات راتین پھر قیام کیا یعنے جماعت
کے ساتھ نفل پڑھی ساتھ ہمارے یہان تک کہ گئی

تہائی رات ۞ پھر جب باقی رہیں چھ راتیں تو قیام کیا
ساتھ ہمارے ۞ پھر جب باقی رہیں پانچ راتیں قیام
کیا ساتھ ہمارے یہاں تک کہ گئی آدھی رات تب کہا
میں نے یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا جو زیادہ کرتے آپ
ہمارے واسطے قیام اس رات کا ۞ تب فرمایا
حضرت نے تحقیق شخص جب نماز پڑھتا ہی امام کے
ساتھ یہاں تک کہ فارغ ہو امام نماز سے حساب کیا جاتا
ہی اسکے لئے ثواب تمام رات کے قیام کا ۞ پھر جب
باقی رہیں چار راتیں نہ قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ باقی رہ گئی تہائی رات یعنی صبح کا قریب ہو گیا اس
رات کو قیام نہ کیا ۞ پھر جب باقی رہیں تین راتیں
حضرت نے جمع کیا اپنے گھر والوں کو اور اپنی
عورتوں کو اور آدمیوں کو پھر قیام کیا ہمارے ساتھ
یہاں تک کہ ڈرے ہم کہ فوت ہو ہمسے فلاح راوی کہتا
ہی کہ ابو ذر سے کہا میں نے اور کیا ہی فلاح یعنی فلاح کے کیا معنے
ابو ذر نے کہا کہ فلاح معنے کھانا سحر کا کیونکہ سحری روزہ
والے کو روزہ ادا کرنے کی طاقت ہوتی ہی اور سنت ادا
ہوتی ہی اور سنت ادا کرنے میں فلاح یعنی نجات ہی پھر نہ قیام
کیا ہمارے ساتھ باقی مہینے میں روایت کیا اسکو ابو داود

اور ترمذی اور نسائی نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے
مانند اسکے مگر یہہ کہ ترمذی نے نہ ذکر کیا اس لفظ
کو کہ پھر نہ قیام کیا ہمارے ساتھہ باقی مہینے مین اس
حدیث سے حضرت کا تین رات رمضان کے مہینے مین
جماعت کے ساتھہ سنت پڑھنا ثابت ہوا اور اسی
نماز کا نام مجتہدون اور فقیہون نے تراویح رکھا ہی اور
تراویح نام رکھنے کی یہہ وجہ ہی کہ لوگ تراویح کو جماعت
کے ساتھہ پڑھتے تھے اور چار رکعت کے بعد بیٹھتے تھے اور
راحت لیتے تھے اسواسطے تراویح نام پڑا اور
دوسری حدیثون مین بھی اس نماز کا بہت ذکر ہی اور
حضرت نے ہمیشہ نہ پڑھا تو امت پر شفقت کی راہ
سے کہ مبادا فرض ہو جاوے تو ادا نکر سکین جیسا
کہ مشکوٰۃ مصابیح مین اسی باب مذکور کی پہلی
فصل مین زید ابن ثابت سے روایت کیا ہی کہ انھون نے
کہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ حجرۃ فی المسجد من
حصیر فصلی فیہا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس ثم فقدوا
صوتہ لیلۃ وظنوا انہ قد نام فجعل بعضہم یتنحنح لیخرج
الیہم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی
خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ

فَصَلُّوا اَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي
بَيْتِهِ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا حجرہ مسجد میں بوریے کا
جیسا کہ حضرت کی عادت شریف تھی کہ اعتکاف
کے واسطے مسجد میں ایک حجرہ سا بنالیا کرتے
تھے پھر نماز پڑھی حضرت نے اُس حجرے میں کئی
رات یہاں تک کہ جمع ہوئے حضرت پر بہت سے
آدمی پھر نہ پائی لوگون نے حضرت کی آواز ایک
رات کو تب سب نے خیال کیا کہ تحقیق حضرت
سو گئے پھر شروع کیا اُن میں سے بعضون نے کھنکھارنے
لگے تا کہ حضرت تشریف لاوین اُنکی طرف تب
فرمایا حضرت نے ہمیشہ رہی تمھارے ساتھ وہ چیز کہ
دیکھا میں نے تمھارے کام میں سے یعنے تم لوگون میں
دیکھ لے رمضان کی رات کی نماز کو جماعت کے ساتھ
پڑھنے کا شوق ہمیشہ پایا یہاں تک کہ ڈرا میں اِس
بات سے کہ فرض کی گئی تم پر اور اگر فرض کی جاتی تم پر
تو ہمیشہ نہ پڑھ سکتے اُسکو سو نماز پڑھو اے لوگو
اپنے گھرون میں اسواسطے کہ نماز شخص کی اُسکے
گھر میں افضل ہے مگر نماز فرض کہ وہ مسجد میں بہتر

اور افضل ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے
غرض حضرت کو یہ نماز بہت پسند تھی مگر فرض ہو جانے
کے خوف سے ہمیشہ نہ پڑھی مگر اسمین نماز کا شوق
دلایا کرتے تھے جیسا کہ اسی حدیث کے آگے ابو ہریرہؓ
سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ
یَّاْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ
اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی
ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِکَ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش دلاتے
صحابہ کو رمضان کے قیام کی یعنے رمضان کی رات مین
نماز پڑھنے کی خواہش دلاتے بدون اسکے کہ حکم کرین
اُنکو رمضان کے قیام کا تاکید اور واجب کرکے تو فرماتے
تھے کہ جو شخص قیام کرے رمضان مین بسبب ایمان
اور طلب ثواب کے یعنے لوگون کے دکھانے کو
نہین بلکہ اجر اور ثواب کے واسطے رمضان مین قیام
کرے تو بخشا جاوے اُسکے لئے جو کچھ آگے گذرا ہی
اُسکا گناہ پھر وفات دیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

تو مسلم اور اقوال یہہ کہ حکم اسی طرح پر تھا یعنے جو کوئی
چاہتا ثواب کے واسطے اپنی خوشی سے پڑھتا
جماعت مقرر نہ تھی پھر تھا حکم اسی طرح تا ابوبکر کی
خلافت کے زمانے مین اور ابتدا اسی طرح پر حکم تھا شروع
مین حضرت عمر کی خلافت کے بعد ازان اسکے حضرت
عمر نے تراویح کا اہتمام کیا اور لوگون کو جمع ہونے کا اور
اسمین نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا کیونکہ
انکے وقت مین فرض ہو جانیکا خوف نہ تھا اور حضرت
عمر کا فعل بھی سنت ہی حضرت نے خود فرمایا ہی کہ
اختیار کرو تم لوگ میری سنت اور میرے خلیفون کی
سنت تو اسمین نماز کا ادا کرنا سنت ہی کیونکہ
حضرت عمر نے حکم دیا ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح مین
اسی باب کی تیسری فصل مین عبد الرحمن ابن
عبد القاری سے روایت کیا ہی کہ قال خرجت مع
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ
مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ بِصَلٰوتِهِ
الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّي لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ
لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ
خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ

قَالَ عُمرُ نِعمتِ البِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عبد الرحمن ابن عبد القاری نے کہا نکلا مین ساتھ عمر ابن خطاب کے ایک رات کو یعنے رمضان مین مسجد کی طرف پھر کیا دیکھتے ہین کہ لوگ جدا جدا ہین نماز پڑھتا ہی کوئی شخص اکیلا اور نماز پڑھوا تا ہی کوئی شخص اپنی نماز کے ساتھ کئی شخص کو رہط کہتے ہین اس جماعت کو جو دس سے کم ہو جب حضرت عمر نے یہ تفرقہ اور پھوٹ بھالت دیکھا سب فرمایا حضرت عمر نے تحقیق مین اگر جمع کر دون ان لوگون کو ایک قاری پر کہ سب کوئی مل کے ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھین تو افضل ہو جب حضرت عمر کی راے مین یہ بات پسند آئی سب قصد اور کوشش کیا اس کام پر پھر جمع کیا انکو ابی ابن کعب پر کہا عبد الرحمن نے پھر نکلا مین ساتھ عمر ابن خطاب کے ایک دوسری رات کو اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے اپنے امام کی نماز کے ساتھ یعنے ابی ابن کعب کے ساتھ کہا حضرت عمر نے کیا اچھی بدعت ہی یہ یہان حضرت عمر نے بدعت لغوی مراد لیا ہی یعنے جسکو لغت مین

پر جو بدعت کہتے ہیں یہ بدعت شرعی نہیں اپنے جیسا آدمی کی جمع
ہونا ایک امام پر تراویح میں اچھا ہی ہوا کیا جدا جدا معلوم ہوتا تھا اور
یہہ نیک بدعت ہے کیونکہ اسکی اصل ہے صحابہ کا اتفاق اور حضرت
دینا حجت ہی اور ایسی نماز کی جماعت کی اصل خود حضرت
کے زمانے میں تھی اور حضرت نے کئی بار اس نماز
کو جماعت کے ساتھ ادا کی ہی جیسا اوپر گذرا اور حق
یہہ ہی کہ خلفای راشدین جو کرین وہ سنت ہی ۞
اور وہ نماز کہ سو رہتے ہو اور سکو ادا نہیں کرتے ہو یعنی اُسے
افضل ہی اس نماز سے کہ قیام کرتے ہو یعنی تم جو پڑھتے ہو اور یہہ
اول رات میں پڑھتے ہو سو رہتے ہو اگر آخر وقت میں
پڑھو تو بہتر اور افضل ہو کیونکہ اس میں زیادہ
مشقت ہی یہی معنے طیبی نے کہا ہی لیکن کرمانی خود
کہتا ہی کہ ادا کرتے تھے حضرت عمر آخر رات کا یعنی
آخر رات کو مراد رکھتے کا اور یہہ جو طیبی نے کہا ہی کہ
اہل مکہ نے اسی پر عمل کیا ہی کیونکہ وہ لوگ سو اٹھ کے
تراویح پڑھتے ہیں سو یہہ عادت اہل مکہ کی قدیم زمانے
میں تھی اور اب تو اہل مکہ اول رات میں تراویح
پڑھتے ہیں اور تمام کر اٹھ جاتے ہیں آخر رات میں سحر
کھانے کو گھر میں جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ

اِس عبارت کے یہہ معنے ہیں کہ وہ نماز کہ فارغ ہوتے
ہو تم اُسسے اور بعد اُسکے سو رہتے ہو سو بہتر اور
افضل ہی اُسسے کہ اُٹھو تم اُسکے واسطے سونے کے
بعد یعنے تراویح کا اول رات میں پڑھ لینا اُس سے
افضل ہی کہ آخر رات میں پڑھو یہہ اِس احتیاط
کے واسطے کہ تراویح فوت نہو جاوے اِسیواسطے
وہ لوگ اول رات کو تراویح پڑھ لیتے تھے جیسا
کہ خود راوی نے آگے بیان کیا اور پچھلے لوگ قیام کرتے
اول رات میں تو گویا اِسیکو حضرت عمر نے پسند
کیا کہ جسمین سب سے یہہ سنت ادا ہوسکے کیونکہ
اخیر رات میں تراویح سب سے نہ ادا ہوسکتی * اور
اِس حدیث سے یہہ سمجھنا کہ حضرت عمر کا یہہ
مطلب تھا کہ تراویح جو تم پڑھکے سو رہتے ہو اِسسے بہتر
ہی کہ تراویح نہ پڑھو بلکہ آخر رات کو اُٹھکے تہجد
پڑھو یہہ اِس حدیث کے سیاق سے صرا صر خلاف
ہی کیونکہ اگر تراویح افضل نہوتی تو حضرت عمر اُسکا
اہتمام کیون کرتے اور اُسکے واسطے لوگون کو
کیون جمع کرتے اور اُبی ابن کعب جو بڑے عالم اصحاب
تھے وے افضل کام کو چھوڑ کے تراویح پڑھانے کو کیون

اختیار کرنے غرض یہہ کہ تہجد کی فضیلت کا بیان دوسری کے حدیثوں میں ہی یہان بیان تراویح کی فضیلت کا ہی روایت کیا اِس حدیث کو بخاری نے باقی رہا یہہ کہ تراویح کی نماز کتنی رکعات ہیں سو اِس میں بہت گفتگو ہی اور بعد سب گفتگو کے بیس رکعات ثابت کیا ہی اُس سب گفتگو کا ذکر کرنا اِس مقام میں ضرور نہیں جو کوئی چاہے شرح مشکوٰۃ اور ماثبت من السنۃ میں دیکھہ لے مگر سمجھانے والون کی تسلی خاطر کے واسطے اُس حدیث کو ہم ذکر کرتے ہیں جسمین بیس رکعات تراویح کا ذکر ہی ماثبت من السنۃ مین شہر رمضان کے ذکر کی پہلی فصل میں تراویح کی رکعات کے عدد کے بیان میں لکھا ہی فصلّٰنا ہی عشرون ركعة لما روى البيهقي باسناد صحيح انهم كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه بعشرين ركعة وفي عهد عثمان وعلي رضي الله عنهما مثله پہر ہم لوگوں یعنے حنفیون کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہی بموجب اُس حدیث کے جو روایت کیا ہی بیہقی نے صحیح سند پہنچا کرکے کہ بیشک صحابہ اور تابعین تھے رمضان کی راتیں نماز پڑھتے بیس

رکعت او رحضرت عثمان او رحضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانے مین بھی ماننداسکے یعنے بیس رکعت پڑھتے تھے تو بیس جب حدیث صحیح ہے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے مین تراویح بیس رکعت ثابت ہوئی تب ہمارے واسطے بیس رکعتین پڑھنے کے واسطے دوسری سند درکار نہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ویسا خلفای راشدین کی سنت ❊ اور مابثبت بالسنہ مین لکھا ہی رَوَیٰ عَنِ بْنِ عَبَّاسْ اَنَّہُ صَلّیٰ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ اَوْتَرَ بَعْدَ ھَا بِثَلٰثٍ لٰکِنَّ الْمُحَدِّثِیْنَ قَالُوْا اِنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ کہ روایت کیا بیہقی نے عبد اللہ ابن عباس سے کہ اُنھون نے کہا بیشک حال یہہ ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین پھر وتر پڑھی بعد اُسکے تین رکعتین پر محدثون نے کہا کہ تحقیق یہہ حدیث ضعیف ہی ❊ غرض خلیفون اور صحابہ لوگون کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث صحیح ہی اور حضرت کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث ضعیف ہی یعنے اُسکے راوی مضبوط نہین ہیں ❊ ایک بات

بڑے فائدے کی یاد رکھنا چاہئے وہ یہہ ہی کہ حدیث
ضعیف جو ہوتی ہی وہ راویوں کے سبب سے کہ آنکے
راوی بعد اصحاب کے جو پہنچے وہ زمین ہیں سو کمزور
ہیں نہ یہہ کہ اصل مین وہ حدیث ان نہین ہی بالکہ
حقیقت مین وہ حدیث ہی مگر راویوں کی کمزوری کے
سبب سے وہ حدیث بھی ضعیف یعنے کمزور کہلائی
اور جو حدیث کی حقیقت مین حدیث ہی نہین ہوتی اُسکو
تو موضوع کہتے ہیں سو یہہ حدیث وضعی نہین ہی ضعیف ہی مگر
خلفای راشدین اور صحابہ کے بیس رکعت پڑھنے نے
اِسکو قوت بخشی ہی پھر گو نہ تراویح بیس رکعت
سنت ثابت ہوئی چاہو سنت حضرت کی سمجھو چاہو
خلیفون کی سنا ہان کیو اسطے دونو سنت پر عمل
کرنیکا حکم ہی جیسا کہ اِسکا بیان تیسری ہدایت
مین آویگا انشا اللہ تعالی تو دیکھو اُنکی بھول سے
کیسا خلل ہوا کہ سنت پر عمل کرنا موقوف ہوا اِسلئے
چاہئے کہ اِس بھول سے توبہ کرین کیونکہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کی یہی نشانی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو جان اور دل سے
قبول کرین ❁ دوسری بھول یہہ ہی کہ اُن لوگون نے

ایک حق مضمون مین جسکو ہم لوگ بھی بیان کیا کرتے ہین کچھ باطل باتین ملا کے عوام لوگون کے روبرو اسطرح سے بیان کیا ہی کہ دین کے احکام مین خلل ڈالدیا وہ مضمون یہہ ہی کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر نازل ہوا ہی اور وہ سب امی یعنے آن پڑھے تھے اور حقیقت مین اللہ تعالی نے انھین کیطرف خطاب فرمایا ہی اور دوسرے لوگون کو انھین کے طفیل سے قرآن پہنچا اور قرآن مین جو مثالین ہین سو انسبھی موافق ہین جو ان لوگون مین مشہور تھین اور قرآن کے لفظ انھین آن پڑھون کے محاورے کے موافق ہین اور کوئی تفسیر قرآن کے ساتھہ نہین آتی تو اگر ان پڑھون کی عقل قرآن کے معنے نہین سمجھ سکتی ہی تو صحابہ لوگ جو آن پڑھے تھے آن سبھون نے کیونکر قرآن سمجھا اور قرآن کے حکم کیونکر بجا لائے اور اللہ تعالی سورہ قمر مین فرماتا ہی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ اور بیشک ہمنے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہی کوئی سوچنے والا ❁ جب اللہ تعالی نے قرآن شریف کو آسان کہا تو اب قرآن شریف کو مشکل زیادہ کہنا اس آیت

سے منکر ہوتا ہی بس جسطرح حضرت کے ان پڑھے
اصحاب لوگ قرآن سمجھ جاتے تھے اور آپ پر عمل
کرتے تھے اور انکو دوسری کتاب کی احتیاج نہ تھی اسی
طرح ہم لوگ مین بھی ہر کوئی پڑھا ان پڑھا قرآن
سمجھ سکتا ہی اور جو آسکی عقل مین آویگا اسپر
عمل کر سکتا ہی دوسرون کی لکھی کتاب کی حاجت
نہین کیونکہ قیامت کے روز آدمی اپنی عمل پر پوچھا جاویگا
دوسرون کی عقل اپنہ نہین آویگا اور رہنہ جو کوئی خیال کرتے کہ
بغیر پڑھے نحو صرف کے ان پڑھون کو قرآن کے معنے
کسطرح معلوم ہونگے سو جاننا چاہیے کہ قاری لوگون نے جہان
جو اعراب چاہتا تھا وہان لوہی اعرابات تمام دے دیا ہی
اب حاجت صرف نحو پڑھنے کی نہین باقی ہی اور رہنہ جو کوئی
سوال کرتے کہ صحابہ لوگ جو ان پڑھے تھے تو انکی زبان
عربی تھی اور قرآن شریف بھی عربی زبان مین ہی اس
سبب سے وہ لوگ سمجھتے تھے اس ملک کے
ان پڑھے کسطرح قرآن سمجھین تو انکو جواب دو
کہ قرآن کا ترجمہ ہندی زبان مین موجود ہی اب جسکو
ہندی زبان آتی ہوگی وہ اس ترجمہ کو دیکھکے
مسئلہ نکال سکتا ہی اسکی کیا وجہ ہی کہ سب قسم

کہانی تا ہندی زبان کے سمجھے اور قرآن سمجھ مین نہ آوے
یہانتک اُن لوگون کی تقریر ہی ❊ جس یہہ تقریر
جو عوام لوگون نے سنا تو آپ آپ کو سب اجتہاد
کا دعوی کرنے لگے یہانتک کہ بہت آدمی پڑھے لوگ
جو عربی فارسی کچھ بھی نہین پڑھے ہین اور زبان
بھی درست نہین ہی اور ترجمہ ہندی بھی نہین پڑھہ
سکتے وہ کہتے ہین کہ ہمارے پاس کران ہے پھر موجود
ہی ہم سرہ وکایہ ہدایہ پھکہ کو کچھ نہین سمجھتے یہہ سب آدمی کی
بنائی کتاب ہی ہم جو کران مین پاوینگے اُسی پر عمل کرینگے
اور ہم کسی کا مجہب نہین سمجھتے ہمارا مجہب محمدی ہی
ہم ابو حنیپھہ کا مجہب کیون اکھتیار کرین ❊ یہہ سب تقریر
بعینہ جیسا کہ اُنکی زبان سے سنا ویسا ہی امانتا نقل کردیا
بلکہ احتیاط کیواسطے انکے حرف بھی نہین بدلا دیکھو
قرآن شریف کو کران اور پھر شرح وقایہ کو سرہ وکایہ
فقہ کو پھکہ مذہب کو مجہب ابو حنیفہ کو ابو حنیپھہ اختیار
کو اکھتیار اُنھون نے کہا ہم نے بعینہ نقل کردیا اب
بھائیو انصاف سے کہو کہ یہ لوگ اجتہاد کرسکتے
ہین ❊ اب اُنکی بھول کا ہم جواب دیتے ہین سنو وہ
پہلی بات کہ ایسی بات کو ہم بھی مانتے ہین کہ قرآن

امیون پر اترا ایکن ہم بوجب ہدایت کے واسطے
اس مضمون کو اسطرح پر بیان کرتے ہین کہ بھائیو
قرآن جو امیون پر اترا تو انکی عربی زبان مین سو تم
لوگ بھی انھین امیون کے برابر علم حاصل کرو اور
عربی زبان مین انھین امیون کے برابر لیاقت پیدا کرو
جس مین قرآن سمجھنا تم پر بھی آسان ہو کیونکہ قرآن
کے سمجھنے کیو اسطے نحو صرف مقرر ہوا ہی سو تم
لوگ قرآن سمجھنے کی نیت پر وہ علم حاصل کرو جسیے
قرآن شریف سمجھنے لگو اور نیک نیت کا ثواب پاؤ
اور یہہ بات جو عوام الناس مین مشہور ہو رہی کہ
اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا نہایت مشکل ہی اسکو
بڑا علم چاہئے ہمکو وہ طاقت کہان کہ انکا کلام سمجھین اور
اس راہ پر چلنا بڑے بزرگون کا کام ہی ہماری
کیا طاقت ہی کہ اسکے موافق چلین سو یہہ بات بہت
غلط ہی اللہ اور رسول کا کلام تو بہت صاف
ہی جو کوئی عرب اول یعنے حضرت کے وقت کے عرب
لوگون کی زبان کا محاورہ حاصل کریگا وہ قرآن اور
حدیث بخوبی سمجھے گا اور جسکو اس زبان کا محاورہ
نہوگا اور وہ عالمون سے اسکے معنے سنیگا تو بخوبی

سمجھیگا نہ سمجھنے کی کیا وجہ ہی جسطرح آدمی جس زبان
سے واقف ہوتا ہی اُس زبان مین جو بات سنتا ہی
سمجھ جاتا ہی اُسیطرح قرآن حدیث کا مضمون بھی اپنی
زبان مین جو سن پاویگا تو سمجھ جاویگا قرآن حدیث
مین کچھ پہیلی اور معما نہین فرمایا ہی بلکہ اُسمین خلق کی
ہدایت کے واسطے مضمون صاف صاف آسانی
کے ساتھ نہایت میٹھی زبان سے بیان فرمایا ہی ❋ ایک
بات بڑے فائدے کی ہی سننا چاہئے کہ جیسا کہ جو
شخص ہندی زبان سے خوب واقف ہی وہ ترجمہ ہندی
سے جیسا مطلب سمجھتا ہی ویسا عرب اول کی زبان
سے واقف ہونے سے متن سے بھی مطلب سمجھیگا مگر
جیسا کہ ترجمہ ہندی پڑھنے والا تفسیر کا محتاج ہی جب
حاشیہ پر کے فایدون کو دیکھتا ہی تب مطلب سمجھتا ہی ویسا ہی
عربی سمجھنے والے بھی تفسیر کے محتاج ہین اب ترجمہ
ہندی جو حضرت مولانا عبدالقادر محدث دہلوی
رحمہ اللہ کا ہی اُس سے بہتر ترجمہ ہونا مشکل ہی سو جو
لوگ ہندی سے خوب واقف ہین بلکہ اُنمین کچھ
عربیت بھی ہی سو بغیر فایدون کے دیکھے مطلب خوب
نہین سمجھے تو اب اجتہاد کیونکر کرینگے اب ہمارے

اُسکے بیان میں یہی فرق ہی کہ ہم کہتے ہیں کہ جس مین قرآن حدیث سمجھنے کی لیاقت ہو وہ آپ سمجھے اور جسقدر علم ہونے سے قرآن سمجھنے کی لیاقت ہوتی ہی اُسکا بیان ہم چوتھی فصل کی دوسری ہدایت کے تیسری فائدے میں لکھ چکے ہیں اور جسکو اُسقدر علم نہو وہ علم والون سے دریافت کرے اور یہہ بات بھی ہم اُس فائدے میں جو دیکھیں سیپارہ سورہ نحل کی آیت سے ثابت کرچکے ہیں اور رد کیے ہیں کہ قرآن سمجھنے کو نہ کچھ علم درکار ہی اور نہ کسی کی پیروی درکار ہی اپنی عقل مین جو آوے اُسپر عمل کرے سو اِس صورت مین تو قرآن چھوڑنا ہوا اُسپر عمل کرنا نہوا ❁ کیونکہ قرآن شریف سمجھنے کی دو راہ ہیں یا آپ جاننا یا اُسکے جاننے والون سے سننا جیسا کہ اِس آیت سے صاف ظاہر ہی وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْرِ اور بولین گے کافرین اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے نہوتے دوزخ والون مین ❁ تو معلوم ہوا کہ اپنا جاننا یا عالمون سے سنکے ایمان لانا دونون راہ نجات کی ہی جیسا کہ تیسرے فائدے مین بھی اِسی آیت کا ذکر ہو چکا ہی سو اُنھون نے

دونو راہ کو بتایا ❀ اور اِس آیت سے ساتھ ہوئے
اور یہہ جو کہا کہ قران کے ساتھہ کوئی تفسیر نہین اُتری سو سچ
ہی تفسیر تو نہین اُتری مگر جو مشکل مقام ہی اُسکے سمجھنے کو تفسیر
بھی درکار ہی جیسا کہ صحابہ لوگ جو آیت نہ سمجھتے حضرت
اُسکی تفسیر فرماتے تب وہ لوگ سمجھ جاتے حدیث
مین اِس بات کا بہت ذکر ہی جو چاہے سو دیکھہ لے
مثال کیوا سطے ہم ایک بات ذکر کرتے ہیں مشکوۃ
مصابیح مین کتاب الزکوۃ کی دوسری فصل مین
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی
کہ اُنھون نے کہا لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا
اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهُ كَبُرَ عَلٰى
اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ
اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ
وَذَكَرَ كَلِمَةً لِيَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ
قَالَ لَهُ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ
الْجَمِيْلَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ
عَنْهَا حَفِظَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ جب نازل ہوئی یہہ آیت
اِس حدیث مین اُس آیت کا شروع ذکر کیا ہی

ہم سمجھے ہیں آنے کیواسطے اُس کا سارا ترجمہ کرتے ہیں
وہ یہہ ہی ۞ اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور روپا
اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُنکو خوش خبری
سنادو دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگے
اُس پر یعنے اُسی سونے اور روپے پر دوزخ کی پھر
داغینگے اُس سے اُنکے ماتھے اور اُنکے پہلو اور
اُنکی پیٹھیں یہہ ہی جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب
چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا ۞ یعنے اُسی سونے چاندی کے
تختے دہکا دہکاکے داغینگے جسدم یہہ آیت اُتری
تب بھاری لگی یہہ بات مسلمانوں پر تب کہا حضرت
عمر نے میں کھول دیتا ہوں یہہ مشکل تمسے پھر گئے عمر
حضرت پاس اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے بیشک
بھاری لگی آپ کے یاروں پر یہہ آیت تب فرمایا حضرت
نے بیشک اللہ تعالی نے فرض نہیں کیا زکوۃ کو مگر اسی
واسطے کہ پاک کرے اُس مال کو جو باقی رہا ہے
زکوۃ دینے کے بعد تمہارے مالوں میں سے تو جب مال
کی زکوۃ دیا تب باقی مال تمہارا پاک ہوا اگر اُس
پاک مال کو جمع کروگے تو کچھ دہشت نہیں اور اُس
آیت میں جو وعدہ عذاب کا ہی تو اُسی وقت

بخت جو زکوۃ نہ دے اگر زکوۃ دے اور خزانہ جمع کرے
تو اُسکے واسطے یہہ وعدہ عذاب کا نہین ہی اور
فرض نہین کیا اللہ تعالی نے میراثون کو راوی کہتا ہی کہ
اِس لفظ کے بعد حضرت نے ذکر کیا ایک لفظ کہ مجکو
وہ لفظ یاد نہین مگر جو یاد ہی وہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے
میراث فرض نہین کیا مگر اِسواسطے کہ ہووے وہ
مال اُن لوگون کے واسطے جو تمھارے بعد ہین یعنے
تمھارے وارث لوگ ❁ تو میراث کے حکم سے معلوم
ہوتا ہی کہ مال جمع کرنا درست ہی کیونکہ اگر مال جمع نہو اور
اُسکے بعد باقی نرہے تو میراث کہان سے ہو ❁ پھر کہا
راوی نے تب اللہ اکبر کہا عمر نے ❁ حضرت عمر نے اِس
بات سے نہایت خوش ہوکے اللہ اکبر کہا یعنے اللہ
تعالی کی تعریف اور شکر اور ثنا کیا کہ اُسنے اِس
مشکل کو اپنے رسول کی زبان سے آسان کیا اور مال
جمع کرنے سے لوگ ڈر گئے تھے اُسکو شارع نے مباح
کیا ❁ پھر فرمایا حضرت نے عمر سے کیا نہ خبر دون تجکو ای
عمر بہت بہتر خزانہ کہ جمع کرے مرد وہ بہتر خزانہ کون
ہی عورت نیک خوبصورت کہ اللہ تعالی کے فرمانے
پر عمل کرے اور اپنے مرد کی تابعدار ہو اور آسکی

خوشی مین چلے جیسا کہ آگے دیا جب دیکھے مرد اسکی طرف خوش کرے اسکو یعنی مرد اسکی خوبصورتی اور اسکی اچھی چلن دیکھ کے خوش ہوجاوے اور جب مرد کچھ کام فرماوے اس عورت کو تب تابعداری کرے اسکی اور جب غایب ہو مرد اسسے عورت سے یعنے مرد کہین جاوے سب نگاہ رکھے اسکا حق یعنے اسکے مال اور عزت کی محافظت کرے روایت کیا اسکو ابو داود نے غرض علم تفسیر بھی حدیث سے ثابت ہوا اور حدیث کی کتابون مین تو تفسیر کے واسطے ایک کتاب ہی خاص مقرر رہی جیسا کہ کتاب الطہارۃ کتاب الصلوۃ کتاب الصوم کتاب الزکوۃ وغیرہ ہی ویسا کتاب التفسیر بھی ہی اور تفسیر فتح العزیز مین وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر مین لکھا ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب آیت خذ العفو نازل ہوئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے اس آیت کی تفسیر پوچھی حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اُوْتِیْتَ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِیَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ دیا گیا تو سب

پسندیدہ چالین یعنے یہہ آیت تجکو جتنی اچھی چالین ہیں سب سکھاتی ہی آس سب اچھی چالن مین سے یہہ بات ہی کہ میل کرے تو اُس شخص سے جو تجسے جدا ہوا ور دے تو اُسکو جو تجکو محروم کرے ❊ اور معاف کر اُس شخص سے جو تجھپر ظلم کرے ❊ غرض کہ تفسیر قرآن کی کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ثابت ہوا تو اب تفسیر کو بیکار سمجھنا حدیث سے منکر ہونا ہی ❊ اور یہہ جو کہا کہ صرف نحو پڑھنے کی حاجت باقی نہیں ہی کیونکہ قاری لوگون نے جہان جو اعراب چاہتا تھا وہ تمام قرآن شریف مین دیدیا ہی ❊ سو اُسکا جواب یہہ ہی کہ قرآن شریف مین جو اعراب دیا ہی سو اُسکے سبب سے مین درست پڑھ سکتا ہی مگر بغیر صرف نحو پڑھے کسطرح معلوم کریگا کہ کون صیغہ ماضی مضارع فاعل مفعول امر نہی وغیرہ کا ہی اور فاعل مفعول وغیرہ کو کیا اعراب ہوتا ہی ❊ جب یہہ سب باتین نہ معلوم ہونگی تب ترجمہ کسطرح کرسکیگا ❊ صرف نحو جو دین کے عالمون نے مقرر کیا ہی تو فقط اسیواسطے کہ اُسکے سبب سے لوگ عربی زبان سے واقف ہوجاوین

اور قرآن کے معنے سمجھ سکیں بلکہ نحوی لوگ تو نحو کی
سیند حضرت علی تک پہنچاتے ہیں اسکا ذکر ہم قریب
ہی کرتے ہیں انشاء اللہ تعالی ❁ اور ہمارے ملک کے
جو بڑے بڑے محدث نامی مشہور رہیں اُن سبھون نے
صرف نحو کو قرآن سمجھنے کا وسیلہ اور ہتھیار کہا ہی
حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
شرح مشکوۃ میں کل بدعۃ ضلالۃ کی شرح میں صرف
نحو وغیرہ علم جو قرآن سمجھنے کے ہتھیار ہیں اُنکے پڑھنے پڑھانے
کو واجب لکھا ہی ❁ اور حضرت مولانا عبد العزیز
محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے سوالات عشرہ
مین ساتوین سوال مین جو سائل نے علم منطق پڑھنے کا
فتوی پوچھا تھا اُسی سوال کے جواب مین نحو صرف
کا بھی حکم بیان فرمایا ہی اُسمین تو بہت کچھ بیان فرمایا ہی
مگر ہم اُسکا خلاصہ جو اِس مقام کے مناسب ہی
لکھتے ہیں وہ یہ ہی کہ محدث ممدوح رحمۃ اللہ نے لکھا ہی
کہ علم منطق سیکھنے مین کچھ دہشت نہیں ہی اِسواسطے
کہ علم منطق جو ہی سو علم مقصود بالذات مین سے نہین
ہی یعنے وہ ایسا علم نہین ہی کہ اُسکے پڑھنے سے اُسی
علم منطق کا دریافت کرنا غرض ہوتی ہی بلکہ علم

منطق علوم الیہ مین سے ہی علوم الیہ اُسے علم کو
کہتے ہین جو دوسرے علم سمجھنے کا ہتھیار ہوتا ہی مانند
صرف اور نحو کے کہ وہ ہتھیار ہی عربی زبان دریافت
کرنیکا ❁ اور ہتھیار ہر چیز کا حلال اور حرام ہوتے ہین
حکم اُس چیز کا رکہتا ہی جسکے واسطے یہہ ہتھیار
بنا ہی ❁ مثل توپ اور توپخانیے اور گھوڑے اور
سلاح خانے کے کہ یہہ سب ہتھیار ہی لڑائی کا تو اگر
وہ لڑائی عبادت کے قسم کی ہی مثلا کفار سے جہاد
کرنے اور چور ٹھگ کے دفع کرنیکے واسطے تو ان
سب ہتھیار اور اسباب کا درست کرنا بھی عبادت
کے قسم سے ہوگا ❁ اور اگر وہ لڑائی حرام اور گناہ
کے قسم کی ہی مثلا بغاوت یعنے امام سے لڑنے کے
واسطے یا ٹھگی کے واسطے تو اس لڑائی کے اسباب
اور ہتھیار کا درست کرنا بھی حرام اور گناہ ہوگا ❁ خلاصہ
یہہ ہی کہ علم قرآن اور حدیث اور فقہ کا علم مقصود
بالذات ہی یعنے اُسکے پڑھنے سے قرآن اور حدیث
اور فقہ کا دریافت کرنا اصل غرض ہی اور نحو صرف
اُسکے دریافت کرنے کے ہتھیار ہین تو جسطرح
قرآن اور حدیث اور فقہ کا پڑھنا عبادت ہی اُسی

طرح نحو اور صرف کا پڑھنا بھی عبادت ہی کیونکہ نحو صرف جو ہی سو قرآن حدیث فقہ دریافت کرنیکا ہتھیار ہی ❁ اسیواسطے حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے نحو صرف وغیرہ علم کو جو قرآن سمجھنے کے ہتھیار ہین واجب لکھا ہی ❁ ہان جب کوئی نحو صرف معانی بیان وغیرہ علوم آلیہ کے پڑھنے مین اپنی عمر گذار دے اور اصل علم یعنی قرآن حدیث فقہ سے باز رہے تب البتہ یہ علم حرام اور منع ہونگے ❁ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مقالۃ الوصیت مین پانچوین وصیت مین لکھا ہی کہ علم پڑھانیکا طریقہ جیسا کہ آزمایے مین آیا ہی وہ یہ ہی کہ پہلے رسالے صرف اور نحو کے پڑھاوین ہر ایک علم کی تین تین یا چار چار کتاب آسان پڑھنے والے کا ذہن سمجھ کر کے ❁ بعد اسکے کوئی کتاب تاریخ یا حکمت عملی کی جو عربی زبان مین ہو اُسکو پڑھاوین اور اسی پڑھانے کے درمیان مین لغت کی کتاب سے لغت نکالنے کا ڈھنگ بھی تعلیم کرین ❁ پھر جب اُسکو زبان عربی دریافت کرنیکی طاقت ہو تب اُسکو موطا جو یحیی ابن یحیی مصمودی کی روایت سے ہی اُسکو پڑھاوین

اور اسکو ہرگز بیکار نسمجھو تین کہ اصل علم علم حدیث
کا ہی اور اسکے پڑھنے مین بڑے بڑے فیض ہیں ❀
اور ہمکو تمام اس علم کی حاصل ہونیکے ساتھہ سماعت
حاصل ہی ❀ بعد اسکے قرآن عظیم پڑھاوین اسطرح
پر کہ صرف قرآن بغیر تفسیر کے پڑھے اور ترجمہ کہے اور
جو کچھ مشکل آپڑے نحو کے مسئلے یا شان نزول
مین تو وہان ٹھہرے اور خوب بحث اور تحقیق کرے
❀ پھر جب قرآن کے ترجمہ سے فراغت ہووے
تفسیر جلالین بطریق سبق کے پڑھے اسطرح کے
پڑھنے مین بڑے بڑے فیض ہیں پھر بعد اسکے ایک
وقت مین حدیث کی کتاب مثل صحیح بخاری اور مسلم
وغیرہ کے اور کتاب فقہ اور سلوک اور عقاید کی
پڑھا کرے اور ایک وقت مین کتاب دانشمندی کی
مثل شرح ملا اور حاشیہ قطبی وغیرہ کتابین جہانتک
اللہ چاہے پڑھا کرے اور اگر یہہ باب میسر ہو کہ
مشکوٰۃ شریف ایک روز پڑھے اور دوسرے روز
شرح طیبی جو مشکوٰۃ کی شرح ہی اُسیقدر کہ جسقدر
پہلے روز مشکوٰۃ پڑھا تھا پڑھے تو نہایت فائدہ ہی ❀ اور
اُسی مقالہ ابوعبیدت کی تمامی مین لکھا ہی کہ ہم

لوگون مین یہ ایک بحث تو یہی کہ عرب کی زبان اور
صرف اور نحو اور ادب کی کتابون کا علم حاصل کرلے
تو اب اس قدر حاجت مین صرف اور نحو کو بیکار
سمجھنا قرآن حدیث کے طالب کا کام نہین ہی مثلا جسکو
نماز کا شوق ہوگا سو وضو سیکھیگا اور جو وضو کو بیکار
سمجھیگا سو نماز بھی پڑھ چکا ۞ اور جو لقد یسرنا القرآن
للذکر فهل من مدکر سے یہ سمجھے ہین کہ قرآن شریف
کو مشکل زیادہ کہنا اس آیت سے منکر ہونا ہی
تو اب بڑی مشکل ہی کہ جن لوگون کو علم عربیت
کا نہین ہی اُنکو تو بغیر کسی دوسرے کے سمجھائے قرآن
سمجھنا بیشک مشکل معلوم ہوگا جیسے ہندوستانی
اور بنگالے کے لوگون کو اور وے بیچارے اپنی بے علمی
کے سبب سے اُسکے معنے سمجھنا مشکل جانتے ہین بلکہ
بعضون کو تو اُسکا پڑھنا بھی مشکل ہی تو اِن سب
مذہب والون کے فتوی کے موجب سب بیچارے اِس
آیت کے منکر ہین باقی رہی صرف انکو جو قرآن آسان
ہونے کی اعتبار ہی سو اُسکو بیکار کہتے ہین تو انکے بعد
اُسکو بھی نہ پڑھینگے اور ہمیشہ اُنکے فتوی کے موجب
اس آیت سے منکر رہینگے تو یہ تو بے علم

اجتہاد کرکے کیا سب مسئلہ غلط اُنکا ۞ غرض مجھو صرف بیغ کر کے
سے اُنکا یہی مطلب معلوم ہوتا ہی کہ خصمین یہی محنت
کیئے ہوئے مجتہد کہلاوین اور اپنے مقلدون کو خاک مین
ملاوین سبحان اللہ چار مذہب اور چار مجتہد ہوئے
سے ناراض تھے سواب اُنکے کہنے مجھو جب جسی آدمی
تنی مذہب اور ہر ہر آدمی مجتہد ہوا چاہتا ہی ۞ اب
ایک بات بڑے فائدے کی ہی یاد رکھنا چاہیئے وہ یہہ
ہی کہ یہ لوگ جنکا ذکر ہوا فقہا اور محدثین اور سواد
اعظم یعنے مسلمانون کی جماعت کے مخالف ہین ۞ اور
یہہ مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
سے آج تک کسی نے اختیار نہین کیا کہ آپ نے جائے اور
کسی کی تقلید بھی نہ کرے یہہ نیا مذہب ہی جز تو ابھی کوئی
دھوکے سے اِنکو اصحاب ظواہر نہ سمجھے اصحاب ظواہر منویکو
بھی علم حدیث درکار ہی اور یہان تو اخبر ہی اِنسے آپ
واقف ہین اور نہ واقف ہونیکا علم سیکھے ہین ۞ اگر
یہ لوگ اصحاب ظواہر ہوتے تو ہم کبھی اِنکے مزاحم
نہوتے بالکہ ہم سمجھتے کہ ہم دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دامن تھامے ہین ایک طرف سے ہم اور
ایک طرف سے وے یہ لوگ تو دونو اُنکے ہاتھہ مین

زعم مار رکھے ہیں کہ جس میں دامن چھوڑ دین فقہ سے
منع کرکے مقلدون کو دامن چھوڑنے کہتے ہیں اور جو علم
حدیث وقرآن سمجھنے کے پیچھا رہیں انسے منع کرکے
اصحاب ظواہر سے دامن چھوڑنے کہتے ہیں کیونکہ جب تک
قرآن وحدیث نہ سمجھے گا تب تک اصحاب ظواہر نہیں
ہوسکتا اور قرآن وحدیث سمجھنے کو جسقدر علم درکار
ہے اسکا ذکر جو بتفصیل کئی دوسری ہدایت کے
سینے رسالہ سے میں تفسیر فتح العزیز سے لکھ چکے ۞
اور اصحاب ظواہر انکو کہتے ہیں جو لوگ حدیث کے
ظاہر پر عمل کرتے ہیں اور اجماع وقیاس وتاویل کم کرتے
ہیں لیکن بسبب زمانہ کے اختیار کرنے کو حدیث سے
خوب واقفیت چاہئی ۞ بیان حرف نحو کے مذمت
ہونیکا سنو ۞ علم نحو کا بہت حاجت کچھ نہیں جیسا کہ
علیہ السلام ہیں اکثر لکھتو ایک سوال کے جواب میں
لکھا ہی کہ بجز لوگ بہ لغات کی مستقیم کے قاری نہیں ہی
انکے نزدیک لکو حرف ہیں مشغول ہونا سنت
کے قسم سے نہیں موافق فرماتے حضرت عمر اور حضرت
علی رضی اللہ عنہما کے قسطلانی جو بخاری کی شارح ہی اسمیں
لکھا ہی ابو الانحو تحاست [illegible]

کے حال کے بیان مین کہ ابو الاسود وہ شخص ہی جسنے
حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بعد علم نحو
مین پہلے کلام کیا ہی اور بیضاوی مین لکھا ہی کہ کہا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم سب کوئی یاد کرو اپنا
دیوان ❁ دیوان کہتے ہین جس کتاب مین شعر مین
ہوتی ہین تب لوگون نے عرض کیا کہ ہم لوگون کا دیوان
کون ہی فرمایا شعر جاہلیت کے زمانے کے اسواسطے کہ
اُسمین تمھاری کتاب یعنے قرآن کی تفسیر ہی اور
تمھارے کلام کے معنے ہین یعنے اُسکے یاد رکھنے سے زبان
قدیم عربی کی معلوم ہوتی ہی اور اُسی زبان مین
قرآن ہی ❁ اور درمنثور مین ابو بکر محمد ابن قاسم
انباری سے کتاب الوقف والابتداء مین اور ابن
عساکر نے اپنی تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہی
کہ حضرت عمر ابن خطاب نے حکم دیا کہ نہ پڑھاوے
قرآن لوگون کو مگر وہی شخص جو قرآن کی لغت
سے واقف ہو اور حضرت عمر نے حکم کیا اسود کو کہ
قاعدے نحو کے درست کرے ❁ یہان تک ماتن کا
مضمون ہی ❁ اب اِس صورت مین قرآن کے
طالب جو ہونگے وہ نحو صرف ضرور سیکھینگے اور

جسکو قرآن شریف سے کچھ غرض نہوگی اُسکو نحو صرف
میں کیا غرض جسکو شرم ہی حصول یہہ ہی کہ جاہلوں سے کہتے
ہیں کہ ناف کے تلے نماز میں ہاتھ باندھنا یہود کا فعل ہی
اللہ اُنکو توبہ نصیب کرے سنت کو فعل یہود کہنا
ایسی بات کہنی ہیں جو عالم لوگ فتوی دیتے ہیں سو
ہمکو اُنکے حق میں کہنے سے شرم آتی ہی کیونکہ آخر وہ
لوگ کلمہ گو ہیں اور ایسی بات بے علمی کے سبب
کہتے ہیں اگرچہ سب عالم کہتے ہیں کہ کفر کا کلام جہالت
سے کہنے سے بھی کافر ہوتا ہی مگر ہم اُنکے حق میں دعا ہی
کرتے ہیں کہ اللہ اُنکو ایسی باتوں سے توبہ کی توفیق
دے ※ اب ناف کے تلے ہاتھ باندھنا سنت ہونے کی
دلیل سنو تیسیر الوصول میں کتاب الصلوۃ کے
پانچوین باب میں ابی جحیفہ سے روایت کیا ہی کہ
اُنھوں نے کہا اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ
الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَیَضَعُہُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اَخْرَجَہُ رَزِیْن
تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت ہی رکھنا ہاتھونکا
نماز میں یعنے ہاتھوں کا باندھنا نماز میں سنت ہی اور
رکھے دونوں ہاتھوں کو ناف کے تلے روایت کیا اسکو رزین
نے اور جامع ترمذی میں باب ما جاء فی وضع الیمین

والی الشمال فی الصلوۃ مین قبیصہ ابن ہلب سے روایت
کیا ہی اُسنے اپنے باپ ہلب سے روایت کیا کہ اسنے
کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤمنا فیاخذ شمالہ
بیمینہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرتے
ہماری پھر پکڑتے اپنا بایان ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پھر
ابو عیسیٰ ترمذی نے لکھا ہی کہ حدیث ہلب کی حسن
ہی اور اسپر حدیث پر عمل ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم والے اصحابون کا اور تابعین اور تبع تابعین کا
سبھون نے اعتقاد کیا ہی کہ نمازی اپنا داہنا ہاتھ بائین پر
رکھے اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین مین سے
بعضون نے اعتقاد کیا کہ دونو ہاتھون کو ناف کے اوپر
رکھے اور بعضون نے اعتقاد کیا کہ ناف کے تلے رکھے
اور یہہ اُن لوگون کا عمل اور اعتقاد جو مختلف ہی
سو دین مین کشادگی کے واسطے ہی ❋ بس اُنکی
بھول اور خطا کا اسقدر ذکر کرنا کفایت ہی
اسیطرح اور بہت خرافاتین بکتے ہین یہان تک کہ
عبداللہ ابن مسعود اصحابی کو لعین کہتے ہین کہ
اُنھون نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سبہی نماز پڑھکے دکھائی تو تکبیر تحریمہ کے سوا

اور کہیں رفع یدین نہیں کیا تھا بلکہ اور چھوڑنے والے کہتے
ہیں ✿ اب اسکو یہ دیکھو کر کہیں منقول کی حدیث میں سے
نہیں تو واللہ اعلم کیا ہیں جاویں کیونکہ منقول رضی اللہ عنہ
نے کہا ہی کہ میں نے نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابو بکر اور عمر اور عثمان کے ساتھ سو میں نے کسی نہیں سے
کسیکو بسم اللہ باواز کہتے نہ سنا ✿ غرض سب جملہ تو بکا
ذکر کرنا طول ہی اور شرح وقایہ اور کنز اور حضرت
شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کے حق میں جو کہے
ہیں آپ کا کیا ذکر کریں ✿ غرض انہیں سب باتوں کے
جہت سے یہ رسالہ لکھا اللہ اسکو قبول کرے اور
سنت کو ہمارے خالص کرے آمین یا رب العالمین ✿

دیکھا ان فائدہ دینی مذہب والتوراۃ کے سوالوں کے جواب
دین اور اس میں فائدے میں سوالوں کے جواب سے
فراغت کرنے کچھ نصیحت بھی لکھی ہی ✿ پہلا سوال اس
بات کے بیان میں کہ جب حدیث صحیح دو امام کے
مذہب کے موافق اور اپنے مذہب کے مخالف ہووے
تو اس پر عمل کرنے اور اپنے مذہب کو چھوڑنے یہ
بات درست ہی یا نہیں ✿ جواب ✿ سو اس بات کا جواب
ہم ایک بیان کرتے ہیں آپ سے سمجھا جاوے گا وہ بیان یہ

ہی کہ شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح
سفر السعادت میں لکھا ہی کہ حق مذہب اور منزل
مقصود پر پہنچنے کی راہ اور دین کے گھر میں داخل ہونے
کا دروازہ یہی چار مذہب ہی سو جو کوئی ان چار راہ میں
سے ایک کو اختیار کرکے پھر دوسری راہ پر چلے اسکا
چناہوت اور بیہودہ ہو اور اپنے عمل کے کارخانہ کو
خراب کرنا اور مصلحت کی راہ سے دور پڑنا ہے ❁ اور
اگر کوئی شخص تقوی اور احتیاط پر چلنے چاہتا ہی تو اسکو
بھی لازم ہی کہ انہیں چار مذہب میں سے ایک مذہب
کی ایک روایت کو کہ اسکی دلیل بہتر اور مضبوط
ہو اور اس روایت میں نور اور عام فائدہ ہووینے
اسکو کرتے ہیں کسی طرح سے مصلحت کے خلاف
نہو اور اسمیں احتیاط بہت ہو تو اس صورت
میں اس روایت کو اختیار کرے اور اسے بہت
اور کسی حیلہ کی راہ سے دوسرے مذہب کی روایت
اختیار کرے یہ متاخرین کا طریقہ ہی اور اس
طریقہ کے مضبوط ہوتے میں شک نہیں ❁ اور لوگ
لکھتے ہیں کہ طریقہ قدیم لوگوں کا اسکے خلاف تھا ۔
لوگ ایک مذہب مقرر کرنا اور ایک ہی مجتہد کی

نا بعداری کرنا جب نہین جانتے تھے مجتہد لوگ اپنی
اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور عوام لوگ اُنکے باطن
رجوع کرتے بغیر اسکے کہ ایک کی تابعداری کرین اور
دوسرے سے انکار کرین یہان تک شرح کا مضمون
ہی ❀ اب جو کوئی سوال کرے کہ ہم بعضی قدیم لوگ
کا مذہب اختیار کرین اور بعض عالم سے جو سیکھین
اسیکو اختیار کرین تو کیا قباحت ہی ❀ تو اُسکا یہہ جواب
ہی کہ قدیم لوگ جیسے تمام اصحاب اور تابعین اور
تبع تابعین بیشک جو سب سے افضل اور بہتر تھے جیسا کہ
گذر چکا اور متاخرین اُنکے بعد کے لوگ تو اب چونکہ
جھوٹ ظاہر ہونیکا زمانہ ہی اور صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین موجود نہین اسواسطے تمکو
ہر ایک شخص کا اعتبار نہین ہی ❀ اور سواے اسکے
ایسے عالم جن مین اجتہاد کی لیاقت ہو نظر نہین پڑتے
تو اب تمکو ضرور ہی کہ کہین آنکھ موندکے ہر ایک کی
پیروی کرنے مین ایسا نہو جیسا کہ اس شعر و قت مین
مضمون کا حال ہوا ہی کہ ترا ہم کو تو لوٹ کیا مست نے
کو فعل جو تو کا کہنا لمسی فنا ر کے خوف کیواسطے
حکم تا بدستین بالمضمون ... تب سکی قید لگائی ہی اور

حدیث سے بھی ثابت ہو چکا کہ چارو مذہب حق ہین اور
انکی تقلید مین نجات ہی تو اب ہمکو کیا غرض جو شبہ
کی راہ پر چلین اور سواد اعظم یعنی مسلمانون کی بھاری
جماعت سے خلاف کرین کیونکہ تمام فقہین حرمین
شریفین وغیرہ اسلام کے ملک کے اس پر متفق ہین
کو چار مذہب مین سے ایک کو اختیار کرے ۞ مگر تین
وجہ سے دوسرے مذہب پر عمل کرنا درست ہی اور
وہ تینون وجہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی رحمہ اللہ نے سوالات عشرہ کے چھٹے سوال
کے جواب مین لکھا ہی اسکو ہم بیان کرتے ہین اور
اسمین بعضے مقام کی شرح بھی کرتے ہین آسانی کے
واسطے اور شرح کی نشانی (ف) لکھتے ہین وہ
جواب چھٹے سوال کا یہ ہی کہ اگر حنفی مذہب بعضے
احکام مین شافعی کے مذہب پر عمل کرے تو تین وجہ مین
سے ایک پائی جاوے تو درست ہی پہلی وجہ یہ کہ
قرآن اور حدیث کی دلیل اسکی نظر مین اس
مسئلہ مین شافعی کے مذہب کو ترجیح دیتے یعنی شافعی
مذہب کی دلیل قوی معلوم ہو (ف) مگر اسمین دریافت
کرنیکو بہت علم درکار ہی دوسری وجہ یہ کہ کسی نیکی

میں اگر تیار ہو کر جا نہیں سکے تو جب [illegible] گئے بغیر گندا رہ
نیوں جس طرح سے اپنی ملک میں پانی کا [illegible] اتنے جنگی
تھی بستیوں میں [illegible] میں اگر کوئی ایسی چیز ہوتی ہے تو اسکا
پانی نکالنا ہوتا ہی تب وہ پاک ہو [illegible] آپ بھی گو میں
گاؤں میں [illegible] پڑے اور رہتا ہی کا لکڑی [illegible] احتیاط دیکھے اور
آپس میں کوئی کا [illegible] مالک نہیں تھی جو آپ سکو [illegible]
دیکھے تو پوچھے تو غسل آپ میں پانی سے کس طرح کرے اور اسی پانی
کو کہاں [illegible] میں کس طرح خرچ [illegible] اور طرح
کے لیے سے [illegible] کے مطابق [illegible] کرتے اور اس
کے پیچھے کا پانی ذرا نیچے خرچ میں لاوے کیونکہ آگے [illegible] برکات دو قل
[illegible] اور پیسا ہی بھی بہت سی کم خرچی فرض ہے میں
[illegible] ایک [illegible] کا ہوتا ہی اور
مشابہت ایک [illegible] سے گھر [illegible] جب گھر آ [illegible]
[illegible] مشہور ہے [illegible] بعد قول پانچ گھر [illegible] برابر
[illegible] جس طرح سے مقصود کا سبیل (رب) مقصود
کہتے [illegible] آدمی کی [illegible] معلوم [illegible] مقصود
کی جو بات [illegible] ہیں آپس
مقصود کی عمر [illegible] ہو گئے کے [illegible] جس
کی ہو گی [illegible] نکاح نہیں کر سکی [illegible] میں

چار برس کے بعد نکاح کر سکتی ہی سو جب کسی مفقود
کی عورت پر کمال تنگی ہو کر بغیر نکاح کے گذارا نہو
تب مالکی مذہب پر عمل کرنا درست ہی جیسا کہ
شرح وقایہ مین نفقہ کے باب مین اسیطرح کا مسئلہ
لکھا ہی اُسکا خلاصہ یہہ ہی کہ جب مرد جورو کو نفقہ یعنے
روٹی کپڑا نہ دے سکے تو حنفی مذہب مین تو یہہ ہی
کہ مرد کی محتاجی کے سبب سے عورت کو نہ چھڑواوین
بلکہ عورت کو حکم کرین کہ مرد کے نام سے قرض
لے لیکر کھاوے پیوے اور اُسکا ادا کرنا مرد کے ذمہ پر
لازم ہو اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہہ ہی کہ اس
صورت مین قاضی چھڑوا دے تو ہمارے عالمون نے
بھی آسانی کے واسطے حکم دیا کہ قاضی کسی شافعی
مذہب کو اپنا نائب کر دے تاکہ وہ نائب دونو کو
جدا کر دے کیونکہ ہمیشہ کون قرض دیگا اُسکو خرچ
کا ہر روز درکار اور قرض ملا ملا نہ ملا تو اس صورت
مین عورت پر کمال تنگی ہوگی اسیواسطے ضرر
سے دوسرے مذہب پر عمل کرنا درست ہوا تیسری
وجہ یہہ کہ ایک شخص صاحب تقوی ہو اور اُسکو
اپنے عمل مین احتیاط منظور رہو اور کسی مسئلہ مین

امام شافعی کے مذہب مین احتیاط پاوے جسطرح
جیسے دو سیر سے زیادہ صدقہ دینا (ف) یعنے صدقہ فطر کا
حنفی مذہب مین گیہون دیوے تو دو سیر سے کچھ کم
دینا ہوتا ہی کیونکہ آدھی صاع دو سیر سے کچھ کم
ہوتی ہی تو اِس صورت مین اگر دو سیر سے زیادہ دیا تو
کچھ قباحت نہوئی بلکہ احتیاط ہوئی ۞ یا جسطرح سے
طاؤس کا گوشت نہ کھانا (ف) حنفی مذہب مین
طاؤس یعنے مور کا گوشت حلال ہی اور شافعی مذہب
مین حرام ہی اگر نکھایا تو کچھ قباحت نہوئی بلکہ احتیاط ہوئی
علی ہذا القیاس اور جیسے احتیاطی ۞ لیکن ان تینون
وجہ مین دوسری شرط بھی ہی اور وہ شرط یہ ہی کہ
تلفیق نہو جاوے یعنے دونون مذہب کے مل جانے کے سبب
سے ایسی صورت نہ پیدا ہو جاوے جو دونو مذہب
مین ناروا ہو جسطرح سے فصد لینے کو وضو کا توڑنے والا
جانے (ف) جیسا کہ حنفی مذہب مین ہی ۞ پھر اسی
وضو سے (ف) یعنے وضو کے بعد فصد لیکے پھر اسی
وضو سے امام کے پیچھے نماز بغیر الحمد پڑھے ادا کرنے
کہ یہ نماز دونو مذہب مین درست نہوگی وضو تو حنفی
مذہب کے بموجب نادرست ہوا اور نماز شافعی مذہب

بموجب نادرست ہوئی (ف) کیونکہ شافعی مذہب مین امام
کے پیچھے بھی الحمد پڑھنا فرض ہی اور اگر اِس تینون
وجہ کے سوا حنفی مذہب کی اقتدا چھوڑ کے شافعی
مذہب کی اقتدا کیا یا شافعی مذہب کی اقتدا چھوڑ کے
حنفی مذہب کی اقتدا کیا تو یہہ اقتدا کرنا مکروہ ہی حرام
کے قریب اِسواسطے کہ یہہ دین مین کھیل ہی ❊ اور
حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ بھی اسی تینون
وجہ سے دوسرے امام کی تقلید کرنا شرح سفر السعادت
مین لکھتے ہین وہ یہہ ہی کہ ایک جماعت عالمون کے
اسپر متفق ہین کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب
مین جانا اپنے نفس کی خواہش اور حرص کی
تابعداری کے واسطے اور کسی بعضی مین رخصت
ڈھونڈھنے کے واسطے یعنی اپنے مذہب مین کوئی حکم
ہوا اور اُس حکم کے بجالانے کو دل نچاہے تو اُس حکم
مین عمل نکرنے کی رخصت ڈھونڈھنے کے واسطے
دوسرے مذہب مین جانا درست نہو (ف) مثلا حنفی مذہب
مین زیور مین بھی زکوۃ دینا ہوتا ہی اور شافعی مذہب
مین نہین تو زیور مین زکوۃ نہ دینے کی رخصت چاہے
کیواسطے شافعی مذہب مین جانا درست نہو اگر

ثابت ہو کہ اسکے اعتبار دونوں دوسرے مجتہد کے
مذہب کے حق ہونے کی دلیل بہت قوی معلوم ہو اور
اسکو افضل جانے ۞ یا یہہ کہ احتیاط اور تقوی دوسرے
مذہب میں زیادہ پاوے (ف) اور اسکو بھی عامہ درکار
ہے ۞ یا یہہ کہ کسی سختی معاملہ آ پڑے کہ حرج میں گرفتار
ہو اور دوسرے مذہب میں رجوع کرنے بغیر اس
سختی اور حرج سے مخلصی نپاوے تو ایسی صورت
میں ضرورت کے سبب سے دوسرے مذہب میں رجوع
کرنا درست ہو ۞ دوسرا سوال ۞ جناب شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی رحمہ اللہ کے لکھنے سے کیا پوچھا گیا اگر
کوئی شخص قرآن پڑھا اور حنفی مذہب رفع یدین کرنے
تو کیا اسکو رفع یدین کرنا درست ہے یا نہیں ۞ جواب ۞
آپکے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے فعل مکروہ
تحریم حرام سے کیا کیونکہ انھوں نے تین وجہ سے اپنے
امام کے سوا دوسرے مجتہد کی تقلید درست لکھا ہے
معلوم نہیں ہوتا ان تینوں وجہ پائی گئی کیونکہ رفع یدین
نہ کرنے کے سبب سے کچھ تنگی میں گرفتار نہیں ہے اور
نہ رفع یدین کرنے میں تقوی اور احتیاط ہے اور یہہ شخص
قرآن پڑھا ہے اب جو قرآن حدیث کی دلیل سے رفع

یدین کی ترجیح بھی نہ معلوم ہوگی تیسرا سوال اگر
کسی عالم سے سنا کہ رفع یدین کی حدیث کو ترجیح
ہی تب اگر کسی ان پڑھے شخص نے سنت جان کے
رفع یدین کیا تو کیا قباحت ہی بڑا غضب ہی کہ سنت
پر عمل کرنا بھی حرام ہوا ❁ جواب ❁ جناب شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی رحمہ اللہ پر بھی طعن شروع ہوا سو اب
ہم انکی طرف سے جواب دیتے ہیں اور حقیقت میں اس
سوال کرنیوالے کی نیت بخیر نہیں ہی فقط عوام کے
دل میں وسواس ڈالنا منظور ہی کیونکہ جب عوام
یہ سنا کہ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے سنت کو حرام
لکھا ہی تب بے شبہہ آپسے بد اعتقاد ہونگے تو
اسواسطے ہمکو اس سوال کا جواب بخوبی دینا
پڑا اب ہمارے جواب کو صاف دل سے سنو تو
یہ ہی ❁ کہ اب اسوقت جھوٹ ظاہر ہونیکا زمانہ ہی جیساکہ
اوپر دوسری آیت کے پہلے فائدے میں جو حدیث
حضرت عمر ابن خطاب کی روایت سے لکھ چکے ہیں
اسے صاف ظاہر ہی تو اب ایسے وقت میں آنکھ
موندے ہوئے ہر ایک کے کہنے سے اپنے امام کی تقلید
کو وہی موافق حدیث اور قرآن کے ہی چھوڑتے

مین خبر نہین ہی کہین کل کو پھر دوسرا شخص دوسرے مسئلے
کو ترجیح دیدے تو پھر اسکو بھی چھوڑنا پڑے
تو دین کیا ہوا لڑکون کا کھیل ہوا ۞ اور ایسی رفع یدین
کے مسئلے مین بھی اسوقت کے عالمون کا اتفاق نہین
ہی کوئی رفع یدین کا حکم دیتا ہی اور کوئی رفع یدین
نہ کرنیکا حکم دیتا ہی اور ایسے آن پڑھے کو علم نہین جو
آپ دریافت کرے کہ کسکا قول قوی ہی اور کسکا قول
ضعیف تو جیسا کہ دونون اماموں کے قول کو دریافت
نہین کر سکتا تھا کہ کون قوی ہی اور کون ضعیف
تو یہی بات یہان بھی درپیش ہوئی ۞ تو ایسے اس
مشکل کی صورت مین جسطرح عثمان کو نمازپ سے
سخت جان کے کرتا تھا آپکو کیون نہ ترک کرے ۞
باقی اب جو کوئی سوال کرے کہ ہم تو قرآن پر چلینگے
قرآن حدیث سے مسئلہ آپ نہین سمجھ سکتے اور
عالمون مین اختلاف پڑا ہی اور بہر وقت جستجو ظاہر
نہ ہونیکا ہی تو احد دین کے احکام کسطرح بجا لاوین ۞ تو
انکا یہ جواب ہی کہ اسوقت مین ایسی حدیث پر عمل
کرتو جسمین بر ترتیب عالمون کا اتفاق ہی اور وہ حدیث
نبوی حضرت عمر ابن خطاب کی حدیث ہی جسکو ہم

دوسری روایت کے پہلے قایم ہے ہیں جو بالترجمہ کر کے
لکھہ چکے ہیں اور اُس حدیث کا خلاصہ ہی کہ جب صحابہ
اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے چکے بعد جھوٹھ
ظاہر ہوگا اور جھوٹھی قسم کھانیوالے اور جھوٹھی
گواہی دینے والے لوگ ظاہر ہو جائینگے تب اُسوقت دین
جسکو بہشت کا افضل مکان خوش لگے یعنے جو کوئی اپنی
نجات چاہے تو اُسکو چاہئے کہ مسلمانوں کی جماعت
اختیار کرے اور جس طرف بہت سے عالموں اور
مسلمانوں کا اتفاق ہو اُسی طرف آپ بھی جاوے
اِسواسطے کہ جماعت چھوڑتے والے کے ساتھہ شیطان
ہی ❀ تو بس اب اِس رفع یدین کے مسئلہ میں
بھی تحقیق کرے کہ حرمین شریفین و غیرہ اسلام کے ملکوں
کے عالمین کس راہ پر ہیں وہی راہ اختیار کرے اور
جماعت سے چھوٹ کے شیطان کا ساتھی نہ بنے اور
مسلمانوں کی جماعت اور سواد اعظم کی پیروی کرے
کی اور بھی حدیثیں تیسری روایت میں اُنھیں کے
انشاء اللہ تعالی ملاحظہ ہی کہ تمام عالمین حرمین
شریفین و غیرہ اسلام کے ملکوں کے اِس
بات پر متفق ہیں کہ چار اماموں کا مذہب موافق

کتاب اور سنت کے ہی چاروں میں سے ایک کی تقلید
کرنے میں نجات ہی اور جسکو اجتہاد کی لیاقت ہی وہ
قرآن حدیث پر آپ سمجھ کے عمل کرے اور جسکو یہہ
بات نہیں حاصل ہی وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے ※ تو اب
جو کوئی آدھ پڑھا اِس جھوٹ کے زمانے میں اپنے
امام کی تقلید چھوڑیگا تو اُسنے سواد اعظم اور مسلمانوں
کی جماعت کی پیروی چھوڑ دی اور جن حدیثوں میں
سواد اعظم اور جماعت کی پیروی کرنے کا حکم ہی
اُسنے اُن حدیثوں کا حکم نہ مانا اور حدیث کا حکم نہ ماننا
بیشک حرام ہی تو اب حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا لکھنا ٹھیک ہوا
بولو تو سہی اُن پڑھ اب شاہ عبد العزیز پر طعن کرکے کیا
ملا ※ باقی یہہ جو کہا کہ بڑا غضب ہی کہ سنت پر عمل کرنا
بھی حرام ہوا تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ سنت پر
عمل کرنیکو نہیں حرام کہا بلکہ اِسنے جو اپنے نفس
کی خواہش بموجب وہ سنت کو ترک کیا اُسکو
حرام کہا یعنی سنت یہہ کہ پہلے جو رفع یدین نہ کرتا تھا وہ بھی
سنت تھا سو اُسنے اُسکو بغیر ضرورت کے چھوڑا
اور دوسرے سواد اعظم کی پیروی کرنا جو سنت

بابت واجب ہی اسنے اسکو ترک کیا ❁ اور
سوا سے اسکے یہہ شخص آن پہونچا جو بغیر رفع یدین
کے آگے سے نماز پڑھتا تھا اسکے سنت ہونے پر
سبکا اتفاق ہی یہان تک کہ رفع یدین کرنیوالے بھی کہتے ہیئن کہ
رفع یدین نکرنا بھی سنت ہی تو اس شخص کے حق مین
رفع یدین نکرنا بالاتفاق سنت ہوا اور اسکے حق کے
مین رفع یدین کے سنت ہونے مین خلاف ہوا تو اب
جس سنت پر سبکا اتفاق ہو یہان تک کہ رفع یدین
کرنیوالے بھی اسکو سنت کہین تو اس سنت کو بغیر
ضرورت کے چھوڑنا اور ایک اصحاب کی پیروی
کرکے اور نجات کی راہ پاکے پھر شک اور شبہہ
مین پڑنا اور اپنے پانئون تھوکر کھاتے پھرنا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مصلحت کے واسطے
اپنے فعل مین اختلاف کیا کہ جسمین امت کیواسطے
دین کے کام مین کشادگی ہو اور امت تنگی مین نہ پڑے مین
اس مصلحت کے خلاف کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فعل کو کسی شخص بے جہت دانا بے شک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرنا ہی ❁
اب ایک بات ترے فائدے کی ہی اسکو یاد

ہے کہ نہ جانے وہ یہی کہ اس پر آنحضرت کا عمل معلوم ہو جائے کہ جہاں
کہیں دونوں کا فیصلہ موافق قرآن اور حدیث کے ہے اور اگر
اختلاف ہو تو کسی وجہ سے بھی خوب دریافت ہو چکی کہ
جیسے امام نے جس صحابی کی حدیث پایا اسی پر
عمل کیا چنانچہ چاروں اماموں کے مذہب کی حقیقت
حدیث کی کتابوں میں موجود ہے تحقیق ہو چکی ہے جیسے کہ
کہا گیا ہے بعض لوگ مثلاً بسم اللہ آہستہ پڑھنا امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے تو اسکے
موافق عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
جامع ترمذی میں حدیث حسن موجود ہے اسکے بعد اسمیں
یہ بھی لکھا ہے کہ علماء صحابیوں کا جیسے ابوبکر عمر عثمان
علی اور سوا انکے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور تابعین کا
الحسن بصری وغیرہ کا اور سفیان ثوری اور ابن
مبارک اور احمد اور اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے یہ
لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز بلند پڑھنا
درست نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ بسم اللہ اپنے جی میں
کہے یعنی چپکے کہے ❁ اور بسم اللہ بآواز بلند پڑھنا
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے تو
اسکے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

حدیث ضعیف جامع ترمذی مین موجود ہی اور اسمین یہہ بھی لکھا ہی کہ عالم صحابہ کا مثل ابو ہریرہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر کے اور تابعین کا اسپر عمل ہی وہ لوگ بسم اللہ بلند آواز سے سنت جانتے ہین اور امام شافعی اور اسمعیل ابن حماد کا یہی مذہب ہی ❁ یا مثلا امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی حدیث حسن صحیح عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی مین موجود ہی اور یہہ امام شافعی کا مذہب ہی ❁ اور الحمد نہ پڑھنے کی حدیث حسن صحیح جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی مین موجود ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہی ❁ یا مثلا حدیث رفع یدین کی حسن صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے جامع ترمذی مین موجود ہی اور یہہ مذہب امام شافعی کا ہی ❁ اور رفع یدین نکرنیکی حدیث حسن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے اُسی جامع ترمذی مین موجود ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہی ❁ تو اب اس صورت مین جسکے مذہب کو اختیار کیا اتباع سنت کی ہوئی اور جسکے مذہب سے انکار کیا سنت سے انکار کیا ❁ تو جب یہہ بات سمجھہ مین آگئی تو اب

دیکھو کہ جو شخص شافعی مذہب رفع یدین کرتا تھا وہ سنت پر عمل کرتا تھا اور اب جو رفع یدین کو چھوڑا تو سنت کو چھوڑا اسی واسطے اُسکو پکڑینگے کہ تونے اُس سنت مین کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا اور جو شخص حنفی مذہب رفع یدین نکرتا تھا وہ سنت پر عمل کرتا تھا اور اب جو رفع یدین کرکے رفع یدین نہ کرنے کی سنت کو چھوڑا تو اسیواسطے اُسکو پکڑینگے کہ تونے اُس سنت مین کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا تو اب چھوڑنے والے نے ظلم کیا جسنے سنت کو چھوڑ دیا بوجھنے والے کا کیا قصور اُسکی نیت تو بخیر ہی وہ چاہتا ہی کہ لوگ سنت پر ثابت رہین اور اُسکو اپنا مضبوط پکڑین کہ چھوٹنے نہ پاوے جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ چنگل سے پکڑو میری اور میرے خلیفون کی سنت اور اُسکو خوب زور سے دانتون سے پکڑو کہ چھوٹنے نہ پاوے اور یہہ حدیث تیسری ہدایت مین آویگی انشاء اللہ تعالی تو اب جس شخص نے ایک سنت کو پکڑا اور پھر چھوڑ دیا تو اُسنے اُس حدیث کا کام نکیا کیونکہ اُس حدیث مین تو یہی حکم ہیکہ جس سنت کو تھامے اُسکو

ایسا مضبوط تھا مجھے کہ چھوٹتے پنا و بیٹے اور اسنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطلق پاس نکیا
اور بے سمجھے بوجھے سنت کو چھوڑ دیا ❋ تو اب اس
صورت میں اگر سنت چھوڑنے کو حرام کہا تو
کیا غضب کیا بلکہ بڑا غضب اُسنے کیا جسنے
کسی بیچارے سے سنت چھڑوایا ❋ اب اس صورت
میں حضرت شاہ عبد العزیز وغیرہ عالمین حق پر ہیں
اور جو فقہا اس صورت میں تعزیر تجویز کرتے
ہیں وہ بھی حق پر ہیں کیونکہ وہ سنت چھوڑنے پر
تعزیر کرتے ہیں اور ہم جیسے لوگ سنت چھوڑنے سے
منع کرنیوالے ہیں سب حق پر ہیں اور سنت کے تابع
اور جیسے لوگ سنت کو چھڑواتے ہیں مثلا رفع یدین
نہ کرنے کی سنت چھڑواتے ہیں وہ سب ناحق پر ہیں
اور سنت کے دشمن ❋ ہاں اگر ہم لوگ شافعی
مذہب والے کو جو پہلے سے رفع یدین کرتا تھا رفع
یدین سے منع کریں تو البتہ ہماری طرف سے ظلم ثابت
ہو ❋ تو اب جو بعضے نادان کہتے ہیں کہ دیکھو صاحب جو
لوگ داڑھی مونڈاتے ہیں اُنکو کوئی کچھ بھی نہیں
کہتا اور جو کوئی رفع یدین کرتا ہی اُسکو لوگ پکڑتے

ہیں سو اُنکا بھی جواب بخوبی ہوگیا۞ اب ایک بات اور
بھی سنا چاہیئے بڑے فائدے کی ہی وہ یہہ ہی کہ ہم لوگ
داڑھی مونڈانے سے بھی منع کرتے ہیں اور دوسری
سنت کے چھوڑنے سے بھی اور جیسا داڑھی
رکھانیکا حکم کرتے ہیں ویسا دوسری سنت پر عمل
کرنیکا بھی حکم کرتے ہیں فقط فرق اتنا ہی کہ جو کوئی داڑھی
رکھاکے مسجد آتا ہی اُسکو دیکھ کے سبکو تعجب آتا
ہی اور ساری خلق اُسکو تحقیر کرتی ہی کیونکہ اُسنے
ایک سنت کو احیا کرکے چھوڑ دیا ہی اسیطرح
سے دوسری سنت کو احیا کرکے چھوڑ دینے میں بھی
سبکو تعجب آتا ہی سبحان اللہ حق آیا و باطل
نکل بھاگا مومنوں خوش ہوا اور کہو لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ۞ اب ہمکو اُن نادانوں سے خوف
ہی کہ کہیں کوئی عالم بموجب حدیث کے کہے کہ پانچ
وقت اور جمعہ کے سوا عیدین کی نماز اور جنازے
کی نماز اور جمعہ کی سنت کے واسطے او مسجد فرض
میت کے اذان کہنا منع ہی تو یہہ لوگ بہت غصہ کرکے
بیٹھیں کہ بڑا غضب ہی اِنہوں نے اذان بھی منع کیا ۞
یا کوئی عالم کہے کہ جمعہ دوسری لیکے تم اپنی طرف سے پڑھتا

منع ہی اور رکوع مین قران پڑھنا منع ہی تو کہین یہہ
نہ کہہ بیٹھین کہ بڑا غضب ہی انھون نے قرآن
شریف پڑھنا بھی منع کیا ❊ یا کوئی عالم کہے کہ اذان اور
اقامت کے آخر مین فقط لا الہ الا اللہ کہو محمد رسول اللہ
نہ کہو کیونکہ حدیث مین ایسا ہی آیا ہی محمد رسول اللہ
کی شہادت تو اذان اقامت کے اندر ہو چکی اب
یہہ مقام عبادت کا ہی یہان فقط لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم ہی
تو کہین یہہ نہ کہہ بیٹھین کہ بڑا غضب ہی انھون نے
محمد رسول اللہ کہنے سے بھی منع کیا ❊ اب حقیقت یہہ ہی
کہ رفع یدین کرنا اذان کہنا قرآن پڑھنا محمد رسول اللہ
کہنا کوئی مسلمان کب منع کریگا مگر جس سبب
سے اور جس مقام مین جس کام کا منع شرع مین
پاویگا اُسکو البتہ منع کریگا اسطرح کے بہت
سے مسائل ہین کہان تک لکھین دیکھو نماز بڑی عبادت
ہی اور قرآن شریف مین اُسکے واسطے کسقدر
تاکید ہی سو نشے کی حالت مین قرآن ہی مین اُسکا
منع ہی اور ٹھیک دوپہر اور آفتاب نکلتے اور ڈوبتے
وقت حدیث مین نماز سے منع آیا ہی تو اب جو کوئی کہے
کہ قرآن حدیث مین نماز منع ہی تو اُسکی بات کوئی

عقل منڈانا قبول کرے گا پس عقل منڈانا اور دینار
کے واسطے اسقدر کفایت ہی ❁ اور یہہ جو بعض مذہب
والے کہتے ہیں کہ ہمنے سنت ترک کیا ہی بلکہ ہم
دونوں کو سنت جانتے ہیں کبھی وقت رفع یدین
کرتے ہیں اور کسی وقت نہیں کرتے تو اس مین کیا
قباحت ہی جیسے سر کا بال رکھانا بھی سنت ہی
اور منڈانا بھی سنت ہی تو کبھی رکھا یا اور کبھی منڈایا
تو اسمین کیا قباحت ہی ❁ سو اسکا جواب یہہ ہی کہ
یہہ طریقہ صحابہ سے ثابت نہیں بلکہ اسکے الٹا ثابت
ہی یعنے جس صحابہ نے جو فعل اختیار کیا اسکو زندگی
بھر نباہا اور ہمکو صحابہ کے طریقہ پر چلنے اور انکی
پیروی کا حکم ہی تو یہہ طریقہ صحابہ کے خلاف ہوگا اور
سواد اعظم سے بھی یہی ثابت ہی کہ ایک طریقہ اختیار
کرلے تو یہہ طریقہ سواد اعظم کے بھی خلاف ہوگا ❁ باقی
رہا سر کے بال کا مسئلہ سو اسمین حضرت نے خود
اختیار دیا ہی کہ چاہو منڈاؤ چاہو رکھاؤ تو اسے ایسے
زمین آسمان کا فرق ہی جیسا کہ مشکوة مصابیح مین
باب الترجیل کی پہلی فصل مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہی کہ انہوں نے کہا ان النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ
بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اِحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا
كُلَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیکھا ایک لڑکے کو کہ بعض مونڈا ہوا تھا اُسکا
تھوڑا اسر اور چھوڑا ہوا تھا اُسکا تھوڑا سو منع
کیا لڑکے کے مالکوں کو اِس کام سے اور فرمایا
کہ مونڈ ڈالو تم لوگ تمام سر کو یا چھوڑ دو تمام سر کو روایت
کیا اِسکو مسلم نے * اب ہم زیادہ کیا کہین داستا
کہتے ہین کہ اپنے اوپر مہربانی کر سکے بغیر علم کے اجتہاد
کرنے سے باز رہو * اور اگر ہو سکے تو اِسیطرح کئی
حدیث قولی سے یہہ مضمون نکال دو کہ کسی وقت
رفع یدین کرو اور کسی وقت رفع یدین نکرو تا کہ
تمھارا اضطراب ثابت ہو * چوتھا سوال اگر کوئی شخص
حنفی مذہب حدیث صحیح اپنے مذہب کے مخالف
پاوے تو اُسپر اپنی سمجھ کے موافق عمل کرے یا نہین
اور عمل کرنے سے تو حنفی باقی رہے یا نہین جسطرح سے امام
ابو یوسف اور محمد نے اپنے استاد کے مذہب کے
خلاف حدیثون پر اپنی سمجھ کے موافق عمل کیا اور پھر
حنفی باقی رہا ہے * جواب * اسکا جواب تو پہلے سوال کے

سو آپ میں بخوبی معلوم ہوا کہ اسباب اجتہاد جو بیان کرنے
کے نہیں ہو سکتا پس جو ابھی لکھتے ہیں کہ ان جیسے شخص
کو امام محمد اور ابو یوسف رحمہما اللہ کی طرح حدیث
سمجھنے اور پہچاننے آتا ہو اور وہ شخص حدیث صحیح اپنے
مذہب کے مخالف پاوے تو آپ اس حدیث پر اپنی
سمجھ کے موافق عمل کرے اور اپنے حدیث کو جان
و دل سے قبول کرے ❀ باقی جس قدر علم ہونے
سے حدیث اور روایت کو پہچان آتا ہے اسکا بیان تیسرے
فائدہ میں گذر چکا سو جس شخص کو اس قدر علم ہوا اور ناسخ
منسوخ صحیح ضعیف وغیرہ بخوبی پہچانتا ہو اور حقیقت
میں ایسے ہی شخص کو مجتہد کہتے ہیں تو ایسے شخص کو
جب یہ یقین ہو جاوے کہ بیشک یہ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے اگر آپ پر اپنی سمجھ کے موافق
عمل نہ کرے تو اللہ کو کیا منہ دکھاوے ❀ جب مجتہدوں
کی اچھا ذکی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت سے کرتا ہوتا ہے اسواسطے کہ انھوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اجتہاد کیا ہے پس جب
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر کیوں
نہ عمل کرے گا ❀ اور اسی سے ہی شخص کو اسلئے

اجتہاد کیر نیکا سب کا اتفاق ہی ❁ بلکہ جاہل کے واسطے
مثل مشہور ہی کہ حلوا خوردن ترا روی باید ❁ پہلے امام
ابو یوسف اور امام محمد کے برابر علم حاصل ہونے کی تدبیر
مناسب ہی بعد اسکے دعویٰ اجتہاد کا کر لینا ❁ دیکھو
امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ جو شاگرد تھے
امام اعظم رحمہ اللہ کے اُنکو جو حدیث پہچاننے کا علم
حاصل تھا اور اُنھون نے اپنے استاد کے خلاف
ہونے کی دہشت نکیا اور حدیث پر اپنی اجتہاد موافق
عمل کیا تو اُنکے اجتہاد کرنے کا کوئی شکوہ نہین کرتا
اور نہ اُنکو کوئی حنفیت سے باہر سمجھتا ہی بلکہ مثل
امام ابو حنیفہ کے اُنکی بھی پیروی سب کوئی کرتا ہی
اور اُنکو بھی حنفی سمجھتا ہی اور اُنکو حنفی سمجھنے کی یہی وجہ ہی
کہ اُن صاحبون نے حدیث پر عمل کرنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ
سے سیکھا اور اُنھین کے سکھائے قاعدون اور
اُنھین کے مذہب یعنی قرآن حدیث پر عمل کرنے کے
طریقہ بموجب حدیث پر عمل کیا اسیواسطے وہ
لوگ بھی حنفی کہلائے اور اُن صاحبون کے مقلد
کو کوئی ابو یوسفی اور محمدی نہین کہتا بلکہ حقیقت
مین وہ بھی حنفی ہین اور اُنکا مقلد بھی حنفی اب اس

درست نہین جو بعضے نادان لوگ کہتے ہین کہ
جب بعضے مقام مین تقلید امام ابو یوسف کی کیا
تو ابو یوسفی اور امام محمد کی کیا تو محمدی ہو گیا
اور حنفی نہ باقی رہا سو انکا جواب بھی ہو گیا کیونکہ ان
اماموں کا مذہب یعنی حدیث قرآن پر عمل کرنے اور
اس سے مسئلے نکالنے کا طریقہ اور قاعدہ وہی ہی جو امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تھا جیسا کہ فقہ کی کتابوں اور
اصول فقہ سے ظاہر ہوتا ہی خلاف دوسرے اماموں
کے کہ انکا قاعدہ اور طریقہ دوسرا ہی ❊ غرض کہ ہمارے
اور نئے مذہب والوں کے درمیان میں یہی فرق ہی کہ
وہ کہتے ہین کہ ہر کوئی جاہل ہو خواہ عالم جو حدیث و
قرآن سے آپ سمجھے آپ پر عمل کرے ❊ دوسروں
کی سمجھ کی پیروی نکرے اور ہم کہتے ہین کہ جسکو
حدیث قرآن کا علم ہو وہ آپ پر آپ سمجھکے عمل
کرتے اور جسکو علم نہو وہ کسی مجتہد کی پیروی کرکے
اسکے واسطے اسلیئے آپ پر عمل کرنے کیونکہ
جسکو معلوم ہو انکے لئے اسلیے یہی حکم ہی کہ علم
والوں کی پیروی کرنے جیسا کہ یہ مضمون خود وہین
سے پاسکتے ہو نحل کی آیت سے صاف ظاہر ہی

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو تم
علم والون سے اگر تمکو معلوم نہین ❁ تیسرے فائدہ
مین اِس کا بیان اوپر بخوبی گذر چکا ہی ❁ سو جس شخص کو
علم نہین ہی اور وہ مجتہدون کی پیروی سے انکار کر
ہی بلکہ چاہتا ہی کہ اپنی عقل کے موافق حدیث
قرآن پر عمل کرے اُسکی مثل ویسی ہی ہی جیسے
ایک قافلہ سپاہیون کا حج کے واسطے سوار اور پیا
پیادہ عرفات کی طرف دوڑا چلا جاتا ہی اِ سواسطے
کہ حج کا ایام قریب آ پہنچا ہی جلد نہ جاوے گا تو حج سے
محروم رہیگا اور ایک لنجا بھی عرفات پر جانے کا قصد
رکھتا ہی اُسکو قافلہ کے لوگون مین سے رحم کھا کے
کسی نے کہا کہ آ میرے اونٹ پر بیٹھ لے کسی نے کہا
کہ آ میرے گدھے پر چڑھ لے اور وہ لنجا کسی کی نہین سنتا
اور سمجھتا ہی کہ میر النجا پاؤن کسی کے اچھے پاؤن اور
کسی کی سواری سے کم نہین اور چاہتا ہی کہ وہ سب کے
سب سے آگے پہنچون اب بھلا وہ لنجا کس طرح پہنچیگا
کاش کہ لنگڑا ہی ہوتا تو شاید پہنچتا یہان تو دونون
پاؤن ٹوٹے ہین اور سمجھ بھی ایسی ہی ❁ حضرت
مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ نے

صراط المستقیم میں عجب پاکیزہ مضمون لکھا ہی کہ چارو
مذہب کی تقلید اور حدیث پر عمل کرنے دونو کی
خوبی اُسمیں بیان کیا ہی اور حق یہی ہی کہ حدیث
قرآن فقہ کیکو یہ کام نسمجھے بلکہ سب پڑھیں کر سے
کہ ایک زمانہ کے ساتھ یعنی جسکے واسطے جسطرح
سے شرع میں عمل کرنیکا حکم ہی اُسطرح پر عمل کرے
کہ اپنی عقل اور خواہش کے موافق عمل کرے ۞ اب
اُس مضمون کو شرح کے ساتھ ہم لکھتے ہیں سو
وہ مضمون یہ ہی ۞ اجمال میں تابعداری چارو مذہب
کی جو تمام اہل اسلام میں رایج ہیں بہت خوب اور
بہتر ہی (ف) یعنے چارو مذہب کی تقلید لی خولی شرع کے
حکم سے ثابت ہی اور نہایت خوب ہی اور موجب
نجات کا اُسکو کوئی بدعت نسمجھے اور اُسے بیزار نہ
ہووے ۞ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو
چار و مجتہدون میں سے ایک ہی کے علم میں منحصر
نسمجھے (ف) یعنے یہ نسمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علم فلانے ہی کو ملا اور دوسرے مجتہدون کو
نہین ملا ۞ کیونکہ اِس صورت میں دوسرے مجتہدون
کے مذہب سے بد اعتقادی ٹھہرے گی گویا اُسنے اُنکے

مذہب کو آنحضرت کے علم کے خلاف سمجھا اور ایسا کبھی نہین ہی ❁ بابائے چار مذہب موافق علم نبوی کے ہین جیسا کہ آگے فرماتے ہین ❁ بابائے علم نبوی تمام عالم مین پھیل گیا (ف) یعنی علم نبوی کو صحابہ نے پھیلایا اور وقت کے تقاضے بموجب ہر کسی کو پہنچا (ف) یعنی جس شخص کو جس اصحاب سے ملاقات ہوئی اُسنے اُس اصحاب کے پاس جو علم نبوی تھا اُسکو حاصل کیا اور وہ سب حق تھا جیسا کہ اسکا بیان دوسری ہدایت کے پہلے فائدے مین خوبی لکھ چکے ❁ پھر بعد صحابہ کے جب کتابین تصنیف ہوئین تب وہ سب علم اکٹھا ہوئے (ف) یعنی اب حدیث کی کتابون مین سب صحابہ کی روایت کی حدیث جمع ہین تو اب جس مسئلے مین کہ حدیث صحیح اور صریح یعنی جسکے معنے کھلے اور صاف صاف ظاہر ہون اور غیر منسوخ پاوے تو اُسمین کسی مجتہد کی پیروی کرے (ف) محمدث رحمہ اللہ نے یہ بات اُن عالمون کے حق مین فرمایا ہی جنکو حدیث پہچاننے اور سمجھنے کا علم حاصل ہی کیونکہ ان پڑھا حدیث صحیح صریح غیر منسوخ کس طرح پہچانے گا اور کہان سے پاوے گا تو بس جسکو

اسقدر علم حدیث قرآن سمجھنے کو درکار ہی حاصل ہو اور وہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پاوے تو اُسکو دست اُسپر عمل کرے ❁ اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا سمجھے اور اُنکی محبت دل میں رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم جانے کیونکہ وہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے یاد رکھنے والے ہیں اور گویا ایک قسم کا فائدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا حاصل کرکے مقبول جناب رسالتماب کے ہوئے ہیں اور مقلد لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدوں کی خوب جانتے ہیں اُسکے بیان کے محتاج نہیں ہیں۔ یہاں تک صراط المستقیم کا مضمون ہی ❁ اور وہ کتاب حضرت مرشد برحق امیر المومنین سید احمد امام اللہ برکاتہ کے مذہب کے موافق تصنیف ہوئی ہی بالکل اُخیر کے بیان کا ترجمہ ہی سو جو لوگ اُس جناب کے معتقد ہیں اُنکو چار مذہب میں سے ایک کی تقلید واجب ہی کیونکہ تقلید مجتہدوں کی جو واجب ہی دوسرے پیر طریقت نے تقلید اختیار کیا اِس سبب سے اور واجب ہوگئی کیونکہ پیر طریقت کی تابعداری واجب ہی جیسا کہ تیسیر فتح العزیز سے اُسکا بیان اوپر لکھ چکے ❁

اور جس طرح سے حدیث پر عمل کرنا صراط المستقیم
مین لکھا ہی اُسی طرح سے حضرت شاہ عبد الحق محدث
دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
رحمہما اللہ نے بھی لکھا ہی جیسا کہ اوپر گذر چکا ❁ تیسرا
سوال ❁ کس عالم کی پیروی کرنیکا حکم ہی محدث کی یا فقیہ
کی ❁ جواب اُس عالم کی کہ فقہ حدیث دونو سے
واقف ہو اور حقیقت مین جو فقیہ ہوگا وہ محدث
بھی ہوگا اور جو محدث ہوگا وہ فقیہ بھی ہوگا اب اِس
مقام مین مقالۃ الوصیہ کا مضمون شرح کر کے لکھتے ہین
اُسمین اِس بات کا بھی جواب ہی اور جو بعضے
لوگ نئے مذہب والے شبہہ کرتے ہین کہ اُس رسالہ
مین فقہ پر عمل کرنے سے منع کیا ہی اُنکا بھی جواب ہی
وہ مضمون مقالۃ الوصیہ کی پہلی وصیت مین ہی فرماتے
ہین کہ فروع مین یعنے فقہی مسئلون مین اُن محدث عالمون
کی پیروی کرنا چاہئے جنکو فقہ حدیث دونون کا علم حاصل
ہو اور ہمیشہ فقہی مسئلون کو قرآن حدیث سے
ملانا چاہئے جو اُسکے موافق ہو اُسکو قبول کرنا چاہئے
اور جو اُسکے موافق نہو تو برے مال کو اُسکے مالک
کے حوالے کر دینا چاہئے ❁ یعنے اُس پر عمل نکرنا چاہئے

(ف) یہہ بات مصنف رحمہ اللہ نے عالموں کے حق میں کہا ہے اور اسیکو اجتہاد کہتے ہیں کیونکہ جسکو علم ہوگا تو وہ کسی مسئلہ کو قرآن حدیث کے موافق مخالف کس طرح سمجھا دیگا ❁ اور یہہ بات ہم کئی بار اوپر لکھہ چکے ہیں کہ جسکو قرآن حدیث کا علم ہو وہ مختار ہے کہ اپنے واسطے اجتہاد کرے اور یہی مذہب ہے تمام عالموں کا اسمیں کسیکا خلاف نہیں ❁ پھر فرماتے ہیں کہ امت کو کسی وقت میں فقہی مسئلوں کو قرآن حدیث کے ساتھہ ملانے سے بے پروائی اور فراغت نہیں حاصل ہے (ف) یعنی امت کو لازم ہے کہ ہمیشہ قرآن حدیث فقہ پڑھا پڑھایا کریں اور فقہی مسئلوں کو قرآن حدیث سے ملایا کریں تاکہ فقہ کی خوبی معلوم کریں اور اسکی لذت پاویں اور فقہ کی بزرگی دل میں سماوے کیونکہ جب معلوم کرینگے کہ یہہ مسئلہ فلانی آیت اور فلانی حدیث سے نکلا ہے تب مقدار اسکی عظمت دل میں معلوم ہوگی اسیواسطے فقہا لوگ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں الفو لرسلہ تعالی بالتحو رلہ علیہ السلام یعنی یہہ مسئلہ اللہ تعالی کی اس آیت اور رسول کریم کی اس حدیث سے نکلا ہے جیسا کہ

صاحب ہدایہ وغیرہ فقہا کا دستور ہی اور فقہی مسئلے کو
قرآن حدیث سے ملاتے ہین یہہ بھی معلوم ہو کہ کون
مسئلہ قوی ہی اور کون ضعیف اِس بات ہین
تمام عالمون کا اتفاق ہی اور اسلام کے تمام شہرون
مین یے تینون علم جاری ہین یہہ اِسواسطے فرمایا کہ
لوگ کہین یہہ نہ سمجھین کہ قرآن حدیث فقط تبرک تلاوت
کے واسطے ہی اور عمل کرنیکو جو فقہ کی کتابوتمین
لکھہ گئے ہین وہی کفایت ہی کیونکہ اِس صورت
مین فقہ کی لذت نہ ملیگی اور ضعیف قوی مسئلون کی
تحقیق نہو سکیگی اور یہہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کون کتاب
معتبر ہی اور کون بے معتبر یہہ نہ کوئی سمجھے کہ محدث رحمۃ اللہ
نے کچھہ فقہ کی اہانت کی ہی معاذ اللہ بلکہ آپکی تو یہہ
غرض ہی کہ فقہ بھی پڑھین اور اصول فقہ بھی کیونکہ
جب تک اصول فقہ نہ پڑھینگے تب تک قرآن
حدیث سے فقہی مسئلون کو کسطرح ملاوینگے اور
اصول فقہ کی کتابون مین فقہ کی اصل چار مقرر ہین
کتاب سنت اجماع قیاس تو قرآن حدیث کو بے
کام سمجھنے والا فقہ کی جڑ کھودنیوالا ہی جیسا کہ فقہ کا
منکر قرآن حدیث کے احکام کا ستانیوالا ہی ❊ تو بعض

بہتر راہ یہی ہی کہ دین کے علم میں مشغول رہے اور
علم دین کے تین ہیں قرآن حدیث فقہ جیسا کہ اوپر
پڑھ چکے ۞ پھر آگے فرماتے ہیں اور جن فقیہوں نے کہ کسی
کتاب کی تصنیف کو اپنی دستاویز سمجھ لیکے قرآن حدیث
سے فقہی مسئلوں کا تحقیق کرنا موقوف کیا ہی اور جو
ضعیف قوی مسئلہ کہیں نظر پڑا لکھ دیا ہی اُنکی
ضعیف باتوں کو نہ سننا چاہئے اور اُنکی طرف متوجہ
نہوا چاہئے بلکہ اُنسے کنارہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی
سمجھنا چاہیے (ف) اِس بات میں فقہ کو تحقیق کرکے
پڑھنے کی کمال تاکید ہی رسالہ الوصیہ کا مضمون تمام ہوا ۞
اب جو لوگ سمجھتے تھے کہ رسالہ الوصیہ میں فقہ سے
منع کیا ہی سو بڑے جھوٹھے اور بیوقوف ہیں اُسمیں تو صراحۃً
فقہ کو خوب تحقیق کرنا اور فقیہوں کی پیروی کرنا
لکھا ہی ۞ سبحان اللہ جو لوگ فارسی کے رسالہ کا مضمون
نہ سمجھ سکے وہ لوگ اجتہاد کس طرح کرینگے ۞ شاید
اُن نادانوں نے اُس عبارت سے جو اخیر میں لکھا
ہی کہ وہ فقیہ جو تحقیق ضعیف مسئلہ لکھ دیتے ہیں
اُسکو نہ سننا چاہئے سمجھا ہوگا کہ علم فقہ ضعیف ہی تو
ایسے ایسے سمجھنے والے سے ہمکو تعجب ہی کہ کہیں کسی

کتاب میں لکھا پاویں کہ حدیث وضعی کو ہرگز نہ سنا
چاہیئے تو یہہ نہ سمجھیں کہ علم حدیث وضعی ہی ❊ بات حق یہہ
ہی کہ علم حدیث برحق ہی اور جو وضعی حدیث کسی
نامعتبر کتاب میں لکھی ہی وہ حدیث ہی نہین اِسی
طرح علم فقہ برحق ہی جو کسی کتاب مین ضعیف مسئلہ
لکھا ہی وہ مسئلہ تصنیف ہی علم فقہ کا کیا قصور ❊ پانچوان
سوال یہہ کہ تم جو کہتے ہو کہ قرآن حدیث سے مسئلہ
نکالنے کو علم دربکار ہی تو وہی بات شرح وقایہ ہدایہ کنز
سمجھنے کو بھی کیون نہین کہتے شرح وقایہ ہدایہ تو سمجھہ مین
آتا ہی باوجودیکہ اُنکی عبارت قرآن حدیث
سے نہایت مشکل ہی اور قرآن حدیث نہین سمجھہ
مین آتا یہہ کیا انصاف ہی ❊ جواب ❊ شرح وقایہ ہدایہ کنز
سمجھنے کے واسطے مجتہد ہونا شرط نہین ہی بلکہ فقط
لغت عربی سے واقفیت چاہتی ہی اور جو مسئلے
اُنمین حدیث قرآن سے نکالے ہوئے تیار رہتے ہین اُسکا
سمجھنا آسان ہی بخلاف اجتہاد یعنے قرآن حدیث سے
مسئلہ نکالنے کے کہ اُسکے واسطے اُسقدر علم کا ہونا
جو تفسیر کے واسطے ضرور ہی اور اُسکا بیان
ہم اوپر لکھہ چکے اور ناسخ منسوخ صحیح ضعیف او

راویوں کے حال سے واقفیت ضروری ہی اور یہہ بات ظاہر
ہی کہ اپنے اجتہاد کرنے اور دوسرے کے اجتہادی
مسائل سمجھنے مین بڑا فرق ہی جو کوئی ہدایہ پڑھا ہو اون
سے پوچھ لے کہ صاحب تم جو ہدایہ پڑھاتے ہو تو قرآن
حدیث سے اجتہاد کرکے آپ بھی مسئلہ نکال سکتے
ہو دیکھئے تو وہ کیا جواب دیتے ہیں * اور ہدایہ کی عبارت
کو جو قرآن حدیث کی عبارت سے مشکل کہا اسکا جواب
ہم کیا دین اتنا کہتے ہیں کہ * مصرعہ * چہ نسبت خاک را با
حضرت پاک * اور ایک بات بڑے فائدہ کی یاد
رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی بمقابلہ کم علمی کے سبب سے
ہدایہ کو کسی مقام مین خلاف سمجھے گا تو وہ شخص بہت تو اس
مسئلہ پر عمل کرنے سے توقف کریگا یا کسی عالم سے تحقیق
کریگا تو اسمین کیا قباحت ہوئی اور اگر کوئی بے علم خلیفہ ہوا
جسکو کسی کی تقلید سے انکار ہی قرآن سے اجتہاد
کرنے بیٹھے گا اور وہان کسی مقام پہ سمجھے گا تو بڑی
قباحت ہو گی کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام حکم لکو
منسوخ اور منسوخ کو حکم سمجھے گا اور اسی پر عمل کریگا * اور

دوسرے یہہ کہ کم علم والا اگر ہدایہ پڑھا ہووے تو
اسکو حضرت عمر نے منع نہین کیا ہی بلکہ قرآن

پڑھانے کے کم علم والے کو حضرت عمر نے قرآن
پڑھانے سے منع کیا ہی جیسا کہ دوسری بھول کے
جواب میں یہہ مضمون گذر چکا اور تیسرے یہہ کہ اگر
ہدایہ کے معنے اپنی رای سے کہے گا تو جہنمی ہوگا خلاف
قرآن کے کہ آپ کے معنے اپنی رای سے کہنے سے جہنمی
ہوجاوے گا جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں کتاب العلم
کی دوسری فصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہی کہ انھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ
من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا
مقعدہ من النار رواہ الترمذی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ کہے قرآن میں یعنے قرآن
کی تفسیر کہے اپنی عقل سے یعنے بغیر پیروی اُن
اہل تفسیر کے جنہوں نے تفسیر کی سند حضرت
تک پہنچائی ہی قرآن کی تفسیر بیان کرے تو چاہئے
کہ ڈھونڈھے اپنے بیٹھنے کی جگہہ آگ میں اور ایک
روایت میں یوں ہی کہ جو شخص کہے اور بات کرے
قرآن میں بغیر علم کے تو چاہئے کہ ڈھونڈھے اپنے
بیٹھنے کی جگہہ آگ میں روایت کیا اسکو ترمذی نے

پھر ابن جریر نے جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ انھوں نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ رواہ
الترمذی وابوداود فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ بات بولے قرآن میں اپنی عقل سے
پھر ٹھیک بھی ہو بات اُسکی تو خطا کی ﴿ یعنے اگرچہ
فی الواقع ہو جو تھا وہی بیان کیا مگر چونکہ جو اُسکی راہ
مقرر ہے اُسکو چھوڑ دیا تو خطا کیا ﴿ اور تفسیر
کے واسطے یہی راہ مقرر ہے کہ اُن اہل تفسیر سے بوسیلہ
نقل کیجے جنھوں نے اصل تفسیر کی سند بسلسلہ حضرات
تک پہنچائی ہو جیسا کہ اسکا بیان فتح العزیز سے
اوپر لکھ چکے یہ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداود
نے ﴿ اب ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ قرآن
سمجھنے کے واسطے جو علم و ہنر کا ہونا ضرور ہے جسکے واسطے
نہیں اب ایسے کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنا
گناہ ہے اور اُسکے موافق عمل کرنے سے ہماری غرض یہ
ہے کہ ہر کوئی بغیر علم عربی و شرح حدیث کے اپنے مسئلہ
نکالنے اور اجتہاد کا دعوی کرنے اور ترجمہ تفسیر قرآن
سے پڑھا کرے اسمیں بہت اندیشہ بھی گمراہی کا ہے

پڑھنا بڑی عبادت ہی بلکہ فقط انہین کی تلاوت میں
بھی بڑا ثواب ہی اور اسکے پڑھنے سے دل کے
پردے دفع ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل
ہوتی ہی سو لازم ہی کہ جسکو عربی پڑھنے کی لیاقت ہی
وہ قرآن کی تفسیر اور حدیث پڑھیں اسکے پڑھنے
سے غفلت نہ کریں جیسا کہ ہم لوگون کا مذہب ہی
کہ قرآن حدیث تفسیر فقہ سب پڑھتے ہیں اور انہین
علمون کے حاصل ہونیکی نیت پر نحو صرف عقاید اصول
سب پڑھتے ہیں اور سب محنت فقط قرآن حدیث سمجھنے
کی لالچ سے اٹھاتے ہیں مگر یہہ بات بھی نئے مذہب والون
کے خلاف ہی ❊ کیونکہ قرآن پڑھنے کے واسطے علم
حاصل کرنا پڑیگا اور تفسیر پڑھنے سے اہل تفسیر کا
مقلد ہونا پڑیگا اور وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ علم پڑھنا
ضرور نہیں جیسے حضرت کے وقت کے ان پڑھے
سمجھتے تھے اسیطرح ہم بھی سمجھین گے ❊ اور تفسیر کو بھی
کہہ چکے کہ قرآن کے ساتھہ نہین اتری تو گویا انکے
نزدیک وہ بھی بدعت ٹھہری اور تقلید کا تو نام ہی
لیتے انکی روح قبض ہوتی ہی باقی رہی حدیث سو اسکا
سمجھنا بغیر علم کے معلوم ❊ غرض کہ ان لوگون نے بڑا سخت

پھر دکھلاتی اسنے اپنی مکر کو خناس کرتے ﷺ اب ایک بات
بہت پایا جاتا ہے کہ بعض لوگ مذہب والوں کا جواب دینے
مین کبھی متوجہ ہوتے ہیں مگر ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
سفیہ نہم ایسا خطرہ ایمان انکو وسواس ڈالتا ہی اور
آپ چھپ جاتا ہی جو مسلمان تم قل اعوذ برب
الناس پڑھا کرو اب اسکی برکت سے وسواس
بولا میوالا جن یا کوئی آدمی دفع ہو جاویگا ﷺ چوتھا سوال
جب چارو مذہب حق ہیں تو اگر ہم چارون مذہب کی اکتھا ن
تقلید کریں کسی مسئلہ میں حنفی کسی مین شافعی کسی
مین مالکی کسی مین حنبلی کی تو کیا قباحت ہی آخر چارو
مذہب تو موافق حدیث ہی کے ہین کسی نے کسی اصحاب
کی روایت پر عمل کیا ہی کسی نے کسی اصحاب کی
اور پھر اصحاب کی پیروی مین راہ نجات کی ہی تو
ایسی صورت مین ایک ہی امام کے تابع رہنا کیا ضرور ﷺ
جواب ﷺ اسکا جواب وہی ایک ہے تو یہ کہ اسطرح
کا مذہب سواد اعظم یعنی مسلمانوں کی جماعت کے
خلاف ہوتا ہی اور امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کیا
ہی کہ چارو مذہب مین سے ایک کی تقلید کرے حرمین
شریفین وغیرہ اسلام کے ملک کے عالمون کا اسپر

اتفاق ہی اور امت محمدیہ جس بات پر اتفاق کرین وہی راہ ہدایت کی ہی جیسا کہ حدیث سے اوپر معلوم ہو چکا اور سواد اعظم کی پیروی کرنیکا بیان فرض ہی ہو تا ہی انشا اللہ تعالی دوسرے یہہ کہ جب حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا کہ چارون مین سے ایک کی پیروی نجات کے واسطے کفایت ہی تب بے ضرورت کے اپنی تئین تنگی مین ڈالنا کیا ضرور ❋ جو کوئی پوچھے کہ اسمین کون سی تنگی ہی تو ہم کہتے ہین کہ ایک مذہب کی فقہ سے خوب واقف ہونا غنیمت ہی اب چارو مذہب کی فقہ کی کتابین پڑھنا اور بے ضرورت کے یہہ محنت اختیار کرنا بڑی تنگی مین پڑنا ہی اور جس مصلحت کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل مین اختلاف کیا اُس مصلحت سے باہر ہو نا ہی سبحان اللہ یا تو تقلید سے جی چراتے تھے اور کیا کیا عذر و ر پیش کرتے تھے یا تو جب تقلید پر رجوع ہوئے تو چارو اماموں کی صحیح ہی کہنے کرنے سے برا فرق ہی ❋ اب شکر کرو کہ اللہ نے بڑا فضل کیا اور ٹیڑھی راہ سے سیدھی راہ پر لایا یعنی تقلید کو جی چاہا تو اب مسلمانون کی جماعت کی پیروی کرو اور اپنی اجتہاد

کسی مجتہد کی پیروی ❁ سوال اگر کہو تم کہ ہر ایک نفس کا
امام کی پیروی کریں سلف کی تھوڑی سی ... اور پیروی کسی کی
نہ تھی تو کچھ کہا جاتا نہیں ہے مثال جیسے نماز میں رفع یدین کرنے والے
اور آمین کہنے والے بسم اللہ بآواز کہنے والے اور رفع یدین نہ
کرتے ہیں اور آمین اور بسم اللہ آہستہ کہتے ہیں اور کبھی
کبھی کہتے ہیں اور کبھی نہیں کہتے ہیں جس میں صحابہ
کی پیروی ہو جاوے تو کیا قباحت ❁ جواب ❁ اس کا
جواب تو پانچویں سوال کے جواب میں ہو گیا یعنی
ایک امام کی پیروی کرنا نجات کے واسطے کفایت
ہے مگر پھر بھی ہم ایک جواب اور دیتے ہیں وہ یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے
اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جو ان میں سے جس کی
پیروی کرو گے راہ پاؤ گے پھر جو کوئی ان کی پیروی کیا
چاہے سو پہلے پیروی کرنے کے سمجھ لے سب پیروی کرتے
تا کہ نجات پاوے ❁ پیروی کے یہی معنے ہیں کہ جس کی
پیروی کرے اُس کے پیچھے پیچھے چلا جاوے اور جہاں
تک وہ چلنے والا جاوے آپ بھی چلا جاوے اور
جو راہ اُس نے اختیار کیا ہے وہی اپنا آپ بھی اختیار
کرے نہ اگر کسی نے تھوڑی دور ... اپنے مقتدا کو

چھوڑ دیا اور دوسرے کے پیچھے چلا تو اُسنے اُس
مقتدا کی پیروی بھی پائی جو راہ آپکے مقتدا نے اختیار
کیا ہے اُس حسن راہ کو چھوڑ دیا اور دوسری راہ
اختیار کی اگرچہ وہ راہ بھی سنت ہی تھی مگر اُس مقتدا
کی پیروی نہوئی ۞ خلاصہ یہہ کہ جن اصحاب نے جو فعل
کیا ہے اُسکو اپنی زندگی بھر کیا ہے جیسا کہ اُسکا
بیان تیسرے سوال کے جواب میں ہو چکا یہہ
کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی اصحاب نے
تھوڑے روز ایک فعل کیا ہو اور پھر اُسکو چھوڑ
کے دوسرا فعل کیا ہو مگر یہہ کہ ایک فعل سبب
سے کرتے رہتے ہوں پیغمبر خدا کے حضور سے اصحاب نے یاد
دلایا ہو تب اُسی فعل کو چھوڑ کے دوسرا فعل
کئے ہوں تو ہو سکتا ہے ہاں اگر کسی شخص نے کسی اصحاب
کی چند روز پیروی کی مثلاً چند روز ابن عباس رضی
اللہ عنہ کی پیروی کر کے بسم اللہ بلند آواز سے کہا
اور اول ابن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر کے آمین
چند روز بلند آواز سے کہا اور ابن عمر رض کی پیروی
کر کے چند روز رفع یدین کیا اور پھر بعد چند روز کے
ان سب کی پیروی چھوڑ کے مقلد فلاں ابو بکر و عمر

عثمان رضی اللہ عنہم کی پیروی کرکے بسم اللہ آہستہ
کہا اور حمزہ اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کی پیروی کرکے
آمین آہستہ کہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی
کرکے رفع یدین موقوف کیا تو ان مسائل مذکورات
مین پہلے اصحاب کی پیروی تو نہوئی کیونکہ ان پہلے اصحاب
کا ان سے فعل کا چھوڑ دینا ثابت نہین بلکہ انھون
نے تو جو راہ اختیار کی تھی اسکو زندگی بھر نباہی اور
ان سے اپنی زندگی تمام ہونے کے درمیان نہی نہین
چھوڑ دیا ❁ بلکہ اس صورت مین دوسرے اصحاب کی
بھی پیروی نہوئی کیونکہ ان دوسرے اصحاب نے اپنے ایک
فعل کو چھوڑ کے دوسرا فعل نہین اختیار کیا تھا بلکہ شروع
ہی سے اس فعل کو اختیار کیا تھا اور جسنے ایک فعل کو
چھوڑ کے دوسرا فعل اختیار کیا تو اس شخص نے کسی کی
پیروی نہوئی ❁ سبحان اللہ پہلے تو مجتہدون کی پیروی سے
انکار تھا اور اب صحابہ کی پیروی چھوڑ دینے کی تدبیر مین
ہوئے اور بلد و بیرو اور تو نصیب ہوا اللہ نے خیر کیا کہ یہ
لوگ اجتہاد کرنے نہ پائے نہین تو واللہ اعلم کیا کیا فساد مچاتے
مقلد ہونے مین تو یہ یہ تماشے کر رہے ہین بلکہ ابھی تو مستقل
بھی نہین ہوئے ہین اب ہونے کا ارادہ ہی ❁ آٹھوان

سوال یہہ جو لوگون نے مجتہد رکھا ہی کہ خلق اللہ مین حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلانا ضروریات دین مین سے ہی اسکی کیا حاجت ہی محمدی کیون نہ کہلاوین آخر حنفی شافعی مالکی حنبلی بھی تو محمدی تھے پھر ہمکو کیا ضرور ہی جو اپنی تئین محمدیت سے خارج کرین اور دوسرون کے کہلاوین ❁

جواب حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلانے سے محمدیت جاتی نہین ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے اور تم تو خود جانتے ہو کہ وہ لوگ مجتہدی تھے تو پھر محمدی کی طرف اپنی نسبت کرانیکا کیا مضایقہ باک اسکی حقیقت یہہ ہی کہ دین اسلام تو دین محمدی ہی اور جو لوگ اسمین داخل ہوئے محمدی کہلائے اسیواسطے جتنے اہل اسلام ہین دین کی راہ سے سب محمدی کہلاتے ہین اور یہہ جو نسبت شافعی حنفی مالکی حنبلی کی کرتے ہین تو مذہب کی راہ سے ❁ دین اور ہی اور مذہب اور جیسا کہ اسکا بیان ہو چکا اور پھر بھی بیان کرتے ہین سنو دین تو وہی دین اسلام ہی جو اللہ نے پیغمبر کے ہاتھہ بھیجا اور مذہب اُس راہ کا نام ہی جس راہ سے دین حاصل ہو تو مجتہدون نے دین پر پہنچنے کے لئے جو راہ مقرر رکھی ہی ناور اُسی راہ سے وہ لوگ آپ بھی دین مین

پہنچے ہیں سو اسی طرح ان کا نام مذہب ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سب مذہبوں پر پہنچنے کے لئے کوئی
مذہب آپ کا راستہ تھا یا کسی وحی آنے کے لئے وقت تک جیسے
وفات کے وقت تک جو حضرت نے آپ کیا یا فرمایا
حضرت نے کیا اور کچھ کو نہ دیکھا ایسا بلیغ نہ فرمایا و نسبت
میں بھی وہ لوگ تھے جب مقلد کسی کی کیا احتیاج تھی ۞ جب یہ
بات سمجھ میں آ گئی تو اب تیار کھو کر جب کوئی پوچھے کہ
تمہارا کیا مذہب ہے تب کہو کہ محمدی اور یہ جو زیادہ ہے
حنفی شافعی یا مالکی یا حنبلی سب تمہاری نہیں اور جب کوئی
پوچھے کہ تمہارا کیا مذہب ہے تب جو مذہب تم نے اختیار
کیا ہو سو بتلا دو کہ ہم حنفی ہیں یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور اس میں
کچھ بے سمجھ بات بتاؤ گی لیکن زالا اس طرح کی نسبت
ذکر سے سلے آدمی دین میں نہیں اٹھاتا اس طرح کی
نسبت جو صحابہ کے نام میں ہے سو بہتوں نے بتا رہی ہے جیسا کہ
کچھ لوگوں کو خوب معلوم ہے جس طرح ابو موسیٰ اشعری
اصحاب کا نام تھا اور ابو ذر غفاری آنکے مکی رہے والے کے نام
مکی کی طرف نسبت ہے اور بلال حبشی اور صہیب رومی اصحاب
کا نام تھا اور خود انصار میں نے ایک قبیلہ کا نام تھی
اوس کی طرف آپس نسبت کرکے ان کو خدا کی کہا

بلکہ خود آنحضرت پر اپنی نسبت کے ثابت کرنے میں
جس طرح قریشی ہاشمی مکی مدنی عربی اور اس
بات کی اجازت اللہ تعالی نے دی ہی فرمایا اللہ
صاحب نے چھبیسویں پارے سورہ حجرات میں
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا۔ یعنی اے آدمیو تحقیق ہمنے تمکو
بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے یعنے آدم اور
حوا علیہما السلام سے اور رکھیں تمھاری ذاتیں
اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو ۞ یعنی جب دو
آدمی ایک نام کے ہوں تب ذات اور قبیلہ کی
طرف نسبت کرنے سے پہچان پڑیں جس طرح دو
آدمی کا نام زید ہی تو کس طرح پہچان ہے کہ کون
زید جب کہا زید تیمی زید قریشی تب پہچان پڑا ۞ تو
جب کہ قرآن حدیث سے ثابت ہوا کہ نسبت کرنا
درست ہی بلکہ اللہ تعالی نے خود اس بات کی
تعلیم کی ہی تب ایسے سوال کرنا بے علمی کی نشانی
ہی بلکہ بعضی جگہ تو حقیقت میں یہہ نسبت کرنا
ضرور ہی بات تس میں سے بہ جاوے گا جس طرح کسی
معاملہ کی گواہی دینے میں یا روایت کرنے میں مثلا کہے کہ زید

حنفی یا شافعی نے یہہ کام کیا یا یہہ احادیث تو روایت کی گئی
بلکہ حقیقت یہہ ہی کہ امت محمدی میں بہت سے فرقے گمراہ
نکلے ہیں اور سب کہلاتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں اور
حقیقت میں وہ سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ اہل
سنت و جماعت کا کہ وہ بموجب حدیث کے حق راہ
پر ہیں جیسا کہ وہ حدیث تیسری ہدایت میں آویگی
اور اہل سنت جماعت میں امت محمدی کے اتفاق
بموجب چار مذہب مشہور رہیں کہ وہ چاروں آپس
میں اصول اور عقاید میں متفق ہیں اگرچہ فروع میں
بموجب مرضی اللہ اور رسول کے مختلف ہیں مگر
آپس اختلاف کے سبب سے ایک کو ایک برا
نہیں جانتا بلکہ چاروں کے چاروں سمجھتے ہیں کہ ہم چاروں حق راہ پر
ہیں گویا ہم ایک باپ کے چار بیٹے ہیں یا حق مذہب
کے وجود کے واسطے ہم چاروں حکم اربع عناصر کا رکھتے
ہیں اور کسی طرح سے ایک کو ایک برا نہیں جانتا
ایک کے پیچھے ایک نماز پڑھتا ہی پس جس طرح
کہ صحابہ کے وقت میں اختلاف تھا اور کسی کو کوئی
دشمن نہیں کرتا تھا ویسا ہی اہل چاروں مذہب صحابہ
کی بنا ہی ہیں جس مانند تین چار رو مذہب کے آدمی

موجود ہین مثل مکہ معظمہ کے وہان جا کے دیکھو تو صاف
صحابہ کا سا زمانا معلوم ہوتا ہی کہ جسنے جو علم حضرت
سے پایا ہی اُسپر عمل کر رہا ہی اور کوئی کسی پر
عیب نہین لگاتا بخلاف بہتر و فرقے گمراہ کے کہ اُنمین
ایک کو ایک گمراہ جانتا ہی ❊ تو اب ہمارے ملک
اسلام کے محمدی لوگ پہچان گئے ہین کہ جو لوگ
دین محمدی اور حق مذہب پر قایم ہین وہی چار مذہب
والے ہین تو اب جب کسی کا حال دریافت کرنا ہوا
اور اُسے پوچھا کہ بھائی تم کون ہو اُسنے کہا کہ ہم
محمدی ہین تب اتنا تو معلوم ہوا کہ یہود و نصاری وغیرہ
کفار مین سے وہ شخص نہین ہی مگر یہہ شبہہ
نگیا کہ رافضی خارجی وغیرہ گمراہ فرقون مین سے ہی یا اہل
سنت و جماعت مین سے ❊ کیونکہ محمدی تو اپنی تئین سب
کہتا ہی تب پوچھا کہ بھائی تمہارا مذہب کیا ہی پھر اگر
اُسنے حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کہا تو معلوم کیا کہ یہہ
شخص دین محمدی اور حق مذہب والا ہی اور اگر اُن
چارو مین سے ایک کا اقرار نکیا تو معلوم کیا کہ یہہ شخص
زبان سے اپنی تئین محمدی کہتا ہی تو کیا ہوا مگر گمراہ
فرقون مین سے معلوم ہوتا ہی رافضی خارجی وغیرہ ❊

ہوگا کیونکہ اگر اہل سنت و جماعت کا مذہب رکھتا
ہی تو کیا وجہ کہ چارو مذاہب مین سے کسی کی طرف
اپنی نسبت نہین کرتا باوجودیکہ تمام عالمین حرمین شریفین
وغیرہ ممالک اسلام کے اپنی تئین چارو مذہب کی
طرف نسبت کرتے ہین اور سواد اعظم کا اسپر اتفاق
ہی اسکو کیا ہوا ہی جو سواد اعظم کے خلاف پر راضی
ہی اور ہمکو سواد اعظم کی پیروی کا حکم ہی جیسا کہ
سواد اعظم کی پیروی کا بیان اب قریب ہی ہوتا ہی
انشاء اللہ تعالی تو اب سواد اعظم کے خلاف طریقہ
اختیار کرنا اور اپنے اوپر بدمذہبی کی تہمت پسند کرنا
کیا ضرور کیونکہ مسلمان کو تہمت کے مقام سے پرہیز
کرنے کا حکم ہی جیسا کہ قریب ہی پہلی نصیحت مین
اسکا بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالی اب نئے مذہب
والون کا ایک بڑا مکر سنو کہ انمین بعضے لوگ ایسے
بھی ہین کہ وہ کہتے ہین کہ ہم حنفی ہین مگر حنفیون سے
نا جھگڑا کرنے مین قصور بھی نہین کرتے اور انکے جھگڑنے کا
وقوع روز دیکھنے مین آیا ہی اور شاید یہ سبب ہی کہ اگر کہہ والے
ایسے جھگڑتے ہین تب تو صاف حنفیت سے خارج ہو
جاتے ہین اور کہتے ہین کہ تمہارے شرح وقایہ ہدایہ مین

یون ہی تمہارے حنفی مذہب مین یون ہی ❁ اور جب
کسی عالم سے مقابلہ پر جاتا ہی تب تو کچھ اُنکی بکی چلتی
نہین تب اُسنے نئے مذہب والون کے وکیل بن کے
جھگڑتے ہین کہ وہ لوگ یون کہتے ہین پھر جب ایک
بات کا جواب ملا تب اُنکی طرف سے دوسرا سوال
کرتے ہین کہ وہ لوگ یہ پوچھتے ہین تو اب آدمی
کو جواب دینے سے یان تو کوئی نظر نہین پڑتا اور
پھر اگر ہی ایسے مکارون سے ہوشیار رہنا چاہئیے
اتنا سمجھ لو کہ یہہ طریقہ اہل سنت وجماعت کا نہین
ہی یہہ طریقہ شیعون کا ہی کہ اپنے عیبی مذاہب کو
چھپاتے ہین سو معلوم نہین کہ شیعون سے آیسے آہین
مین کیا سانٹ ہی ❁ نصیحت بھائی ❁ مسلمان کو
لازم ہی کہ تہمت کے مقام سے بچے اور جب کوئی اُسپر
شبہہ بد کرے تو اُس شبہہ کو اپنے اوپر سے دفع
کرے یہہ نہ کہے کہ ہمارا اللہ راضی چاہئیے لوگون کے شبہہ
بد کرنے سے کیا ہوتا ہی کیونکہ اپنے اوپر تہمت کا
روادار ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طریقہ کے خلاف ہی اور جب حضرت کے طریقہ کے
خلاف ہوا تب اللہ کس طرح راضی ہوگا دیکھو حضرت

مے اپنے اوپر سے بدشبہہ کو دفع کیا ہی مشارق الانوار
مین ام المومنین صفیہ بنت حیی سے روایت کیا ہی کہ
حضرت نے دو مرد انصاری سے کہا علی رسلکما انہا
صفیۃ بنت حیی جلدی نکرو ٹھہر جاو بیشک یہہ عورت
تو صفیہ بنت حیی ہی یہہ حدیث بخاری مسلم دونون
مین ہی صحیح بخاری مین اس حدیث کا پورا
قصہ یون ہی کہ حضرت صفیہ حضرت کی بی بی
مسجد مین حضرت کی ملاقات کو آئین اور حضرت
رمضان مین اعتکاف بیٹھے تھے حضرت سے بات
چیت کرتی رہین رات زیادہ گئی تب حضرت انکو
پہنچانے چلے راہ مین دو انصاری مرد ملے تب حضرت نے
ان سے یہہ حدیث فرمائی یعنے یہہ میری بی بی ہی اور
کوئی اجنبی عورت نہین ہی بدگمان مت ہوا انصاریون
نے کہا کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ کی ذات
مین بدگمانی کا کیا دخل ہی حضرت نے فرمایا کہ انسان
کے بدن مین شیطان اسطرح پھرتا ہی جیسے
خون مین ڈرا کہ شیطان تمہارے دل مین کچھ بد
بدگمانی ڈالے * اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
تہمت کے مکانون سے بچے اور اگر ایسے مقام مین

مبتلا ہو تو اپنی صفائی لوگون مین ظاہر کر دے تا کہ لوگ
بدگمانی مین گرفتار نہون ❀ تو اب اسے زیادہ ایسی
حدیث پر عمل کرنے کا کب وقت آوے گا کہ نئے مذہب
والون کا مذہب پہچان نہین پڑتا کہ اہل سنت و
جماعت ہین یا دوسرا مذہب رکھتے ہین اور یہان تک
نوبت پہنچی ہی کہ آگے پچھلے لوگ نماز نہین پڑھتے اور جو جو
فساد ہوا ہی اُسکا بیان کرنا ضرور نہین یہان تک کہ
عوام کو سمجھاوتے ہین کہ چارو اامون نے اپنی طرف سے مذہب
نکالا ہی اور مکہ مین چار مصلا زبردستی بنایا ہی آنکا
مذہب اختیار کرنا بدعت ہی بس وہ سب اپنی تئین
حنفی کہنے سے نہایت نفرت کرنے لگے اور اامون کی شان
مین بے ادبانہ کلام کرنے لگے یہان تک کہ ایک روز کا ذکر
مین ایک شخص کہ اُسکا نام لینا ضرور نہین ہماری ملاقات
کو آیا اور مذہب کا ذکر آپڑا اُسسے ہمنے پوچھا کہ تیرا
مذہب حنفی ہی وہ ناداان نہایت غصہ ہو گئے کہنے لگا کہ
اگر ہماری ماہن کو زنا کی گالی آپ دیتے تو ہمکو
اسقدر رنج نہوتا جیسا کہ ہمکو حنفی کہنے سے رنج ہوا
اسقدر تو ہمنے اپنی آنکھ کی دیکھی اور کان کی سنی
گواہی دی ہی اور لوگون سے سنا کہ مارپیٹ لات

جو لکھی نوبت ان کی بابت یہاں تک مسلمانوں میں ہوئی
ہے لیکن اہل سنت و جماعت یا انسے یہی کہتے ہیں کہ اگر
تم رفع یدین اور جہر بآمین جو امام شافعی کے مذہب
موافق ہیں کرا لیتے ہو تو یا ہی تمہیں شافعی کہو تاکہ
تمھیں ہم اپنا بھائی جانیں لیویں تمہارے پیچھے نماز
پڑھیں اعتراض یہ لوگ جو اپنے مذہب والے ہیں تو سب
تہمت کو لیتے اور ہم قبول کر لیتے ہیں مگر اپنی تئیں حنفی
شافعی نہیں کہتے اور بلا جو دیکھ رہا ان ایسے دعوی کرتے
ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں مگر ایسی حدیث
پر عمل نہیں کرتے تاکہ کسی مذہب کی طرف اپنی
نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ تہمت
سے نسبتان کو دور نا چاہئے سو آخر اسکا نتیجہ یہی ہوا
کہ جماعت میں تفرقہ پڑ گیا یہاں تک کہ حضرت سید
صاحب کے مرید لوگ آنکے بعضے خلیفون سے بد اعتقاد
ہو گئے اور انکی بات نہیں سنتے اب بند و بست جہاد کا
اور لوگوں کا متفق کرنا کون ہو سکے کہ بانی لوگ بھی
بکھر گئے اور جمعی جماعت چھوٹ گئی ۞ اور انمیں سے
بعضے چھوٹے کہتے ہیں کہ سید صاحب کا بھی یہی مذہب
تھا مگر مصلحت وقت کے واسطے چھپاتے تھے واللہ

اُن سے سمجھے اُنھون نے تو شیعون کے کان کاٹے جیسے
وہ کہتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعہ تھے پر
اپنا مذہب چھپائے تھے ❁ اب اِن فرقون سے پوچھا چاہیے
کہ اگر مذہب چھپانا دین کا کام ہے تو تم کیون چوکتے ہو
اور اپنا مذہب ظاہر کرکے مفت کی فضیحتی اختیار کرتے
ہو اور جو مذہب چھپانا برا ہے تو بزرگون پر کیون عیب
لگاتے ہو غرض معلوم نہین کہ یہ کون فرقے ہین کہ آیت
حدیث سواد اعظم کے اور فقہا اور مجتہدون اور اپنے پیر
کے خلاف ہین ❁ بہت اچھے اور پھر اِن نئے مذہب والون
کا قرآن حدیث سواد اعظم کے مخالف ہونا بخوبی
ثابت کر لیا ہے تب پیچھے سے یہ بات بھی لکھ دی کہ
لوگ ہوشیار ہو جاوین اور معلوم کرین کہ یہ لوگ
حضرت پیر مرشد برحق امیر المومنین سید احمد دام
اللہ برکاتہ کے مخالف اور اُنکے طریقہ کے خلاف ہین ❁ اب
جو اِنھون نے حضرت پیر مرشد برحق پہ بہتان لگایا تو
حضرت پیر و مرشد کا کچھ نقصان نہوا بلکہ جو اِنھون نے چاند
پر خاک پھینکی ہے سو انہین کے منہہ پر آ کے پڑے گی
سچ ہے جب کوئی رسوا ہونیکو ہوتا ہے تب آپ کو
ایسی ہی اپنی بات سوجھتی ہے کہ نیک لوگون نہین

جیب لگاتا ہی ہر وہ بیک لوگ تو جیسے کے تیسے
رہتے ہین اور یہی شخص رسوا فضیحت ہوتا ہی ❁ بیت ❁
چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ❁ میلش اندر طعنہ
پاکان برد ❁ اور اسی بات کے ہزارون مرد
گذرے ہین اور ہزارہا لمبین یہاں گواہ ہین کہ حضرت پیر
ہمیشہ مقلد تھے حنفی امام صاحب کے اور اپنے قافلہ سے
ایسے لوگون کو نکلوا دئے تھے اور بعضون سے توبہ
کروالیا تھا اسی بات کو جو کوئی چاہے تحقیق کر لے ❁
اب ان نئے مذہب والون مین سے جو لوگ کہتے ہین کہ
ہم جنید صاحب کے مرید ہین اور انہی طرف سے
لوگون سے بیعت لیتے ہین اور بیعت لیتے وقت
کہلاتے ہین کہ بیعت کیا مین نے بیچ طریقہ چشتیہ اور
قادریہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ کے
سو ان سے ذرا پوچھا چاہئے کہ ان طریقون مین
نسبت کرنے سے محمدیت نہین جاتی اور حنفی شافعی
مالکی حنبلی کی طرف نسبت کرنے سے محمدیت جاتی
ہی اسکا کیا سبب ہی جو جواب انکی طریقون
کی طرف نسبت درست ہونیکا دلوینگے وہی
جواب ہے حنفی شافعی مالکی حنبلی کی طرف نسبت

سکر پانا بھی درست جانو اب ان فرقون سے بڑا اچوت
ہی کہ چند روز مین کہین ان طریقون سے بھی الٹا
کر بیٹھین تو کیا تعجب انکو یہہ بھی شرم نہین آتی کہ
کہین کوئی مرید پوچھ بیٹھے کہ حضرت ہمکو حنفی شافعی
مالکی حنبلی ہونے سے منع کرتے ہو تو پھر چشتی قادری
نقشبندی مجددی ہمکو کیون بناتے ہو تو اسوقت کیا
جواب دینگے اور ان فرقون مین بعضے ایسے دیکھنے
مین آئے ہین کہ انکو حضرت پیر مرشد سے ملاقات بھی
نہین اور وہ لوگون سے کہتے ہین کہ ہم سید صاحب
کے خلیفہ ہین اس جھوٹھ کہنے سے کیا فائدہ اگر
سید صاحب کے کسی خلیفون سے اجازت لے لین
تب بھی کام چل سکتا ہی جھوٹھ کہہ کے پیر بنا کیا فائدہ
اس راہ مین تقوی شرط ہی * انھین سب فسادون
کو دیکھ کے اس رسالہ کے لکھنے کا اتفاق ہوا اپنے
بھائیون پر طعن کا ارادہ نہین بلکہ ہم سب بھائی ایک ہین *
اگر اب اس بات کی ہم پکڑ نکرتے تو ابعد جانتے آیندہ
کو کیا فساد اٹھاتے یہہ بات ان لوگون کے واسطے
لکھا ہی جو سید صاحب کی مریدی اور معتقدی کا
دعوی کرتے ہین اور جو لوگ انکے مخالف ہین وہ

اگر کہین کریہہ کون دلیلین ہی اگر سید صاحب مقلد اور حنفی ہوئے تو کیا اور ہمارے مذہب والون کو نکالدے اور آن سے توبہ کروائے تو کیا کچھ وہ نبی نہین جو آنکی پیروی ہمپر واجب ہی تو ایسے لوگون کے واسطے تو ہم حدیث اور قرآن اور سواد اعظم سے چار واماموں کا مذہب حق اور ہموافق مرضی اللہ اور رسول کے ہونا اور آنکی تقلید کا واجب ہونا اوپر بخوبی ثابت کر چکے ہین جسکو منظور ہو دیکھلے ❁ اور جو بات ہمنے شیعون کے سمجھانے کے واسطے اوپر بیان کیا ہی کہ دین محمدی کا ویسیس کہ منظور اور مدینہ منورہ ہی اور آسمین دین محمدی قیامت تک رہیگا اور وہان کے لوگ جیسا کہ دین محمدی کو پہچانینگے ویسا دوسرے ملک والے کاہیکو پہچانینگے آنکو بھی نئے مذہب والے سوچین ❁ نصیحت دوسری ❁ ہم جو اوپر تیسرے فائدے مین لکھ چکے ہین کہ اسقدر علم ہونے سے آدمی قرآن حدیث سے مسلہ نکال سکتا ہی بس جسمین اسقدر علم ہو وہ اگر قرآن حدیث پر آپ اچھا ذکر کے عمل کرے تو ہو سکتا ہی اور جسمین اسقدر علم نہو وہ کبھی

مجتہد کی رہنمائی کرے ۞ سو اگر بے علم والا اپنی عقل کے
موافق قرآن حدیث پر عمل کریگا تو اُسکا یہی حال
ہوگا جیسا کہ نئے مذہب والون کی بھول کے بیان مین
لکھ چکے کہ کہین تو اونچ کو موقوف کیا کہین ناف کے تلے
ہاتھ باندھنے کو جسکو ہم حدیث سے سنت ثابت
کر چکے ہین فضول رہنے دکا کہا ۞ غرض جو لوگ بغیر علم
کے حدیث پر عمل کرتے ہین اُنکے حسب حال مولوی
ولایت علی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے ایک روز ایک عجیب
قصہ بیان کیا تھا وہ اس وقت کے بہت مناسب ہی
اسواسطے اُسکو ہم لکھتے ہین وہ یہہ ہی کہ ایک
شخص عالم کسی گانون مین وارد ہوا جماعت کے
واسطے وہان کی مسجد مین گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ
جتنے مصلی نماز کو آتے ہین سبکے ہاتھ مین ایک چھری
اور ایک چوہا ہی پھر جب سب نماز پر کھڑے ہوئے
تب چھری کو گاڑ دی اور چوہے کے گلے مین جو دھاگا تھا
اُسکو چھری مین باندھ رکھا عجب تماشا ہوا کہ تمام
مصلیون کے سامنے چوہے بندھ گئے اب ادھر تو نماز ہوتی
ہی اور اُدھر چوہے چین چین کر رہے ہین وہ شخص یہہ عجیب
تماشا دیکھ کے حیران ہو گیا اور اسکا سبب کچھ

تو زیادت کرسکا ت مصلیون نے پوچھا کہ بھائی تم
لوگ یہہ حرکت کیواسطے کرتے ہو کہ ناحق نمازیون
کی بیچ وسواس ہوتا ہی سب بولے کہ واہ صاحب
یہہ حکم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تب اس
شخص نے کہا کہ کس کتاب مین ہی تم لوگون کے پاس
جو کوئی فقہ کی کتاب ہو تو لاؤ ہم دیکھین اگر اسمین
لکھا ہو تو ہم بھی کیا کرین وے سب بولے کہ ہم فقہ نہین مانتے
ہم لوگ جو حدیث مین پاتے ہین اسپر عمل کرتے ہین
تب اسنے کہا سبحان اللہ جو حدیث سے ثابت ہو
اسکو تو بسر و چشم قبول کرنا مگر ہمکو وہ حدیث دکھلاؤ
تب سب لوگ بولے کہ ہم اپنے عالم کو بلا لا دین
تو وہ دکھلا دینگے ❁ غرض تب جاکے اپنے جاہل مفتی کو
بلا لائے وہ نادان ایک کتاب حدیث کی ساتھ لئے آیا
تب اس شخص نے سوال کیا کہ یہہ جوا چھڑی تمنے
کہان سے پایا کہا کہ حدیث مین موجود ہی اسنے کہا کہ
ہمکو بھی دکھلاؤ تب اس نادان مفتی نے کتاب
رکھ لی تو اس کتاب مین لکھا تھا کہ عَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةُ
وَالْوَقَارُ سو اس جاہل نے کہا کہ دیکھو لکھا ہی عَلَیْکُمُ
السِّکِّیْنَ وَالْفَقَارَ یعنی اختیار کرو تم چھڑی اور لاٹھی تب

اُس شخص نے کہا کہ اے بے نصیب یہ تو منکر ہے سکینۃ اور
وقار ہے اور کیوں حدیث کے لفظ کو خراب کرتا ہے اسی
عالم کے بغیر و سینے فقرے سے انکار کرتا ہے اب دیکھو تو
جاہلوں نے جو فقرے چھوڑے اور حدیث پر عمل کرنے کا دعوے
کیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ
کیا اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ پیغمبر خدا نے خبر دی
تھی کہ جب عالم باقی نہ رہیں گے تب لوگ جاہلوں کو
اپنا سردار ٹھہراوینگے اور اُن سے مسئلے پوچھیں گے
سو وہ جاہلین بغیر علم کے فتوی دینگے سو آپ بھی
گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے جیسا کہ
اس حدیث کو ہم اوپر پانچویں قاعدے میں لکھ چکے
ہیں ۞ اب اُس حدیث کو ہم لکھتے ہیں جس کے لفظ
کو اُس نادان نے خراب کیا تھا دیکھو تو کیسا
اُس حدیث کا مضمون اُلٹا سمجھا تھا وہ حدیث یہ ہے
مشارق الانوار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا حضرت نے فرمایا اِذَا
سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ
وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ
فَاَتِمُّوْا جب اقامت سنو تم نماز کی تب چلو [illegible]

کی نماز کے واسطے اور اختیار کرو چین اور آہستگی
پہونچ نماز کے واسطے چلو چین سے ٹھہرے ہوے اور
آہستگی اور پاؤ تم جسے اور جلدی نکرو پھر جتنی
نماز امام کے ساتھ پاؤ اُتنی امام کے ساتھ پڑھو اور
جتنی چھوٹ جاوے اُتنی آپ پوری کرلو ۞ یہ
حدیث بخاری مسلم دونوں میں ہی اِس حدیث
سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے دوڑ کے جانا مکروہ
ہی اسواسطے کہ دوڑنے سے دم پھول جاتا ہی نماز
چین سے نہیں ہوتی اور دوسرے نمازیوں کو اُسکے
پاؤں کی آواز سے وسواس ہوتی ہی تو اب دیکھو
نادان نے جانا کہ حدیث جو عمل کرا ہے اُنکا عمل حدیث
کے برخلاف ہوا حضرت نے تو ایک شخص کے پاؤں
کی آواز کو منع کیا جسمین آپکی اور سب کی نماز چین
سے ادا ہو اور اُسنے یہ کیا کہ ان جو دوڑنے سے
بے چین کروایا ۞ ویسا اب بھی ہوا ہی کہ بعض
جاہل لوگوں نے جو حدیث پر عمل کرنیکا دعوی کیا تو
اُنکا عمل بالکل حدیث سے خلاف ہوگیا ۞ اب جو جو
نفاق وغبار کھا ہی اور جس جس بدعتیں کو ساتھ دی
ہی سب کا بیان کرنا بہت مشکل ہی کیونکہ اگر ایک

وحدیث کے خلاف کرتے تو اُسکو ہم بیان کرتے کہ
دیکھو اِس حدیث کے خلاف کیا ہی اب سیکڑوں
حدیث ہم کہاں تک اِس چھوٹے سے رسالہ میں
بیان کریں مگر پھر بھی تیسری ہدایت میں جابجا اُنکا
قرآن حدیث کے خلاف ہونا لکھے جاوینگے وہاں
دیکھ لینا اب اتنا سمجھ لو کہ نجات کی دو راہ ہیں ❁ عالم
کو دین کے احکام آپ سمجھنا اور اَن پڑھوں کو کسی
مجتہد کی پیروی کرنی ❁ اور اِن نئے مذہب والوں نے دونو
راہ کو چھوڑنی ہی جیسا کہ اِس بات کو دوسری
ہدایت کے فایدون میں خوبی آیت حدیث سے
ثابت کر چکے ❁ غرض اِس نئے مذہب کے اختیار کرنے
میں قرآن حدیث پر عمل ہونا مشکل ہی بلکہ خیر
اِسی میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمانے پر عمل کرو اور سواد اعظم کی پیروی کرو اور
مسلمانوں کی جماعت سے نہ پھوٹو جسمیں آگ
سے بچو کیونکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے
کی یہی نشانی ہی ❁ نصیحت تیسری ❁ بھائیو اتنا
سمجھو کہ سواد اعظم کا اِسپر اتفاق ہی کہ چاروں مذہب
میں سے ایک میں ہو رہنا موجب نجات کا ہی اور

حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلانے میں کچھ دین کا نقصان
نہیں ام رحیم! تمہیں عجیب تعجب ہو تو کیا ہے معظمہ
اور مدینہ منورہ وغیرہ اسلام کے ملک کے سارے
عالمین نادان ہیں اور تمہیں سب سے دانا ہو تم کو یہ خیال
نہیں آیا کہ تمہارا مذہب جو سواد اعظم کے خلاف ہے
ہو ایسا ہو کہ من شذ شذ فی النار میں کہیں تمہیں
لوگ داخل ہو کیونکہ اس مذہب کے لوگ کہیں
کچھ نہیں ہوتے اور جب کبھی کوئی ایسا مذہب
اختیار کرتا ہوا حرمین شریفین میں ظاہر ہوا وہاں سے مارا نکالا
گیا اور یہ شبہہ اگر کوئی کرے کہ مدینے والوں نے بھی
دین کا علم نہ سمجھا ہو وہ جھوٹا ہے مدینہ کے عالموں کی تو
حضرت نے خود تعریف کی ہے اور انکے عالم ہونے کی
گواہی دی ہے جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں کتاب
العلم کی دوسری فصل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے روایت کیا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوشک ان یضرب
النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ
اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی
جَامِعِهٖ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ اِنَّهٗ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَمِثْلُهٗ

عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَقَالَ إِسْحَاقُ ابْنُ مُوسَىٰ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قریب ہی کہ ماریں گے آدمی اونٹوں کے جگر کو یعنے اونٹوں کو تیز چلاوینگے اور لمبا سفر کرینگے جس حال میں کہ طلب کرتے ہیں علم کو یعنے علم کی تلاش میں سفر کرینگے پھر نپاوینگے کسی کو عالم زیادہ مدینہ مطہرہ کے عالم سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور جامع ترمذی میں مذکور ہیکہ کہا سفیان ابن عیینہ نے جو امام مالک کے اصحاب اور امام شافعی کے استاد ہیں کہ مراد حضرت کی عالم مدینہ سے امام مالک ابن انس ہیں اور ایسے ہی منقول ہے عبد الرزاق سے اور کہا اسحاق ابن موسیٰ نے جو شاگرد ہیں سفیان ابن عیینہ کے کہ سنا میں نے سفیان ابن عیینہ کو کہ انھوں نے کہا کہ وہ عالم مدینہ جو حدیث میں مذکور ہے عمری زاہد ہیں جو مدینہ مطہرہ میں تھے اور اپنے وقت میں بڑے عالم اور زاہد تھے اور وہ حضرت عمر ابن خطاب کی اولاد میں سے تھے اور انکا نام عبد العزیز ابن عبد اللہ ہے ۞ اب جانا چاہیے کہ حضرت نے جو فرمایا کہ مدینہ کے عالم سے کسی عالم کو زیادہ نپاوینگے تو کسی

عالم کا نام تقریر کر کے کہنا کہ یہہ فلانے ہی کی شان
مین حضرت نے فرمایا ہے بات ٹھیک نہین ہو سکتی مگر
ہر کسی نے اپنے اعتقاد بموجب جسکو عالم زیادہ جانا
اُسکو بطریق ظن کے کہا کہ یہہ بشارت فلانے کے
حق مین ہو سکتی ہی نہ یہہ کہ اُسی کے حق مین حضرت
نے خاص کر کے فرمایا ہی بلکہ حضرت کا کلام معجز
نظام آخری زمانے کے حال کی خبر دینے کے طرق سے
ہی کہ علم دین کا آخری زمانے مین مدینہ منورہ کے
عالموں پر ختم ہوگا جو دین کا علم اُنکو ہوگا وہ دوسروں
کو نہین جیسا کہ اور دوسری حدیثوں سے بھی یہی
مضمون بوجھا جاتا ہی اور اُسی حدیث کے لفظ سے
بھی یہی معنے بوجھے جاتے ہین اور یہی بات ٹھیک ہی
۞ اور شاہ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی
لکھا ہی خلاصہ یہہ کہ مدینے کے برابر عالم کہین نہونگے تو جب
مدینے کے عالموں کے علم کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمائی تب اُنکے حق مین یہہ شبہہ کرنا کہ
اُنھون نے بھی حق نہ سمجھا جو ہم سمجھتے ہین سو ٹھیک ہی
حضرت کے فرمانے سے منہہ موڑنا ہی ۞ اور یہہ بات
ہزاروں آدمی کی گواہی سے ثابت ہی اور جو لوگ

مدینه منوره مین گئے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ مدینے کے
ہمارے لوگ خاص اور رعایا ان پڑھے اور عالم سب
چارون مذہب کے قائل ہین اور چارون اماموں مین سے
کسی کے مقلد ہین اور اپنی تئین شافعی اور حنفی کہتے
ہین بلکہ جو کوئی اپنی تئین کسی امام کی طرف نسبت
نکرے اور اُنکی تقلید سے انکار کرے تو دعوے پر بھی
کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ جو مدینے والے سمجھے ہین وہی
حق ہی اور جو یہ نئے مذہب والے سمجھے ہین سو جھوٹھ
❁ نصیحت چوتھی ❁ اب ایک نصیحت بڑے فائدے
کی ہی اُسکو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی مومن مشرکون کے
ہاتھ سے تنگ ہوتا ہی اور دار الکفر مین اپنے دینی
احکام بخوبی ادا نہین کر سکتا تو دار الاسلام مین
خصوصا کے مدینہ مین ہجرت کر کے جاتا ہی اور وہان پناہ
پاتا ہی تو اب یہ نئے مذہب والے اس قابل بھی
باقی نہ رہے کہ کسی اسلام کے ملک مین خصوصا کے
مدینے مین جاوین بلکہ یہ لوگ جب اسلام کے
ملک مین جاوینگے تب البتہ وہان کے لوگ انکی سزا کو
پہنچا دینگے کچھ وہ ہندوستان کا ملک نہین ہی کہ جو کوئی جو چاہے
سو کرے جو چاہے سو کہے کوئی کچھ پوچھتا نہین ❁ جب یہ لوگ وہان

اپنے نفس کے خلاف پاوین گے اور سب اکا دل دیکہین گے تب آخرکو وہان سے بہاگین گے اور کبہی دار الکفر مین جا کر پناہ لین گے جیسا کہ بعضے لوگون کا یہی حال ہوا تو سبحان اللہ یہہ کیا برا مذہب ہی کہ دار الاسلام مین رہنے نہین دیتا دار الکفر مین بہو کہ کہلاتا پہرتا ہی ❁ اب جو کوئی کہے کہ پہر تم لوگ کیون دار الکفر مین پڑے ہو تو اُنکا جواب یہہ ہی کہ جب کبہی کفر کی چالین دیکہہ کے جی گہبراتا ہی تو اپنے ایسے مذہب کو لئے ہوئے اور کہین جانے کا ٹہکانا نہین نظر پڑتا سوا اسکے کہ مدینے یا ویسے دوسرے دار الاسلام کے شہر مین اور تم تو اپنے جی سے پوچہو کہ ایسے مذہب کو لئے ہوئے وہان جانیکے قابل ہو یا نہین ❁ اب ہمارے تمہارے یہان رہنے مین یہی فرق ہی کہ ہم یہان ہین اور دل وہان لگا ہی اور یہی آرزو ہی کہ اللہ اُنکو دار الاسلام مین پہنچاوے یا سب کو دار الاسلام کر دیوے اور وہان کے لوگون کو ہم بہت افضل اور بہتر اور دین مین کامل اور حق مذہب پر ثابت جانتے ہین اور تم وہان کے لوگون کے مذہب سے اور وہان کے حکم سے ناراض ہو بلکہ تمہین سے بعضے لوگ وہان

سکے لوگون کو ظالم بھی کہہ سکتے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ کے مدینہ کے عالمون کا کیا اعتبار ہے جس روپئے دئیے
سے جھوٹھا فتوی لکھہ دیتے ہین اس بات کا ہم کیا
جواب دین اللہ کے حوالے کرتے ہین اور یہہ بات
ہمنے اپنے کان سے سنا ہی مگر اُس شخص کا نام لینا
ضرور نہین اس بات مین بھی اُنکا حال شیعون کے
مشابہ ہوا ۞ اللہ تعالی دل کی نیت سے خوب
واقف ہی ہمنے یہ باتین صاف دل سے خیرخواہی کی
راہ سے کہی ہی اگر تم بھی صاف دل سے اس کو
سوچو تو خوش ہوکے ہمارے حق مین دعا کرو ۞ اور ہم کو
یہہ توقع ہی کہ یہہ رسالہ اگر عربی مین ترجمہ ہو کے
مکے مدینہ مین جاوے تو وہان مقبول ہو اور ہم تو سوچو کہ
اگر تمھارے اس نئے مذہب کی باتین وہان نہ پہنچین
تو کیا ہو ۞ یا بات ان نئے مذہب والون کا عجب حال
دیکھنے مین آیا ہی کہ جو بات آپس مین کہتے ہین وہ
ہم لوگون سے چھپاتے ہین اور اُس سے انکار کر لیتے ہین
اور اُس پر جھوٹھی قسمین کھا لیتے ہین ہم لوگون نے
تو یہہ دیکھا ہی کہ مدینے مین یہہ باتین کوئی نہین بھیجتا ہی
اس تقیہ کرنے مین بھی شیعون کے مشابہ ہوئے

اتنے ہماری اس نصیحت کو کوئی بہانا بنا کے نہ سمجھے
بلکہ ہمکو اس رسالہ کے لکھنے سے یہ نیت تام
لوگوں کی ہی اسیواسطے ہم سب طرح کی دلیلیں بیان
کرتے ہیں آیتیں حدیثیں بھی لکھے جاتے ہیں اور بے میتی
متعی دلیلیں بھی کرتے جاتے ہیں کہ ہر قسم کے لوگ
سمجھ کے راہ پر آویں ۞ اور حقیقت میں یہ سب باتیں
بھی آیت حدیث سے باہر نہیں الحمد للہ کہ حق آیا اور
باطل نکل بھاگا تمو مومنو اب خوش ہو اور رسول کی
خوشی سے کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بس جسقدر
بیان ہوا اسقدر حق مذہب دریافت کرنے کو کفایت
ہے اللہ تعالی اسکو قبول کرلے اور دلوں میں تاثیر
بخشے آمین یا الہ العالمین ۞ تیسری ۳ آیت کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفائے الراشدین کی پیروی اور سواد اعظم اور جماعت
کی پیروی اور فرقوں کی فضیلت اور بدعت کی برائی
کے بیان میں اور اسمیں ۸ آیتیں اور ۱۰ حدیثیں ہیں
پہلا باب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور خلفائے راشدین کی پیروی کے بیان میں ۞ جب مومن
کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان لایا تب اسکو لازم ہی کہ کتاب اللہ

اور سنت کی پیروی کرے اسمین دونو جہان
کی بہتری ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین باب الاعتصام
بالکتاب والسنہ کی تیسری فصل مین عبد اللہ ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انھون نے
کہا من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیہ ھداہ اللہ من
الضلالۃ فی الدنیا ووقاہ یوم القیمۃ سوء الحساب وفی
روایۃ قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا
یشقی فی الاخرۃ ثم تلا ھذہ الایۃ فمن اتبع ھدای
فلا یضل ولا یشقی رواہ رزین جو شخص کہ سیکھے
کتاب اللہ کو پھر پیروی کرے اسکے احکام کی جو
اس مین ہی تو سیدھی راہ دکھلاوے اسکو اللہ
اور اسکو خلاص کرے گمراہی سے دنیا مین اور
بچاوے اسکو قیامت کے دن بری اور سخت
عذاب سے اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو
شخص پیروی کرے کتاب اللہ کی گمراہ نہو دنیا مین
اور بدبخت نہو آخرت مین پھر پڑھی اس آیت
کو پھر جو شخص کہ پیروی کرے میری ہدایت یعنے میری
کتاب کی جو سبب ہدایت کی ہی تو گمراہ نہوا اور
بدبخت نہو ❀ اس آیت کا حاصل مطلب یہہ ہی کہ دنیا

اور آخرت کی بات بجھی دین اور شریعت کی مانع وارد ہی
دین ہی۔ واسطے کی اِس حدیث کو رزین نے ۞ اِس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حکم کلام اللہ مین ہی اُسکی
پیروی کرنے سے آدمی گمراہی سے خلاص پاتا ہی اور
اُسکو اللہ ہی راہ دکھلاتا ہی اور قیامت کے روز
اُسکا حساب آسانی کے ساتھ لیوے گا اور وہ
شخص جہنمی نہو گا اور اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا
کہ پہلے قرآن سیکھے اور تحقیق کرے تب اُسپر عمل
کرے تو راہ پاوے اور بے سیکھے جو اُسپر اپنی عقل
سے عمل کرے تو راہ نپاوے جیسا کہ بعضے اہل بدعت
والون نے سمجھا ہی کہ قرآن کے واسطے استاد اور
تفسیر ضرور نہین تو اس صورت مین مسلمان کو
لازم ہی کہ جتنا حکم قرآن مین ہی سبکو جان و دل
سے قبول کرے اور اُسپر عمل کرے اور عالم اور
مجتہد سے سیکھنے اور تحقیق کرنے سے اندیشہ نکرے
کیونکہ اِس بات کا بھی قرآن مین حکم ہی فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی تو پوچھو تم علم
والون سے اگر تم نہین جانتے ۞ یعنی عالمون اور مجتہدون
کی تقلید اور پیروی کرو اور آپسے دین کا کام تحقیق کرو

کیونکہ جو اُنکو معلوم ہی سو تم کو نہین تو اب جکو اجتہاد
کی لیاقت نہین ہی اور وہ عالمون اور مجتہدون کی
پیروی سے اِنکار کرتے تو اُسنے اِس آیت سے
انکار کیا اور جو اِس حدیث مین یہہ آیت پڑھی فَمَن
اتَّبَعَ ھُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی یعنے جو شخص کہ پیروی
کرے میری ہدایت کی یعنے میری کتاب کی جو ہدایت
کی سبب ہی تو وہ شخص نہ گمراہ ہو دنیا مین اور
نہ بدبخت ہو اور نہ عذاب مین گرفتار ہو آخرت مین
تو اُس کتاب مین جو حکم ہی سبکی پیروی کرنا
چاہیئے اور اُسی کتاب مین فرمایا پانچوین سیپارہ
سورہ نسا مین یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا
الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اے ایمان والو حکم مانو
اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو حکم والے ہین تم مین
سے تفسیر حسینی مین اولی الامر کی تفسیر کیا ہی کہ
مسلمانون کے بادشاہین اور چارو خلیفہ اور حضرت
کے سارے اصحاب اور فقیہ لوگ اور عالم لوگ اور
مجتہد لوگ اور پیران طریقت کے تو اِن سب کی
پیروی کرنا اور اِنکا حکم ماننا اللہ کا حکم ماننا ہی اور
موجب ہدایت کا دنیا مین اور عذاب سے بچنے کا

آخرت مین تواب اِس آیت سے فقہ پر عمل کرنا اور مجتہدوں کی تقلید کرنا ثابت ہوا۞ ہان جب کسی مسئلے مین خلاف ہوے تب اُسکو حدیث قرآن سے ملالے جیسا کہ آگے فرمایا فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ اِن کُنتُم تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیرٌ وَّاَحسَنُ تَاوِیلاً پھر اگر خلاف کرو اور جھگڑ پڑو کسی چیز مین یعنے کسی دینی مسئلون مین تو آپ کو رجوع کرو اللہ کی طرف یعنے اُسکی کتاب کی طرف اور رسول کی طرف آپکی زندگی مین اور آپ کے وفات کے بعد اُنکی سنت کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہہ رجوع کرنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہتر ہی اور بہت خوب تحقیق کرنا۞ سبحان اللہ اِس آیت سے کیا خلاصہ ہو گیا کہ نہ تو فقہ سے اور مجتہدون کی تقلید سے انکار کرے اور نہ فقہ اور تقلید کے بھروسے قرآن حدیث کے پڑھنے سے غفلت کرے بلکہ بہتر راہ یہی ہی کہ قرآن حدیث فقہ تینون کی تحقیق مین رہے اور تینون پر عمل کرتے اور دین کے علم یہی تین ہین جیسا کہ اوپر گذر چکا۞

٭ اور اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہی اب
مقالہ الوصیت کا مضمون صاف کھل گیا سو جن لوگون
نے فقہ اور مجتہدون کی تقلید چھوڑی اُنھون نے اِس
آیت کا حکم نہ مانا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور خلفای راشدین کی سنت پر عمل کرنیکی حدیث
سنو مشکوۃ مصابیح مین باب الاعتصام بالکتاب
والسنہ کی دوسری فصل مین عرباض ابن ساریہ سے
روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا صلی بنا رسول اللہ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ
فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَالِغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا
الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ
فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى
اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ
وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ
ضَلَالَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
إِلَّا إِنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلٰوةَ نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہمپر

اپنے منھہ مبارک سے اور نصیحت کی ہمکو نہایت
خوب نصیحت کہ آسانی کے ساتھہ دل مین اثر کرجاوے
وہ نصیحت ایسی پیاری تھی کہ آنسو گرا دیا آنسے
آنکھون نے اور ڈر گئے اسسے دلین پھر عرض کیا ایک
شخص نے کہ یا رسول اللہ گویا یہہ نصیحت رخصت
کرنوالے کی ہی کیونکہ جب کوئی شخص رخصت کرنے
لگتا ہی تب جو کچھ نصیحت کرنا ہوتا ہی اور جو کچھ کہنا
منظور ہوتا ہی لگا نہین رکھتا سو آپکی نصیحت آج
کی ہمکو ایسیہی معلوم ہوتی ہی اور ہم لوگون کا دل
آپکے رخصت ہونیکے خیال سے بہت اداس
اور غمناک ہوتا ہی سو کچھ وصیت کیجئے ہمکو جسمین
دل کو چین اور تسلی ہو تب فرمایا حضرت نے وصیت
کرتاہون تمکو اللہ سے ڈرنے کی اور مسلمانون کے
امیرون کے حکم قبول کرنے کی اور اونکی تابعداری
کی اوس حکم مین جو موافق شرع کے ہو اگرچہ وہ امیر غلام
حبشی ہو حضرت نے یہہ بات امیرون کی اطاعت کے بیچ
مبالغہ کی راہ سے فرمائی اور نہین تو غلام امیر ہوتا ہی نہین
کیونکہ امیر ہونیکی سب شرطون مین سے ایک شرط یہہ بھی ہی
کہ وہ شخص آزاد ہو غلام نہو یہہ بنیاد اوسیطرح پر ہی جیسا

کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص مسجد بناوے اُسکے
واسطے بہشت مین گھر بناوین اگرچہ وہ مسجد گنونزے
کے کھونتے برابر ہو تو اب یہان یہی مراد ہی کہ اگرچہ
مسجد تنگ اور چھوٹی ہووے یہہ کہ حقیقت مین اُتنی
چھوٹی ہو ۞ ہان یہہ ہوسکتا ہی کہ غلام حبشی مسلمانونکے
امیرکا نایب ہو تو اِس صورت مین البتہ اُس
امیر کے حکم بموجب اُس غلام کی اطاعت واجب
ہوگی بعد اسکے حضرت نے امیرون کی اطاعت
کرنے کا سبب بیان فرمایا کہ اسواسطے مین امیرون
کی اطاعت کا حکم کرتا ہون کہ تحقیق جو شخص کہ زندہ
رہیگا تم مین سے بعد میرے تو قریب ہی کہ دیکھے گا
بہت اختلاف لوگون مین اور امیرون کی تابعداری
مین فتنہ فساد ہونے ہی اور پھر آگے ارشاد
فرمایا کہ جب اختلاف اور فتنہ فساد ظاہر ہووین تقوی
اِسی مین ہی کہ لازم کرلو اپنے اوپر میری سنت
اور میرے خلیفون کی سنت کہ وہ لوگ نیک راہ
پر ہین اور سیدھی راہ پائے ہین اور خلفاء راشدین
سے مراد ہین حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم اور جو لوگ کہ اُنکی چال چلین

اور موافق اُنکی سنت کے ہین کہ مین تو وہ لوگ
بھی خلفاء راشدین مین داخل ہین اور حقیقت مین
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت ہی کہ آن حضرت کے زمانے
مین مشہرت نپائی تھی بعد آن حضرت کے خلفاء
راشدین کے زمانے مین شہرت اور رواج پائی اور
اُنکی سنت کہلائی چونکہ اس بات کا شبہہ تھا کہ
کوئی شخص خلفاء راشدین کی سنت کہلانے سے
اُسکو بدعت معلوم کرے اور اُسکو رد کرے
اور اُسکا منکر ہو اسواسطے حضرت نے اُسکی تابعداری
کی وصیت فرمایا ❁ تو اب جو کچھ کہ خلفاء راشدین
نے اُسکا حکم کیا ہو اگرچہ اپنے اجتہاد اور قیاس
سے حکم کئے ہون وہ سب موافق سنت نبوی کے ہیا
اور اُسکو بدعت نہین کہہ سکتے جیسا کہ بعضے گمراہ
فرقے اُسکو بدعت کہتے ہین بعد اسکے حضرت نے
اپنی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل
کرنیکی وصیت مین مبالغہ کرکے فرمایا کہ چنگل سے
پکڑو میری اور میرے خلیفون کی سنت کو اور
خوب مضبوط پکڑے رہو اور آنت پر دانتون کو اور مضبوطا

پکڑو اُسکو دانتون سے ❀ نواجذ کہتے ہیں اُن چار دانتون کو جو سب دانتون کی تمامی ہیں ماندی میں اُسکو نواجذ اور جو بھرت اور عقل کا دانت کہتے ہیں تو جو پکڑے ہے جو چیز تھامے ہیں وہ خوب مضبوط تھامی جاتی ہی کہ اُسکا چھوٹنا مشکل ہوتا ہی اسواسطے حضرت نے یہہ تشبیہ دیکے فرمایا کہ ایسا میری سنت کو تھامو کہ پھر چھوٹ نسکے اور بچاؤ تم اپنی تئین اُن کامون سے جو نئے نکالے ہوئے ہیں اور حضرت اور چارون خلیفون کے وقت مین نتھے اسواسطے کہ جو کام نیا نکالا گیا ہی وہ بدعت ہی اور ہر ایک بدعت ہی سب گمراہی ہی یا سب گمراہی کا روایت کی اِس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مگر ترمذی اور ابن ماجہ نے نہ ذکر کیا قصہ نماز پڑھانے کا ❀ اب جو کوئی کلمہ طیبہ پر ایمان لایا ہی وہ بیشک حضرت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کریگا اور بدعت سے بچیگا سو جن لوگون نے تراویح موقوف کیا اور تحو صرف کو منع کیا اُنھون نے اِس حدیث کے حکم کو مٹایا کیونکہ اِن دونون کو اوپر ہم سنت خلیفون کی ثابت کر چکے ❀ اب جو نئے مذہب والے یہہ کہتے ہین کہ ہم پیغمبر اور خلیفون کی سنت پر قایم ہیں

مگر تم لوگون نے غیر مدن کی زلہ یعنے چارون اماموں کا
مذہب اختیار کیا ہی ﴿ تو اسکا جواب یہ ہی کہ چارون
اماموں کی پیروی پر سواد اعظم کا اتفاق ہی اور سواد
کی پیروی کرنیکا حکم ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیا ہی تو نصوصاً تو اعظم کی پیروی کرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ہی اور دو فرقے یہ جو
حرمین شریفین کے لوگوں میں ہیں چاروں اماموں کا مذہب جاری
یعنی ہو رہے ہیں یہ چاروں اماموں کا مذہب اختیار کرنا بیدا ہی
نہی اگر اس کا مذہب اختیار کرنا دین کے خلاف ہوتا تو
وہاں کے لوگ کبھی یہ اختیار کرتے کیونکہ مدینے میں
قیامت تک دین محمدی اسلام کا مخبر صادق نے وعدہ
فرمایا جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ کی دوسری فصل میں عمرو بن
عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انہوں
نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین
لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا و
لیعقلن الدین من الحجاز معقل الاروبۃ من راس
الجبل ان الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی
للغرباء وہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی

میں منتجب رواہ الترمذی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق دین سمٹ جاوے گا اور رجوع
کرے گا حجاز کی طرف جو آپ کا وطن اصلی ہے ۞ کے سے
مدینے تک سب کو حجاز کہتے ہیں تو دین وہاں جمع ہو گا اور
سمٹ جاوے گا جیسا کہ سمٹ جاتا ہے سانپ اپنی
بل کی طرف یہہ تشبیہ اسواسطے فرمائی کہ جیسے
سانپ سمٹ جاتا ہے ویسا اور کوئی جانور نہیں سمٹتا
دیکھو کیسا لنبا ہوتا ہے اور اپنی بل میں سمٹ کے سما لیتا ہے
اسیطرح دین حجاز میں پناہ لیگا اور قرار پکڑے گا
کہ آخری زمانے میں جب دین کمیاب ہو گا تو بھی مکہ
مدینے میں موجود رہے گا یہانتک کہ جب دجال آوے گا
اور لوگوں کو گمراہ کرے گا تب بھی حجاز سے بچا رہیگا
جیسا کہ یہہ مضمون دوسری حدیثوں سے ثابت ہے ۞
اور دوسرے یہہ تشبیہ اسواسطے فرمائی کہ سانپ
جب بل میں گھسا تب اسکا نکالنا مشکل ہے اسی
طرح حجاز سے کوئی دین کو نکال نسکیگا اور بیشک
پناہ لیگا دین حجاز میں جیسا کہ پناہ لیتی ہے پہاڑی بکری
پہاڑ کی چوٹی پر تحقیق دین پیدا ہوا ہے غریب اور رہیگا
اور قریب ہے کہ پھر ہو جاوے گا جیسا کہ ابتدا میں

تھا پھر خوشی اور رحمت ہے ہرجیو غریبوں کو جو
اسوقت اپنے دین پر قائم رہینگے اور وہ کون
لوگ ہیں جنکے حق میں حضرت نے دعا فرمائی وہ لوگ
ہیں جو درست کرتے ہیں اور بناتے ہیں اُس چیز کو
کہ بگاڑا لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں سے
روایت کیا اسکو ترمذی نے ❀ اسکے مدینے کے مذہب
کو دین کے خلاف سمجھنا اسمیں حدیث سے انکار کرنا
ہی ❀ اور سواد اعظم کی پیروی نکرنا اور حج کو موقوف
کرنا یہ بھی سنت کا بگاڑنا ہی الحمد لله کہ مذہب
والوں نے جو سنت کو بگاڑا تھا سو ہمنے الله سے اُس
سنت کو بنوایا اب یقین ہی کہ الله ہمکو خوش کرے
اور رحمت اور آرام بخشے ❀ نصیحت ❀ مومن کو لازم
ہی کہ سب دنیا اور دین کے کام میں کتاب الله اور
سنت رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی پیروی کرے
اور سب حق داروں کے حق سے الله اور رسول کا حق
مقدم جانے الله اور رسول کے کلام پاک سے کسی کا
کلام بہتر نہین ہی اور مجتہدوں کی جو ہم لوگ تقلید کرتے
ہیں تو فقط الله اور رسول کی محبت سے کہ وہ لوگ
انکے کلام پاک کو خوب سمجھتے اور راویوں کے حال

سے خوب واقف تھے اور ناسخ منسوخ صحیح ضعیف
خوب پہچانتے تھے اور اُنکی دیانت اور تقوی اور
اتباع سنت پر اور آنکے مجتہد ہونے پر سواد عظم کا
اتفاق ہی اسیواسطے ہم اُن مجتہدون کو دین محمدی
کی راہ پانے کی لالچ سے اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور اُنکے
سکھائے طریقہ سے دین کی راہ پاتے ہیں تب بھی
رسول اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بموجب ہمارے
بزرگ علماے اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہی
کہ جسکو علم ہو وہ جب اپنے امام کے سوا دوسرے امام
کے قول مین از روی حدیث نبوی کے ترجیح پاوے
تب اُسی قول پر عمل کرے اِس بات سے
اپنے امام کے خلاف نہوگا بلکہ اسمین اُنکی عین
پیروی ہوگی کیونکہ امام لوگون کا یہی مذہب تھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آگے کسی
کا قول نہ مانتے تھے چاہے اُنکا باپ ہو چاہے استاد وہ
لوگ تو آن حضرت کے عاشق تھے تب تو اُنکو
اللہ نے امت محمدی کا پیشوا کیا بس یہی ہم لوگون
کا مذہب ہی اللہ ہمکو اسی مذہب پر ثبات نصیب
کرے آمین یارب العالمین ❀ اب اِس مقدمہ

میں ہمارے اور شیعہ مذہب والوں کے بڑا فرق ہے ان
لوگوں کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام پاک کی ابھی تک عظمت نہیں سمائی ہے
تب تو وہ لوگ کسی ادنا کے کہنے سے صاف اس
سنت کو جسکو اول سے اختیار کئے تھے چھوڑ دیتے ہیں
اور تمام لوگ جو آنحضرت کے زمانے سے قریب
تھے اور سینکڑ زمانے میں تھے آگئے اور اس ادنا
شخص کے علم اور فہم اور پرہیزگاری اور دیانت
میں فرق نہیں سمجھتے اور انکو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جہاں مقام
توہین باری کا ہے کہیں چوکا تو پھر خدا فدا جانبازی کے
مقام میں لوگ کیا کیا تدبیر میں اپنے بچاو کی کرتے ہیں
کیونکہ وہاں تو یہی کہ چوکے تو جان گئی پھر یہاں تو اسے
زیادہ ہوشیاری لازم ہے کہ دین ایمان جان سے
کہیں زیادہ محبوب ہے عقلمندوں کا قول مشہور
ہے کہ آدمی کو دو چیز جان سے زیادہ پیاری ہے
دین کو درم او دو فدا ادکو دین ※ بھلا اگر کہیں کافی
کلینی یا من لایحضرہ الفقیہ میں جو شیعہ مذہب میں
حدیث کی کتاب ہے قال رسول اللہ پاوینگے تو کیا
اسپر بھی عمل کر بیٹھیں گے اور اپنی معمولی سنت

کو چھوڑ دینکے آخر ایسے مقام مین تحقیق کرنا ضرور
ہی اور اُسمین نوستاہی واللہ عالم جھوٹھے ہی یا سچ کہ
بعضے لوگ تنے مذہب والے یہہ بھی کہہ بیٹھتے ہین کہ
ہمکو قول رسول چاہتا ہمکو نجات دی ہوئی تو کیا کافی
کافی ہوئی تو کیا معاذ اللہ یہہ عقیدہ اہل سنت وجماعت
کا کبھی نہین ہی جیسا کہ اوپر آئین سیر مین کئی حدیث
سے قبول معلوم ہوچکا اُسکا خلاصہ یہہ ہی کہ حدیث
جو ہی جسمین یہی دین ہی سو تم لوگ اُس شخص
کا حال دریافت کرلو جسسے دین سیکھتے ہو اور ہم
لوگ اُسمین مقرر ہمین بڑی احتیاط کرتے ہین خصوصا
جس سنت کو ہم پہلے سے اختیار کر چکے ہین اور وہ
جان کی تہ مین گھس گئی ہی جب اُسکے چھوڑنے کو
کوئی کہتا ہی تب بڑی تحقیق کرتے ہین اور یہہ بات
سب آدمی کو خوب معلوم ہی کہ اپنے جان کا نکالنا
بہت مشکل ہی تو پھر جو چیز کہ جان سے زیادہ عزیز
اور پیاری ہی اور جس چیز کو جان کی تہ مین چھپا
رکھا ہی اُسکو سطرح بے سمجھے بوجھے کسی کے کہنے
سے نکال پھینکین جب کسی ایسے ہی محبوب کا حکم
پاوین گے تب البتہ اُسکے نکالنے مین دریغ نکرین گے

اور ایسا مجذوب سوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کوئی نہین نظر آتا تو اب لوگ جو سنت
کے ترک کرتے ہین جلدی کرتے ہین آنکی محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوئی کیونکہ اگر کبھی
مجھے کوئی دنیا کا فائدہ چھوٹنے لگتا ہے تو کیا کیا تدبیرین کرتا
ہے اور کہان کہان لگا لوگون کے پاس پھرتا ہے
منزلون دوڑتا پھرتا ہے اور اس شخص نے سنت
کو ایک شخص کے کہنے سے بغیر تحقیق کئے چھوڑ دیا
اور دو چار شہرون کے عالمون پاس بھی نہ دوڑا
ہوا ایسے شخص کا کیا اعتبار جس سنت کو اب
اختیار کیا ہے اگر کوئی کہہ دیگا کہ یہ ضعیف ہے تو اسکو
بھی چھوڑ دیگا اور ایسی پھیر اپھیری مین اسکی
زندگی کاٹنے کا ڈھنگ ایسے شخص سے سنت پر جنگل
اتارنے کی حدیث جو عرباض ابن ساریہ کی روایت
سے قریب ہی لکھ چکے ہین آپ پر جس نہوا ایک
آپکے خلاف ہوا اور سنت کے خلاف کرنا حرام
ہے ۞ اب سنت پر عمل کرنے کی فضیلت کے بیان
مین جو حدیثین بے شمار ہین اسمین سے دو ایک
حدیث ہم لکھتے ہین تاکہ آپکے سمجھنے سے مسلمانون

کے دل مین روشنی ہو مشکوٰۃ مصابیح مین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی فصل مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی خطبہ مین حضرت نے حمد اور صلوٰۃ کہہ کے فرمایا کہ لیکن حمد اور صلوٰۃ کے بعد جو مین بیان کرتا ہون اُسکو سنو وہ بیان یہہ ہی کہ تحقیق سب باتون سے بہتر بات کتاب اللہ ہی اور سب راہون اور چالون سے بہتر راہ اور چال محمد کی ہی اور سب کامون سے برا کام وہ ہی جو نیا پیدا کیا ہی دین مین اور ایسے ہی کام کو بدعت کہتے ہین اور جتنی بدعت ہی گمراہی کا سبب ہی ❁ پس مسلمانونکو لازم ہی کہ سب دنیا اور دین کے کام مین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا تابع رہے اور بدعت سے خوب بچے اور بدعت کا بیان اوپر بخوبی ہو چکا ❁ اور اُسی باب اور فصل مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ

اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ
عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی میری سب امت
داخل ہوگی بہشت میں مگر جسنے کہ قبول نکیا اور سرکشی
کی لوگون نے پوچھا کہ کسنے سرکشی کی یعنی ایسا کون
ہی جسنے آپکا حکم نمانا فرمایا جسنے میرا حکم مانا بہشت میں
گیا دو قسم کے لوگون کا بیان فرمایا جو قبول کرتے ہیں
اور جو نہین قبول کرتے ۞ جسمین سنت کی سمجھ مین خلل
آتا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ حکم اپنے پیر کا اور کتاب اور
سنت لیوے اور اطاعت کو منسوخ سمجھے سو داخل ہو
بہشت میں اور جو شخص کہ پیر کی مکر سے تیری اور
بدعت اختیار کرے اور اپنی نفس کی خواہش پر
چلے وہ بیشک اسنے سرکشی کی اور میرا حکم نمانا وہ
بہشت میں نہ داخل ہوگا روایت کیا اسکو بخاری
نے ۞ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت کے
حکم ماننے میں تکلف نہی اور حضرت کا حکم وہی کتاب
اللہ اور سنت اور رسول اللہ صلعم کی پیروی کرنے کا
ہے جسنے اسمین سے ایک کو چھوڑا اسنے حضرت
کا حکم نمانا ۞ اور اسی باب اول فصل میں جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہی کہ قَالَ جَاءَتْ مَلَائِکَۃٌ

اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ جابر رضی الله عنہ نے حضرت سے سن کے کہا کہ آئے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وے سو رہے تھے بس کہا فرشتون نے آپس مین کہ تحقیق تمھارے صاحب کیو اسطے جو یہ ہین یعنی حضرت کیو اسطے جو یہ آرام کر رہے ہین کوئی کہاوت اور قصہ عجیب ہی بیان کرو اُنکے واسطے کہاوت یعنی حضرت کے حال کے مناسب جو کہاوت ہو اُسکو بیان کرو ❁ کہا بعضے فرشتون نے کہ تحقیق وہ تو سو رہے ہین ہمارا کہاوت بیان کرنا کیا فائدہ اور کون سنیگا اور کہا بعضے فرشتون

نے تحقیق آنکھ انکی سوتی ہی لیکن دل آپکا جاگتا ہی یہ
حال حضرت کا یہ مناسب تھا کہ سونے مین آنکھ مبارک
انکی بند ہوتی جو چیز دیکھنے کی ہوتی نہ دیکھتے لیکن دل شریف
آپکا جاگتا ہوتا تھا اور جو کچھ انکے پاس مذکور ہوتا تھا اسکو سنتے
تھے فرشتون نے کہا واسطے اور قصہ عجیب روبرو
کیا اور قصہ عجیب اور کہا وہ شان حضرت کے حال
کی مانند قصہ اور حال عجیب اسکی مرد کے ہی کہ
بنایا گھر اور بنایا بیچ اس گھر مین مہمانون کا کھانا اور
بھیجا اس مرد نے ایک بلانیوالا کہ لاوے لوگون کو اسکے
کھانے پر بلاوے ایسے جسنے کہ مانا بلانیوالے کی بات کو اور
جواب دیا کہ بلانیوالے کو جیسے مین حاضر ہونگا وہ شخص
داخل ہوا گھر مین اور کھایا اسکے کھانے مین سے
اور جسنے کہ نہ مانا بلانیوالے کو اور اسکی دعوت کو
قبول نہ کیا تو وہ شخص نہ داخل ہوگا گھر مین اور نہ کھاویگا
اسکے کھانے مین سے پھر کہا فرشتون نے آپس
مین کہ بیان کرو اس قصہ اور کہاوت کی حقیقت
انکو حضرت کے لئے تاکہ وے سمجھین کہ اس قصہ سے کیا مراد
ہی کہا بعضے فرشتون نے کہ تحقیق وے سوئے ہوئے ہین اور
کہا بعضے فرشتون نے کہ آنکھ سوتی ہی اور دل جاگتا ہی

تب فرشتون نے اُسپر کہاوت کی حقیقت کو
کھول کے بیان کیا اور یہ کہا کہ مراد گھر سے بہشت
ہی اور وہ بلانیوالے محمد ہین کہ لوگون کو بہشت کی
مہمانی کھانے کو بلاتے ہین اور وہ کھانا جو بہشت کی
نعمتین ہین اُسکا ذکر نکیا کیونکہ وہ صاف ظاہر ہی اور اُسی
طرح کا بھی ذکر نکیا جسنے گھر بنایا کیونکہ یہ بڑی تشبیہ
حق تعالی پر بے ادبی معلوم ہوتی ہی اگرچہ تشبیہ کے
طور پر بھی پھر جسنے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا جو اللہ کے فرمائے سے لوگون کو بلاتے ہین سو بیشک
اُسنے حکم مانا اللہ تعالی کا اور جسنے حکم نہ مانا محمد کا سو
بیشک اُسنے حکم نہ مانا اللہ تعالی کا اور محمد فرق
کرنیوالے ہین درمیان کافر اور مومن اور عاصی اور
مطیع کے جس شخص نے اُنکی تصدیق کیا وہ مومن
ہوا اور جسنے اُنکی تکذیب کیا ہو کافر ہوا اور جسنے اُنکے
فرمائے پر عمل کیا وہ مطیع ہوا اور جسنے اُنکے فرمائے پر عمل
نکیا وہ عاصی ہوا ❁ اور حضرت کے نامون مین سے ایک
نام توریت مین فارق لیطا ہی یعنے فرق کر دینے والے
درمیان حق اور باطل کے ابن جوزی نے کتاب الوفا
باخبار المصطفی مین ذکر کیا ہی کہ ابن قتیبہ نے روایت

کیا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں اپنے اصحابوں کو کہا
کہ میں جاتا ہوں میرے بعد فارقلیط آتا ہے کہ وہ روح
حق ہے بات نہیں کرتا اپنی جی سے مگر جو اسکو حکم ہوتا ہے
اور وہ گواہی دیتا ہے میری سچائی پر ۞ اور جو کچھ کہ فارقلیط
ہے اللہ تعالی نے تمھارے لئے تمکو اسکی خبر دیتا ہے ۞ اور
یوحنا جو عیسی علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری
ہے اسکی حکایت میں آیا ہے کہ مسیح نے کہا کہ فارقلیط نہیں
آتا تمھارے پاس جب تک کہ میں نہیں جاتا اور جب وہ
آویگا تو وہ لینے لگا عالم کو گناہوں پر اور وہ نہیں کہیگا
بات اپنے پاس سے سزا دیگا تمکو حق کے ساتھ اور خبر دیگا
تمکو آنیوالی چیزوں کی اور غیب کی باتوں کی لاویگا
تمھارے پاس بھید کی باتیں اور بیان کریگا جیسے
ہر چیز کو اور وہ گواہی دیگا میرے واسطے
جسطرح میں گواہی دیتا ہوں اسکے واسطے اور
میں لاتا ہوں تمھارے واسطے مثلیں ایسا ہی وہ لاویگا
ان مثلوں کا بیان اور تفسیر ان مثلوں کی ۞ اور جب
معلوم ہوا کہ جیسا اس جگہ بعث میں جو کہا ہے کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر والے ہیں کافروں پر اور
مومنوں کے ... توریت اور انجیل میں بھی انکی مثال

یہہ جو تورات اور انجیل کا مضمون مذکور ہوا
میں موجود ہی یہہ جو آنکی کتاب سے تمنے لکھا ہی
ہوا سو ہمارے قدیم عالموں نے
اب اس زمانے میں جو نصاری لوگوں کے ہاتھ میں
تورات انجیل وغیرہ کتابوں کا کیا ہی اگرچہ اُن
کے اُسمیں تحریف اور چوری کی ہی مگر پھر بھی بہت
مضمون اُسمیں موجود ہیں بلکہ ایسے ایسے ہمارے
پیغمبر کے آنے کی بشارت اُسمیں موجود ہیں
اُن سب کا لکھنا طول ہی جو کوئی چاہے دیکھ لیوے اور کتابوں میں
بہت نامی ہیں اب یہود و نصاری ایمان نلاویں تو اُنکی
شامت ہی ❀ قطعہ ❀ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❀
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❀ راست خواہی ہزار چشم
چنان ❀ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ ❀ غرض اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعوت قبول کرے گا یعنی اُنکی شریعت پر عمل
کریگا وہ بہشت کی نعمتیں کھاوے گا اور جو اُنکی دعوت کو
رد کرے گا اور اُنکی سنت سے مخالفت کرے گا
وہ بہشت سے بے نصیب رہیگا اور جسنے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اُسنے اللہ کا حکم مانا اور جسنے
اُنکا حکم نہ مانا اُسنے اللہ کا حکم نہ مانا ❀ تو اب معلوم

کی جماعت کی پیروی کرنے کے بیان میں ﷺ اِس میں
کئی بہت حدیثیں ہیں اُس میں سے دو چار حدیثیں
مسلمانوں کی تسلی کے واسطے لکھتے ہیں مشکوٰۃ
مصابیح میں کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی دوسری
فصل میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ
مَاجَهْ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو تم لوگ بڑی جماعت
کی ﷺ سواد کے لفظ کے معنے اصل میں سیاہی کے ہیں اور
بہت لوگ کے معنے میں بھی آیا ہے جیسا کہ سیاہی
لشکر کی بولتے ہیں لشکر کی زیادتی کو اور یہاں سواد
اعظم سے مراد ہے اِس مذہب اور طریق سے جسپر
جماعت سے علما ہوں تو حضرت نے سواد اعظم کی پیروی کا
حکم فرمایا کہ اُس مذہب کی پیروی کرو جس پر بہت سے
علما ہوں اِس واسطے کہ جو شخص اکیلا ہے جماعت
سے اور بہت سے جن پر لوگ جمہور ہوے جس پر بہت سے
علما ہیں اور نہ ہو وہ شخص الا جاوے آگ میں روایت
کیا اِس کو ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے

سبحان اللہ یہہ کیسا کلام پاک ہی کہ اگر آدمی اسپر عمل کرے تو سارے باطل مذہب سے بچا رہے سو بڑے افسوس کی بات ہی اِس حدیث کو نئے مذہب والون کے سامہنے جو پڑھی تو باوجودیکہ اُنکو حدیث پر عمل کرنیکا دعویٰ ہی مگر اُنہون نے یہہ جو سمجہا کہ ہم لوگون کا مذہب سارے باپ دادا اسلام کے عالمون کے خلاف ہی اور تمام لوگ بہت تہوڑے ہین اور ہم لوگ جماعت سے چہوٹے ہین اگر اِس حدیث پر عمل کیا تو اپنے مذہب سے توبہ کرنا پڑا اب کہنے لگے کہ سواد اعظم کے معنے قرآن شریف کے ہین یعنی ہم لوگ قرآن شریف کی پیروی کرتے ہین ❁ اب دیکہو وہ لوگ ایسا سواد اعظم کے خلاف ہین کہ سواد اعظم کے لفظ کے معنے کہنے مین بہی سواد اعظم یعنے مسلمانون اور عالمون کی جماعت کا خلاف کیا حدیث کی کتابون کی کسی شرح مین یہہ معنے نہین لکہے ہین اب کا انصاف صحیح لوگ کرینگے ❁ اور جو اُنہین نیم ملا بالک بڑے خطرۂ ایمان اور پیت ناوان ہین اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مطلق لحاظ کیا اور کہا کہ تعزیہ بنانیوالون کی بڑی جماعت ہی تو کیا اُنہین کی پیروی کا حکم ہی ❁

اُنکا جواب یہ ہی کہ تعزیہ داروں کی جماعت کہاں سے بڑی ہی تعزیہ تو فقط ہندوستان مین بناتے ہیں سو بھی تمام ہندستان مین نہین اگر تمام ہندستان مین بھی بناتے تب بھی سب اسلام کے ملکوں کے آگے تعزیہ بنانیوالوں کی بڑی جماعت نہ ٹھہرتی اور فقط ہندوستان کے عالموں کو بھی شمار کرو تو تعزیہ دار عالم کم نکلینگے اور اُسکے منع کرنیوالے زیادہ نکلینگے بلکہ سچ پوچھئے تو آج تک کسی ایک عالم کو بھی تعزیہ بنانیوالا نہ دیکھا نہ سنا البتہ ایسے بناوٹی لوگون نے تو عوام کے دل مین بڑا وسواس ڈالدیا تھا مگر اللہ نے فضل کیا کہ حافظ ہی سے اُن اکابر کا پردہ کھل گیا اور سب نے جان لیا کہ یہ لوگ قرآن حدیث نفع سواد اعظم کے خلاف ہیں اب کوئی اُنکی بات سنتا نہین اور جہاں جاتے ہیں رسوا ہوتے ہیں ❁ اور مشکوٰۃ مصابیح مین اُسی بات کی تیسری فصل مین معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُنھون نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق شیطان بھیڑیا ہی آدمی کا مانند بھیڑیے بکری کے کہ پکڑتا ہی ریوڑ سے دور رہنے والی بکری کو اور ریوڑ سے کنارے رہنے والی بکری کو یعنے جس طرح ریوڑ سے چھوٹی بکری کو بھیڑیا پکڑ لیتا ہی اور جو بکری ریوڑ کے اندر رہتی ہی وہ بھیڑیے سے بے خوف اور سلامت رہتی ہی اسی طرح جو آدمی جماعت سے چھوٹتا ہی اسکو شیطان پکڑ لیتا ہی سو بچو تم لوگ دو پہاڑ کے بیچ کی راہ سے یعنے جماعت کو چھوڑ کر اور خطرناک راہ میں مت جاؤ اور لازم پکڑو اور اختیار کرو تم لوگ جماعت کو اور جس راہ پر بہت لوگ ہوں روایت کیا اس حدیث کو احمد نے ❊ اس مقام میں تو بہت تفسیر ہوسکتی ہی مگر ایک آسان مضمون پر کفایت کرتے ہیں وہ یہ ہی کہ بہت لوگ اور جماعت کی پیروی کا جو حکم فرمایا تو اُن لوگ سے مسلمانوں کی جماعت مراد ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں کتاب العلم کی دوسری فصل میں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت ہی اُسمیں یہ مضمون صاف بیان

فرمایا نبی و مضمون یہہ ہی کہ تین خصلت ہیں کہ کینہ اور
عداوت اور خیانت نہین کرتا دل مسلمان کا حق
کاسکہ اُن تینو خصلت پر قایم رہتا ہی وہ تینو خصلت
یہہ ہی خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور خیر
خواہی مسلمانون کی اور لازم پکڑنا مسلمانون کی
جماعت کو ❁ تو اب بہتر ہے مسلمان کو جنکے قیامت تک
مسلمان رہنے کی حدیث مین خبر ہی کہ مدینے کے لوگ
ہین بعد اسکے اسی مذہب کے اور ملک کے لوگ سب
بیچ اُن لوگون مین جس طریق پر بہت سے لوگ ہون
وہی طریقہ آپ بھی اختیار کرے ❁ اور مشکوۃ مین
باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی تیسری فصل مین
اُسی حدیث کے بعد ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ
عُنُقِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس شخص نے چھوڑا جماعت کو
ایک بالشت بھر سو اُسنے بیشک نکال ڈالا حلقہ
اسلام کا اپنی گردن سے یعنے وہ شخص اسلام سے قابل
ہوا کہ اسلام سے نکل جاوے ❁ ربقہ کہتے ہین

اُنس رحمی کو جسمین دلقہ ولقب بناتے ہیں اُستنی
دلقہ مین بکری وغیرہ کو باندہتے ہیں سو اُنس ہر جانتقد
کو رتقہ کہتے ہیں روایت کیا اِس حدیث کو احمد اور
ابو داؤد نے اور مشکوۃ مین باب اعتصام بالکتاب
والسنۃ کی دوسری فصل مین عبد اللہ ابن عمرو رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتي کما
اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم
من اتی امه علانیة لکان فی امتي من یصنع ذلک وان
بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق
امتي علی ثلث وسبعین ملة کلهم في النار الا ملة واحدة
قالوا من هي یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابي
رواه الترمذي وفي روایة احمد وابي داود عن
معاویة ثنتان وسبعون في النار وواحدة في الجنة وهي
الجماعة وانه سیخرج في امتي اقوام تتجاری بهم تلک
الاهواء کما یتجاری الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق
ولا مفصل الا دخله فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیشک آویگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی
اسرائیل پر موافق اور ٹھیک آپس مین یعنی

جو حال بنی اسرائیل کا ہوا ویسا ہی حال میری امت کا بھی ہوگا یہان تک کہ اگر تھا بنی اسرائیل مین کوئی شخص کہ آیا اپنی ماپر یعنے جماع کیا اپنی ماسے کھلا کھلی تو بیشک ہوگا میری امت مین جو شخص کہ کرے گا ایسا فعل بد کو یعنے اگر ایسا ہی اسرائیل مین ہوا ہوگا تو انمین بھی ہوگا یہ معنے نہین کہ یہ فعل خواہخواہ ہوگا اور بیشک بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر مذہب پر اور متفرق ہوگی امت میری اُن لوگون مین سے جو ایمان لائے ہین اور قبلہ طرف منہہ کرتے ہین تہتر مذہب پر یعنے اصول اور عقاید انکے جدا جدا ہونگے اور اگر اصول اور عقاید مین موافق ہون اور فروع یعنے فقہی مسئلون مین آپس مین مخالف ہون جسطرح چار روا مین کہ اصول اور عقاید مین آپس مین موافق ہین اور فقہی مسئلون مین مخالف تو یہ جدا مذہب نہ ٹھہرینگے کیونکہ مذہب کا جدا ہونا اصول اور عقاید کے جدا ہونے سے ہوتا ہی جب اصول عقاید مین موافق ہوئے اگرچہ فروع مین مخالف ہون تو مذہب ایک ہی ٹھہرا جیسا کہ حضرت کے صحابہ اصول اور عقاید مین سب موافق تھے اور فروع مین مختلف تھے مگر سبکو حضرت نے ایک مذہب والا

سمجھا اور اُنمین سے ہر ایک کی پیروی کو نجات کی راہ فرمایا اب آگے فرمایا کہ بہتر مذہب جو نکلینگے تو وے سب دوزخ کے مستحق ہونگے اپنے برے اعتقاد کے سبب سے مگر اُنمین سے ایک مذہب والا ❊ صحابہ نے عرض کیا کون ہے وہ ایک مذہب یا رسول اللہ فرمایا اُس دین والا جسپر مین ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اِسکو ترمذی نے ❊ اور امام احمد اور ابو داؤد کی روایت مین حضرت معاویہ سے یون آیا ہے کہ بہتر مذہب والے دوزخ کی آگ مین اور ایک مذہب والا بہشت مین اور وہ ایک مذہب والا نام رکھا جاویگا جماعت اسواسطے کہ وہ سب کلمۂ حق پر متفق اور مجتمع ہونگے اور اُسی راہ پر ہونگے جسپر جماعت یعنے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے جو سیدھی راہ پر رہے ہین اور بہتر زمانے مین رہے ہین اجماع کیا ہوگا ❊ اور بیشک حال یہہ ہی کہ نکلینگے میری امت مین گروہین کہ اثر کریگی اُنمین وہ خواہش نفسانی یعنے مذہب باطل جو لوگون نے اپنی خواہش کے موافق نکالا ہی وہ اُنمین اثر کریگا جیسا کہ اثر کرتا ہی زہر دیوانے کتے کا کتے کے کاٹے کو نہین باقی رہتی اُس کتے

کاٹتے ہوئے کبھی کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ بند مگر کہ داخل
ہوتا ہی وہ زہر اُس میں (ف) دیوانے کتے کے کاٹنے
سے جو بیماری ہوتی ہی اُسکو عربی میں کلب کہتے ہیں
اور جس آدمی کو یہہ مرض دیوانے کتے کے کاٹنے سے
ہوتا ہی وہ نہیں دیکھ سکتا اگر پانی کی طرف دیکھے اور جو
پانی کو دیکھتا ہی تو چلاتا ہی اور بیطاقت ہو جاتا ہی اور
اکثر مارے پیاس کے مرجاتا ہی اور پانی نہیں پی سکتا
اور یہہ مرض مالیخولیا کے مشابہ ہوتا ہی اور اس
مرض کا زہر تمام بدن میں گھر کرتا ہی اور اُس سے نہایت بری
خواہشیں اٹھتی ہیں اور تمام رگوں میں اثر کرتی ہی ☆
مانند اہل بدعت اور ہوا کی خواہش والے اس مرض والے
سے اسواسطے فرمائی کہ یہہ مرض کتے کے کاٹنے کو ہوتا ہی
اور اُسکا ضرر دوسروں کو بھی پہنچتا ہی کہ اگر وہ
شخص کسی کو کاٹے تو جسکو کاٹے اُسکا بھی یہی حال ہو
اسی طرح اہل بدعت اور ہوا کا مذہب کہ اُسکو
جیسے ہلاک کرتا ہی اور جو اُسکے مذہب کی پیروی
کرے اُسکو بھی ہلاک کیا کرتا ہی گویا وہ وسواس
لگاتا ہوا چلتا ہی ☆ اور جسطرح کہ اس بیماری والا پانی
سے جو موجب زندگی کا ہی بھاگتا ہی تاوقتیکہ پانی پی نہیں

سکتا پیاسا مرجاتا ہی اُسیطرح اہل بدعت و ہوا دین
کے فہم سے بھاگتے ہیں اور اُسکے فایدہ نہین لے سکتے
اُسکے فائدہ سے محروم مرتے ہیں اور جہالت اور
بدعت کے میدان مین مفت جان دیتے ہیں تو جیسا
اُس مرض والے سے آدمی اپنی تئین بچاتا ہی اُسی
طرح اہل بدعت و ہوا سے اپنی تئین بچاوے اب جو
کوئی جماعت کو چھوڑ دے اور علم دین یعنی قرآن
حدیث فقہ سے انکار کرے اُسکا حال یہی ہو ایسے
بدمذہب والے کو دیوانہ کتا سمجھنا چاہیئے اور اُس سے اپنی راہ
بچانا چاہیئے تیسرا فائدہ فقہ کی فضیلت کے بیان مین
فرمایا اللہ صاحب نے گیارہویں سپارے سورہ توبہ
مین فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ پھر
کیون نہ نکلے ہر فرقے مین سے اُنکے ایک حصہ یعنی تھوڑے سے
لوگ جہاد کو نکلین اور باقی شہر مین ٹھہرے رہین تا
سمجھ پیدا کرین دین مین اور فقہ سیکھین اور تا کہ
ڈر سناوین یعنی خبر پہنچاوین وہی فتویٰ اپنی قوم کو جب وہ
لوگ پھر آوین جہاد سے اُنکی طرف شاید وہ بچتے
رہین یعنی فقہا کے ڈرانے کے سبب سے برے کام

سے بہ اثر کرین یہہ ترجمہ تفسیر حسینی اور ترجمہ ہندی
سے کیا ترجمہ ہندی مین اس آیت کا فائدہ یون لکھا ہے
ف * یعنی ہر قوم مین سے چاہیے بعضے لوگ
پیغمبر کی صحبت مین رہین اور علم دین سیکھین اور
پیچھلون کو سکھلاوین اب پیغمبر موجود نہین لیکن علم
دین موجود ہی طلب علم فرض کفایہ ہی اور جہاد فرض
کفایہ ہی * اس آیت سے فقہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی
گئی کیونکہ اسکے واسطے اللہ تعالی نے بڑی تاکید فرمایا اور
جیسا جہاد کے واسطے نکلنے کا حکم کیا ویسا فقہ سیکھنے کے
واسطے حضرت کی جماعت مین حاضر رہنے کا حکم کیا
اور حدیثون مین فقہ کی بزرگی بیشمار ہی انھمین
سے پانچ حدیث لکھتے ہین سو مشکوۃ مصابیح مین
کتاب العلم کی پہلی فصل مین معاویہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہی کہ انھون نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما
انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی
اسکے ساتھ بھلائی کا فقیہ کرتا ہی اور سمجھہ دار بناتا ہی اسکو
دین مین اور تحقیق مین بانٹنے والا ہون اور اللہ بخشتا ہی آپکو

دین مین اور اُسکے بصیرت کے دیدہ کو کھول دیتا ہی تاکہ وہ قرآن اور حدیث کے معنے دریافت کرسکتا ہی اور اُسکے احکام کی حقیقت کو دریافت کرتا ہی ❁ فقہ کے معنے اصل مین فہم اور دانائی کے ہین اور شرع مین شمہی احکام کے علم پر یہہ لفظ مشہور ہوئی پھر آگے فرمایا کہ اور سوائے اسکے نہین کہ مین بانٹنے والا ہون اور اللہ دیتا ہی جسکو چاہتا ہی اور جو کچھہ چاہتا ہی فقہ اور دین کی فہم سو دیتا ہی یہہ حدیث بخاری مسلم دونون مین ہی اور اِسی حدیث کے معنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوا رَوَاہُ مُسْلِمٌ آدمی لوگ جو ہین کہان ہین مانند کہان سونے اور چاندی کے یعنے آدمی کی ذات مین جو اللہ تعالی نے شرف اور جوہر امانت کیا ہی سو بزرگی اخلاق اور خوبی صفات مین اُنکا حال تفاوت رکھتا ہی کسی مین کم خوبی ہی کسی مین زیادہ جسطرح کہان کہ کسی مین ایسی لیاقت ہی کہ اُسمین لعل اور یاقوت پیدا ہو ❁ اور کسی مین سونا اور چاندی ❁ اور کسی مین لوہا اور

تانبا ⊛ اور کستی مین سرمہ اور چونہ وغیرہ ⊛ سو نیک اُنکا
جاہلیت مین نیک اُنکا ہی اسلام مین جب وقت فقیہ
ہوون اور عالم دین کا سب پاکہین ⊛ یعنے جو شخص کہ اصل
مین اپنی ذات کی قابلیت اور لیاقت کے سبب
سے جاہلیت کی حالت مین نیک تھا اور اپنے قوم مین
بہتر تھا اور نیک کام جو عقلمندون کے نزدیک بہتر
سمجھے ہوے کرتا تھا تو اُسی شخص سے دین اسلام مین
داخل ہونے کے بعد بھی اچھے کام ہوتے ہین لیکن جسطرح
کہ سونا چاندی اپنی کہان مین خاک مین ملا رہتا ہے
اور جب گلایا جاتا ہے تب آگ کی میل دور ہو جاتی
ہے اور صاف مال نکل آتا ہے اُسی طرح جاہلیت مین
نیک کام تو کرتا تھا لیکن کفر کی تاریکی مین ساتھ کے
فرق تھا جب دین اسلام مین آیا تب کفر کی
آلایش میل کچیل سب دور ہو گئی اور آپ کا جوہر
خالص ہو کر نکل آیا اور اپنے وقت کے سب لوگون
سے افضل اور بہتر ہوا مگر یہ بات کب حاصل ہو گی
جب علم فقہ حاصل کرے گا روایت کی اس حدیث کو
مسلم نے ⊛ اور مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم
کی دوسری فصل مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فقیہ سخت زیادہ ہی شیطان پر ہزار عابد سے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث کے بعد تیسری حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْہٌ فِی الدِّیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصلتیں ہیں کہ نہیں جمع ہوتیں منافق میں وہ دو خصلتیں یہ ہیں نیک چال چلن اور فقہ یعنی دین کے احکام دریافت کرنے کی سمجھ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسند میں ابو یوسف قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں پیدا ہوا سنہ اسی میں اور اپنے باپ کے ساتھ حج کو گیا سنہ چھیانوے میں اور اُسوقت میں سولہ برس کا تھا پھر جب داخل ہوا مسجد حرام میں تو دیکھا ایک بھاری حلقہ یعنی دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں تب اپنے باپ

نے اعتراض کیا کہ یہ شخص کا حلقہ ہی تب اُنھون نے فرمایا کہ
سنا میں نے عبد اللہ بن عمرو ابن ابی زید سے کہ جو صحابی
تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے بیٹھا ہین
تو ایک حدیث سنا وہ کہتے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ہمہ ورزقہ
من حیث لا یحتسب سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے تھے جو شخص سیکھے فقہ دین اللہ کے تو دین
میں کفایت کرتا ہے اللہ تعالی اسکو یعنی اللہ اسکے مہمات
کو اور دیتا ہے اسکو روزی جہان سے گمان بھی نہیں ہوتا
اسکو جہان سے [illegible] اسکو خیال بھی نہین ایسا فقہ آئین
علم فقہ کی فضیلت سمجھو اور دریافت ہو چکی مسلمان کو لازم
ہے کہ ہمیشہ اسکو پڑھنے والا ہو وے اگر تین دن میں ایک کو چھوڑا
تو خیر نہین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تین دن کے بعد تک
یہان تک جب تک علم طلب ہو اوس سے اگر رضا الخ [illegible]
کا مضمون سنا اور سمجھے کہ اسکے رضا لاتے ہین آیتہ
حدیث [illegible] تفسیر اور قدیم اکتا ہون اور طالبین
سے اسکے تعلق جانے ہے بات کا اگر ایسا ہو تو ایسے طالب کو
سمجھا کر لوگ [illegible] سکتا ہین کے تو
بیشک بیچ میں بھی ہو جب آپ سے نصیحت ہین گے

تب اُن لوگون نے کئی شبہے عوام لوگون کے سامھنے بیان کرنا شروع کیا جسمین عوام لوگ اِسمین رسالہ کے فایدہ سے محروم رہین اِسواسطے ہمکو اُن شبہون کا جواب لکھنا ضرور پڑا جسمین لوگ اُن شبہون سے دھوکھا کھاوین پہلا شبہہ یہ ہی کہ لوگون سے کہتے ہین کہ رسالہ تقویت الایمان جو حضرت مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہی اُسکے رد مین رسالہ تقویت الایمان لکھا گیا ہی سو مسلمانون تم لوگ ہوشیار رہنا یہہ محض بہتان ہی بلکہ یہہ رسالہ ہمارا تقویت الایمان کے موافق ہی اور جیسا کہ اِس رسالہ کا نام اُس رسالہ کے نام سے موافق ہی ویسا ہی اِسکے مضمون بھی اُسکے مضمون سے برابر موافق ہین دونون رسالون کے مضمون کو انصاف سے دیکھنے مین حقیقت صاف کھل جاویگی مگر ایسے مذہب والون کی سمجھ سے لاچار ہین کہ وہ لوگ سب بات الٹی سمجھتے ہین اُنکی سمجھ کا حال تو اوپر معلوم ہوچکا کہ جس حدیث سے نام تراویح کو سنت کہتے ہین اُسی حدیث سے وہ لوگ تراویح کو منع کرتے ہین اور رسالہ الدوہ مست اور صراط المستقیم کے مضمون سے باہم فقہ پر عمل کرنا اور تقلید کرنا

درست کہتے ہیں اور وہ لوگ آپس کے مضمون
سے تقیہ پر عمل کرتے اور تقیہ کو منع کرتے ہیں جیسا کہ
یہہ سب مضمون اوپر گذر چکا اب اس سے سمجھ لی
گیا علاج ❀ بیت ❀ تو آن نیم آنکہ بنازم ما نمود و ن بکسے
جسو و را چہ نیم کو بخود بہ بیچ و بر لست ❀ دوسرا شبہہ یہہ
ہی کہ کہتے ہیں کہ سواد اعظم کی پیروی کرنے کا جو حدیث
میں حکم ہی تو چاہئے تھا اماموں نے سواد اعظم کی پیروی
کیوں نہ کی اور اپنا مذہب کیوں ایجاد کیا سو آگے اس
شبہہ کا یہہ جواب ہی کہ پہلے تو مذہب والوں کو اماموں
سے کیا کام ہی فرض کیا کہ اگر نعوذ باللہ منہا اماموں نے سواد
اعظم کی پیروی نہ کی ہوگی تب بھی تو ان مذہب
والوں پر لازم ہوا سواد اعظم کی پیروی کا حکم ہو تو ثابت
ہو لیکے کہ نہیں پھر ایسی بات بنانے سے کیا فائدہ ❀
سو اللہ کے فضل سے اماموں نے تو سواد اعظم کی خوب پیروی
کی ہی انکو یہہ کہاں سے معلوم ہو کہ اماموں نے سواد اعظم
کی پیروی چھوڑ دی تھی بلکہ حقیقت یہہ ہی کہ وہ لوگ
تو اپنے وقت کے سواد اعظم کے جو صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین تھے تابع تھے اور اس وقت کے سواد اعظم کا اسی پر
اتفاق تھا کہ حضرت امام جعفر کی لیاقت ہو وہ نہ تو بعد کرنے اور

جسکو جس اصحاب کی روایت کی جو حدیث پہنچے
اُسپر عمل کرے سو اُن لوگون نے ایسا ہی کیا
رحمۃ اللہ علیہم ❀ باکی خوبی تو یہہ ہی کہ اُن لوگون نے جو
قرآن حدیث اجماع قیاس سے اجتہاد کر کے مسئلے
نکالا اُسپر سواد اعظم کا اتفاق ہوا اور سواد اعظم
نے اُنکے مذہب کو پسند اور قبول رکھا اب نئے مذہب
والے رود ہین جو سواد اعظم کے خلاف ہیں اور باقی
اماموں کے مذہب حق ہونے کی دلیل اوپر بخوبی لکھہ چکے
جو چاہے سو دیکھہ لے تیسرا شبہہ یہہ کہ کہتے ہیں کہ حضرت
مولانا محمد اسمٰعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو رفع یدین
کیا اور آمین اور بسم اللہ بلند آواز سے کہنا اختیار کیا
تو دو بات سے خالی نہین یا تو اُنھون نے سواد اعظم
کے خلاف کیا یا سواد اعظم کی پیروی کی اگر اُنھون
نے سواد اعظم کے خلاف کیا تو تم لوگ کہہ دو کہ اُنھون
نے سواد اعظم کے خلاف کیا اور اگر سواد اعظم کی
پیروی کی تو تم لوگ بھی رفع یدین کرو اور آمین
اور بسم اللہ بلند آواز سے کہو ❀ سو اس شبہہ کا یہہ جواب
ہی کہ سواد اعظم کا حکم ہی کہ جسکو حدیث صحیح صریح
غیر منسوخ پہچاننے کی لیاقت ہو اور جو علم قرآن حدیث

سمجھنے کو درکار ہیں تو بسبب علم اُسکو حاصل ہوئی تو وہ شخص جس مسئلے میں ترجیح پاوے اُس پر عمل کرے سو اُنمیں لیاقت تھی اُنھوں نے اپنے اجتہاد سے جسمیں ترجیح پائی اُس پر عمل کیا خواہ اپنے اجتہاد میں خطا کی خواہ ٹھیک سمجھے دونو صورت میں بموجب حدیث کے اُنکو ثواب ملا جیسا کہ جامع ترمذی میں باب ما جاء فی القاضی یصیب و یخطی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ فَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَ اِذَا حَکَمَ فَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ جسوقت کہ حکم کیا اور فتوی دیا حاکم نے اور حکم کرنے کے واسطے اجتہاد کیا پھر مطلب کو ٹھیک پہنچا تو اُسکے لئے دو ثواب ہیں اور جسوقت کہ حکم کیا اور فتوی دیا اور اپنے اجتہاد کرنے میں چوکا تو اُسکے لئے ایک ثواب ہی ❁ اور باقی ہم سب کو اُنکی تقلید کرنے کا باعث یہ ہی کہ اُنکے مجتہد ہونے پر سواد اعظم کا اتفاق نہیں ہی اور نہ ہر کسی کو اِس قدر علم ہی جو پہچانے کہ اُنکا اجتہاد ٹھیک ہوا یا نہیں تو پھر کس طرح اُنکی پیروی کریں بخلاف چاروں اماموں کے کہ اُنکے مجتہد ہونے

پر سواد اعظم کا اتفاق ہی ❁ اما مالک محدث رحمہ اللہ اپنے
خود صراط المستقیم میں چاروں اماموں کی تقلید کو پسند
کیا ہی اور اِس بات میں سواد اعظم کی موافقت فرمائی
ہی اور اپنی تقلید کا صراط المستقیم میں کچھ ذکر نکیا تو
سواد اعظم کی پیروی کرتے ہیں ہمنے سواد اعظم کی
پیروی بھی ادا ہوئی اور محدث رحمہ اللہ کی بھی بخلاف
ہوئے مذاہب والوں کے کہ اُنسے کسی کی پیروی نہوئی ❁
اور بعضے فقہی مسئلوں میں محدث رحمہ اللہ کی تقلید
جو ہمنے نکی تو اِسسے کچھ ہمارے اعتقاد میں اُس
جناب کے ساتھہ حایان نہوا مالک وہ ہمارے اُستاد
ہیں اُنسے ہمکو اعتقاد ہی جسطرح ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کی تقلید کرتے ہیں اور دوسرے اماموں کی نہیں تو کچھ
اُنسے بے اعتقاد نہیں ہیں یا حضرت عبد القادر جیلانی
رحمہ اللہ کے طریقہ میں مرید ہیں اور وہ حنبلی مذہب
تھے تو ہم جو حنبلی مذہب کی تقلید نہیں کرتے تو اُنسے
بے اعتقاد نہیں ہیں اور اگر حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ
کا رفع یدین کرنے اور آمین اور بسم اللہ بلند کہنے کے مسئلے
میں ترجیح پانا کفایت کرتا تو حضرت مولانا عبد الحی
رحمہ اللہ اور حضرت پیر و مرشد امیر المومنین سید احمد

ادا م اللہ برکاتہ بھی تو فعل اختیار کرتے اور اپنے سارے
قافلہ اور ہم سب مریدوں کو بھی حکم کرتے بارے آخر عمر میں
حضرت مولانا محمد اسمعیل رحمہ اللہ نے بھی اس فعل کو ترک
کیا اس بات کے ہزاروں گواہ عادل موجود ہیں پھر اگر غیر
مذہب والے کہیں کہ حضرت رحمہ اللہ نے ولایت میں
جا کے مصلحت وقت کیواسطے اس فعل کو ترک کیا تو انکا
جواب یہہ ہی کہ تم بھی اس ملک میں مصلحت کیواسطے
ترک کرو جسمیں آپس میں اتفاق رہے چوتھا شبہہ یہہ
کہ کہتے ہیں کہ جب صحیح بخاری اور مسلم کو صحیح جانتے ہو تو
زیادہ علم ہونے کا کیا ضرور جس حدیث کو اسمیں
صحیح لکھا ہو اسکو صحیح جانو اور اسپر عمل کرو اور
اس حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی کی تقلید نکرو
اس بات کیواسطے کچھ لیاقت نہ چاہیئے سو اس شبہہ
کا یہہ جواب ہی کہ اسمیں شک نہیں کہ محمد ابن
اسمعیل بخاری رحمہ اللہ جس حدیث کو صحیح بخاری
میں اور ابو الحسین مسلم بن الحجاج صحیح مسلم میں
صحیح لکھیں وہ صحیح ہی مگر یہہ ضرور نہیں کہ جب کوئی
شخص صحیح بخاری میں حدیث صحیح پاوے تو جس
حدیث صحیح پر پہلے سے عمل کرتا رہا ہو اس حدیث کا عمل

چھوڑ دینے پایا کہ صحابہ کا طریقہ اسکے خلاف تھا کہ آنحضرت
نے جسکو جو علم پہنچا تھا اُسپر عمل کرتے تھے اور
دوسرے صحابہ سے حدیث سنکر نہ آپسے انکار کرتے تھے اور
نہ اپنے عمل کو چھوڑتے باوجودیکہ ہر ایک صحابہ دوسرے
صحابہ کی روایت کی حدیث کو صحیح جانتے تھے کیونکہ صحابہ کی
روایت میں تو ضعف ہوتا ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ حدیث صحیح
پر عمل کرنیوالے کو ضرور نہیں کہ جس مسئلے پر پہلے سے
عمل کرتا تھا جب اُسکے خلاف دوسری حدیث پاوے
تب پہلی حدیث کا عمل چھوڑکے دوسری پر عمل کرے ❁
اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُس دوسری حدیث صحیح
سے انکار بھی نکرے کیونکہ دونو سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں ❁ اور حضرت نے تو خود امت
پر آسانی کیواسطے اپنے فعل کو کئی طرح پر کیا اسواسطے
کہ میرے جس فعل کو امت اختیار کریگی اُسی
سے اُسکی نجات ہوگی اور اگر اِس بات میں
امت کا فایدہ نہوتا تو اپنا عمل ایک ہی طرح پر رکھتے تو
جس بات کو حضرت نے پسند کیا اُسپر کسی کو
صلاح دینا مناسب نہیں اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ جس
حدیث کو بخاری مسلم میں صحیح کہا وہی صحیح ہی اور

جس حدیث سے مجتهدون نے فقهی مسئلے نکالے هین وه
ضعیف هی تو یه شبهه محض غلط هی کیونکه بخاری نے خود
کها هی که مین اس کتاب مین نهین لایا هون مگر جو
حدیث که صحیح هی اور بهت سی صحیح حدیثون کو مین
نے کتاب طول هونیکے خوف سے چهوڑ بهی دی هی اور
مسلم نے کها هی که جو کچه مین اس کتاب مین
لایا هون وه صحیح هی اور مین نهین کهتا هون که جو حدیث
مین اس کتاب مین نهین لایا هون وه ضعیف هی ❊
تو اس تقریر بزرگواران کے فرمانے سے نئے مذهب
والون کا شبهه غلط هوا اور معلوم هوا که اور کتابون
مین بهی حدیث صحیح موجود هین مثل جامع ترمذی اور
سنن ابو داؤد اور سنن نسائی اور موطا اور
سنن ابن ماجه وغیره کے ❊ اب ایک بات هے جاننے
کی هی آپ کا یاد رکهنا ضرور هی اور وه یه هی که حدیثون
کے صحت اور ضعف پر حکم کرنا معاصرین کے زمانے مین
پهر خلاف زمانے سابق کے هی اسواسطے که هو سکتا
هی که سابق کے زمانے مین جو لوگ تهے انکے وقت مین
ایک حدیث صحیح رهی هو اسی سبب سے که آپنے
اور رسول الله صلی الله علیه وسلم کے درمیان مین جو

لوگ اُس حدیث کے راوی تھے وہ متقی اور حافظے کے پورے تھے اور پھر اُسی حدیث مین متاخرین کے زمانے مین ضعف آگیا ہو اِس سبب سے کہ بعد اُس متقی راوی کے جو راوی ہین اُنکے حافظے اور تقوی مین نقصان ہو تو اب متاخرین محدثون کے ضعیف کہنے سے وہ حدیث ضعیف نہو گی بلکہ حدیث کے صحت اور ضعف کا حکم کرنا سابق والون کا معتبر ہی اور بہت سی حدیث ایسی ہین کہ سابق کے زمانے مین احاد تھین بعد اُسکے اُس حدیث کے راوی زیادہ ہوگئے وہی حدیث مشہور کہلائی اِس بات کا مفصل بیان جسکو منظور ہو وہ شرح سفر السعادت مین دیکھ لے اِس رسالہ مین بقدر احتیاج کے لکھ دیا خلاصہ یہ کہ مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو تابعین تھے اُنھون نے ایک حدیث کو صحابہ سے سنی اور صحابہ سب عادل تھے اُنکی روایت مین ضعف ہوتا ہی نہین تو اُنکے وقت مین وہ حدیث صحیح تھی اور اُس حدیث کی روایت مین ابو حنیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین ایک ہی شخص تھے پھر وہی حدیث بخاری کو پانچ واسطون سے پہنچی کہ بخاری اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین صحابہ سمیت پانچ
شخص ہین اور پانچون شخصون مین سے بعد صحابہ
کے جو چار شخص ہین کوئی ضعیف ہی تو وہ حدیث
ضعیف کہلائی یا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک حدیث
اُس تابعین سے جو متقی اور حافظے کا پورا تھا سنی تو وہ
حدیث صحیح ہوئی اور پھر وہی حدیث بخاری رحمہ اللہ
کو چھہ واسطے سے پہنچی کہ بخاری اور حضرت کے
درمیان مین صحابہ سمیت چھہ شخص ہین اور صحابہ کے
بعد جو پانچ شخص ہین اُنمین سے کوئی ضعیف ہی تو وہ
حدیث ضعیف کہلائی اب بخاری رحمہ اللہ بھی سچے
ہین اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ❁ فرق اتنا ہی کہ ابو حنیفہ
رحمہ اللہ اُس نیک زمانے مین تھے جسکی حدیث مین
تعریف ہی اُنکو تازی تازی نعمت ملی اور بخاری
رحمہ اللہ اُس زمانے مین نہ تھے اُنکو باسی نعمت
ملی پھر اُس باسی نعمت مین جس نعمت کو اُسکے
محافظون نے احتیاط سے رکھا اور اُسکا ذایقہ بدلنے نہ
پایا وہ نعمت مثل تازی کے بخاری کو ملی اور جس نعمت
کی حفاظت مین بے احتیاطی ہوئی اُسکا ذایقہ بدل گیا
تب بخاری کو ملی ❁ یہان مثال ہی حدیث صحیح کی اور

دوسری مثال ہی ضعیف کی اسی طرح دو بڑے اماموں کا حال سمجھو باقی اسمیں شک نہین کہ ابوحنیفہ اور دوسرے امامین رحمہم اللہ بخاری سے افضل تھے کیونکہ وہ لوگ نیک زمانے مین تھے اب ایسے کوئی شخص بخاری رحمہ اللہ کا درجہ کم نسمجھے بلکہ حدیث کی خدمت کرنے کی برکت سے اُنکو بھی حضرت کی مصاحبت کا ایک قسم شاید حاصل ہوا تھا غرض اُن صاحبون کے درجون مین جو کچھ تفاوت تھا تو آپس مین مثلا ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ کے پیشوا تھے اور یہ تینون امامین بخاری رحمہ اللہ کے پیشوا تھے اور بخاری رحمہ اللہ مسلم اور ترمذی وغیرہ محدثین رحمہم اللہ کے پیشوا تھے یا مثلا صحابہ پیشوا تھے تابعین کے اور تابعین تبع تابعین کے تو یہہ فرق آپس مین ہی اور ہمارے تو سب پیشوا ہین ٭ اس سب تقریر سے یہہ غرض ہی کہ جس حدیث پر ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عمل کیا ہی اسکے خلاف اگر صحیح بخاری مین حدیث صحیح ملے تو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عمل والی حدیث کو ضعیف نجانا چاہیئے بلکہ اُسکی تحقیق کرنا چاہئے اور دونو کو صحیح

سمجھنا چاہیئے مثلاً حدیث رفع یدین کرنے اور عدم رفع یعنی
رفع یدین نکرنے دونوں کی موجود ہی اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ
نے حدیث عدم رفع پر عمل کیا ہی تو عدم رفع والی
حدیث کو ضعیف نجاننا چاہیئے بلکہ خوب تحقیق کرنے کے
بعد ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عمل والی حدیث مین تو زیادہ
قوت پائی جاتی ہی اگرچہ دونو فعل حدیث سے ثابت
ہی اور ہمکو اسمین بحث کرنا منظور نہین مگر چونکہ نئے
مذہب والے زیادتی کرتے ہین اور لوگون سے کہتے ہین
کہ رفع یدین کی حدیث بڑی قوی ہی اور عدم رفع کی
ضعیف اور حنفیون پر طعن کرتے ہین لہذا اسلئے کچھ
تھوڑا سا اسکا بیان کرنا ضرور پڑا کہ ذرا انکا ہوش
ٹھکانے ہو جاوے ❁ اب بیان عدم رفع کے قوی ہونے کا
سنو ❁ حق یہہ ہی کہ حدیثین دونو فعل کی موجود ہین جیسا
کہ اوپر بھی ہمنے ذکر کیا اب دونو فعل کی حدیث سنو
ابو عیسی ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی مین باب
رفع الیدین عند الرکوع مین کہا ہی کہ حدیث بیان روایت
کی ہمسے قتیبہ اور ابن ابی عمر نے انہون نے کہا حدیث
روایت کی ہمسے سفیان ابن عیینہ نے انسے بیان کیا زہری
نے انسے سنا سالم ابن عبد اللہ نے انہون نے سنا اپنے

باپ عبد الله ابن عمر سے اُنھون نے کہا رَاَیتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ یَرْفَعُ یَدَیهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ مَنْکِبَیهِ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّکُوعِ وَ زَادَ بنُ عُمَرَ فِي حَدِیثِهٖ وَکَانَ لَا یَرْفَعُ بَینَ السَّجْدَتَینِ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھون کو یہان تک کو برابر ہوتے اُنکے دونو مونڈھون کے اور جب رکوع کرتے اور جب اُٹھاتے اپنا سر مبارک رکوع سے اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ زیادہ کیا ابن عمر نے اپنی حدیث مین یہہ مضمون اور تھے نہ اُٹھاتے دونو سجدون مین اور اِس حدیث کے روایت کے بعد جیسا کہ ترمذی کی عادت ہی بیان کیا کہ اِس باب مین عمر اور علی اور وائل ابن حجر اور مالک ابن حویرث اور انس اور ابو ہریرہ اور ابی حمید اور ابی اُسید اور سہل ابن سعد اور محمد ابن مسلمہ اور ابی قتادہ اور ابی موسی اشعری اور جابر اور عمیر لیثی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہی اور کہا ابو عیسی نے حدیث ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہی اور اِسی حدیث کے موافق کہتے ہین بعضے علم والے اصحاب نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے انمین سے ہین ابن عمر اور جابر ابن
عبد اللہ اور ابو ہریرہ اور انس اور ابن عباس
اور عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ اور اسی حدیث کے
موافق کرتے ہین تابعین مین سے حسن بصری اور عطا
اور طاؤس اور مجاہد اور نافع اور سالم ابن عبد اللہ
اور سعید ابن جبیر وغیرہ اور اسی موافق کہتے
ہین مجتہدون مین سے مالک اور معمر اور اوزاعی اور
عبد اللہ ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحق
اور یہہ بھی ذکر کیا کہ ابن مبارک نے کہا کہ حدیث رفع
یدین کی ثابت ہوئی ہی اور ذکر کیا اسی حدیث کو
جو اوپر ذکر ہوئی ہی عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے
اور کہا کہ حدیث رفع یدین نکرنے کی جو ابن مسعود سے
روایت ہی وہ ثابت نہوئی یہان تک ترمذی کا مضمون
ہی ❊ اب اس مقام مین کوئی یہہ نہ سمجھے کہ رفع یدین نکرنے
کی حدیث کو ابن مبارک نے ضعیف کہا تا کہ اسکے
یہہ معنی ہین کہ عبد اللہ ابن مبارک کے نزدیک عدم
رفع کی حدیث اس درجہ کی نہین ہی بلکہ حسن
ہی جیسا کہ ابو عیسی ترمذی رحمہ اللہ اسکو حسن
لکھتے ہین اور سوا اسکے یہہ حدیث اس روایت

سے جو مذہبی بیان کرتے ہیں حسن ہی اور ترک رفع کی
روایتوں سے عدم رفع کی حدیث تو صحیح اور قوی
ثابت ہوتی ہی جیسا کہ قریب ہی وہ سب بیان کرتے
ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اب ابو عیسےٰ ترمذی رحمہ اللہ
عدم رفع کی حدیث کو اُسی حدیث کے بعد روایت
کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہی ❋ حدیث روایت کی ہمسے
ہناد نے اُسنے کہا حدیث روایت کی ہمسے وکیع نے
اُسنے سنا سفیان سے اُسنے سنا عاصم ابن کلیب
سے اُسنے عبد الرحمٰن ابن اسود سے اُسنے علقمہ سے
علقمہ نے کہا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ اَلَا اُصَلِّي بِکُم صَلاۃَ
رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا
فِي اَوَّلِ مَرَّۃٍ کہا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
بھلا تمھارے دکھانے کے لئے تمھارے ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہ پڑھوں یعنے تمکو جو شوق
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز دیکھو
تو میں پڑھتا ہوں دیکھو پھر نماز پڑھی سو نہ اُٹھایا اپنے
دو نو ہاتھوں کو مگر پہلی بار یعنے تکبیر تحریمہ کے وقت ❋
کہا ابو عیسیٰ نے اور اِس باب میں روایت ہی
براء ابن عازب سے کہا ابو عیسیٰ نے حدیث ابن

مسعود کی حدیث حسن ہی اور اسی حدیث کے
موافق کہتے ہیں بہت سے لوگ علم والے اصحاب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مین سے اور تابعین مین سے اور یہی قول
ہی اسفیان کا اور اہل کوفہ یعنے ابو حنیفہ کا ❁ ف
اِس حدیث مین کہا کو بعضے اصحاب اِس موافق
کہتے ہین اور اِسمین کہا کہ بہت سے اصحاب اِس
موافق کہتے ہین تو جیسا کہ یہہ حدیث سند کی راہ سے
ابو عیسیٰ کے نزدیک درجے مین کچھ کم تھی ویسا
بہت سے اصحابون کے عمل سے پھر آسکے برابر ہوگئی
یہان سفر کے نسبت سے کتابین موجود نہین ہین نہین
تو اِس مقام ہین بہت کچھ لکھتے مگر الحمد یہہ کہ شرح
سفر السعادت موجود ہی اِسمین جو محدث رحمہ اللہ
نے اِس مقام کی تحقیق کی ہی وہ کب ہم سے ہو سکی
سو اِس بات مین حدیثین جو محدث رحمہ اللہ نے لکھا
ہی کچھ اُسمین سے خلاصہ کرکے لکھتے ہین اللہ اُنکو جزاے خیر
دے عجب منصف اور محقق تھے حقیقت مین ہم
جتنے مفروضات نی ہین اُنھین کے خوشہ چین ہین اور
اور اُنھین کے خوان نعمت کے نمک خوار ہین اگر
اُنکی بات نہ مانین تو بڑے نمک حرام ہون ❁ اب

جو ہم لکھتے ہیں سب اُسی کتاب کا خلاصہ ہی جیسے رکوع
میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع
یدین کرنے کی حدیث ابن عمر کی جو اِس سند سے
روایت ہی کہ ❁ مالک نے روایت کیا زہری سے اُنھنے
سالم ابن عبد اللہ ابن عمر سے اُسنے اپنے باپ ابن
عمر سے سو امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا میں اِس
حدیث کی روایت کے بعد کہتے ہیں کہ سنت وہ ہی
کہ تکبیر کہے ہر خفض اور رفع میں یعنے اللہ اکبر کہے ہر
جھکنے اور اُٹھنے میں لیکن ہاتھ کا اُٹھانا جو شروع نماز میں
ایک بار ہوتا ہی اُسکے سوا ثابت نہیں اور یہہ قول
ابی حنیفہ کا ہی اور اِس باب میں بہت سی روایتیں
آئی ہیں ❁ بعد اُسکے عاصم ابن کلیب جرمی کی حدیث
کو کئی روایتوں سے روایت کیا ہی اور اُسنے اپنے
باپ سے جو تابعین امیر المومنین علی ابن ابیطالب
رضی اللہ عنہ کے ہیں روایت کیا ہی کہ حضرت علی تکبیر
اولی کے سوائے رفع یدین نکرتے تھے ❁ اور ابراہیم
نخعی سے روایت کیا ہی کہ اُسنے کہا مت اُٹھاؤ تو
ہاتھوں کو نماز میں تکبیر اولی کے بعد یعنے تکبیر اولی کہتے
وقت اُٹھا پھر مت اُٹھا ❁ اور روایت کیا ہی کہ ایک

روز نخعی کے نزدیک ایک مرد نے وائل حضرمی سے
ایک حدیث روایت کیا کہ اسنے کہا کہ نماز پڑھی
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر
دیکھا مین نے کہ آن حضرت نے اٹھایا اپنا دونو ہاتھ
نزدیک تکبیر اولی کے اور نزدیک رکوع کے اور
نزدیک سر اٹھانے کے رکوع سے سب نخعی نے کہا کہ
مین نہین جانتا ہون مگر یہ کہ اسنے آن حضرت صلی اللہ
وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا مگر اسی روز سو اسنے
یاد کر لیا اس عمل کو آن حضرت سے ❁ اور یاد
کیا ابن مسعود اور انکے یارون نے اور مین نے انمین
سے کسیکو نہ دیکھا اور نہ کسی سے سنا اس
عمل کو اور وے لوگ نہین اٹھاتے تھے اپنے ہاتھون
کو مگر شروع نماز مین تکبیر اولی کہتے وقت اور عبد
العزیز ابن حکیم سے روایت کیا کہ اسنے کہا کہ دیکھا
مین نے عبد اللہ ابن عمر کو کہ وہ اٹھاتے تھے ہاتھون کو
تکبیر اولی کہتے وقت اور اسکے سوا کہین نہین
اٹھاتے تھے اور سفیان ثوری سے بھی حدیث ابن
مسعود کی جسمین رفع یدین مکرر روایت ہے لقایا
کیا یہان تک موطا کا مضمون ہے ❁ اور اس باب

طحاوی کی روایتین جو خالفون نے نقل کیا ہی بڑی
مشکل ہی سو وہ روایت یہ ہی کہ طحاوی نے مجاہد سے
جو تابعی ابن عمر کے ہین روایت کیا ہی کہ مجاہد نے کہا کہ نماز
پڑھی مین نے پیچھے ابن عمر کے سو وہ نہ تھے اُٹھاتے دونو
ہاتھون کو مگر تکبیر اولی کہتے وقت ❀ اور اسود نے کہا
کہ دیکھا مین نے عمر ابن خطاب کو کہ نہ اُٹھاتے تھے اپنے
دونو ہاتھون کو مگر تکبیر اولی مین تو جب حضرت
علی اور حضرت عمر اور ابن مسعود کہ جنکو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی کا مرتبہ حاصل تھا رفع
یدین کرنے کی طرف ہون اور پھر ابن عمر کو بھی جو
رفع یدین کی حدیث کے راوی ہین مجاہد نے دیکھا کہ
وہ بھی رفع یدین نکرتے تھے تو اب جو روایت اسکے
برخلاف نقل کرین تو اُسپر کسطرح عمل کرین ❀
اور شرح ابن ہمام مین دار قطنی اور ابن عدی کی
حدیث روایت کیا ہی کہ اُنھون نے روایت کیا محمد
ابن جابر اور حماد ابن ابی سلیمان سے دونون نے ابراہیم
سے اُسنے علقمہ سے اُسنے عبد اللہ ابن مسعود
سے کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے

ساتھ سوا ان صاحبوں نے اپنے ہاتھ کو نہ اُٹھایا مگر نماز
کے شروع کرنے وقت اور یہہ بھی نقل کیا کہ ابو حنیفہ
اور اوزاعی سے کہ بیچ دار الحیاطین میں ملاقات
ہوئی تب اوزاعی نے کہا کہ تم لوگ کیوں نہیں اپنے
ہاتھ اُٹھاتے رکوع جانے وقت اور سر رکوع سے سر
اُٹھاتے وقت تب امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اس
سبب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس باب میں کوئی حدیث صحت کو نہ پہنچی تب
اوزاعی نے کہا حَدَّثَنِی الزُّہْرِیُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ
الصَّلٰوۃَ وَعِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْہُ حدیث روایت
کی مجھسے زہری نے اُسنے سنا سالم ابن عبد اللہ سے
اُسنے سنا اپنے باپ عبد اللہ ابن عمر سے کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اُٹھاتے اپنے دونوں
ہاتھوں کو جب شروع کرتے نماز اور رکوع جاتے وقت
اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ٭ تب ابو حنیفہ نے
کہا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ
عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ بِشَیْءٍ

مِنْ ذٰلِكَ حدیث روایت کی ہمسے حماد نے اُسنے
سنا ابراہیم سے اُسنے سنا علقمہ اور اسود سے
دونوں نے سنا عبداللہ ابن مسعود سے کہ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نہ اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ مگر
نماز کے شروع کرتے وقت پھر کسی ارکان میں یہہ
فعل نکرتے ❁ تب اوزاعی نے کہا کہ میں روایت
کرتا ہون زہری سے وہ سالم سے وہ ابن عمر سے اور
تو اُسکے مقابلہ میں روایت کرتا ہی حماد سے اور
وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے یعنی میری حدیث تین
واسطون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی
ہی اور تمہاری حدیث چار واسطون سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہی ❁ تب ابو حنیفہ
نے کہا کہ واسطون کا زیادہ کم ہونا کچھہ معتبر نہین
ہی راوی معتبر چاہیے ہین سو حماد زہری سے زیادہ
فقیہ ہی اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہی اور
علقمہ ابن عمر سے فقہ مین کم نہین ہی اگرچہ ابن عمر کو
فضیلت صحابیت کی حاصل ہی اور اسود کو بھی اللہ
نے بڑی فضیلتین دی ہی اور عبداللہ تو پھر عبداللہ ہی
ہین اُنکی کہان تک تعریف کرین کیونکہ اُنکا درجہ

فقہ مین اور حضرت عائشہ کی نزدیکی مین مشہور
ہی کہ حضرت کے خادم تھے اور سفر مین اور گھر
مین ہر وقت حاضرباش تھے ۞ غرض اوزاعی نے اپنی
حدیث کو ترجیح دی سند کے نزدیک ہونے سے
اور ابو حنیفہ نے اپنی حدیث کو ترجیح دی راویون
کے فقیہ ہونے سے اور ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہی
جیسا کہ اصول فقہ مین مقرر ہی ۞ اور نہایہ مین جو
ہدایہ کی شرح ہی لکھا ہی کہ عبد اللہ ابن زبیر سے روایت
ہی کہ عبد اللہ ابن زبیر نے ایک مرد کو دیکھا کہ
وہ مسجد حرام مین نماز پڑھتا تھا اور اوپر اٹھاتا تھا
اپنے دونو ہاتھون کو رکوع جاتے وقت اور
رکوع سے سر اٹھاتے وقت تب کہا عبد اللہ
ابن زبیر نے ایسا مت کر یہہ ایک عمل ہی کہ کیا اسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بعد اسکے ترک
کیا یعنے یہہ حکم اول مین تھا پھر منسوخ ہوا اور کہا
ابن مسعود نے اٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
نے ہم لوگون نے بھی اٹھایا اور ترک کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و سلم نے ہم لوگون نے بھی ترک کیا ۞ اور
ابن عباس سے روایت ہی کہ انہون نے کہا کہ

حشر و مبشرہ نہین اُٹھاتے تھے ہاتھون کو مگر نماز
کے شروع مین ٭ تو جب مجاہد نے ابن عمر کا جنسے حدیث
رفع یدین کی امام شافعی کے نزدیک روایت
ہی اُسنے حدیث کے برخلاف عمل کرنا روایت
کیا اور کہا کہ مین نے برسون ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی
اور پھر کر نہ دیکھا کہ اُنھون نے رفع یدین کیا مگر
نماز کے شروع کرتے وقت تب رفع یدین کی حدیث
پر عمل کرنا ساقط ہوا اسواسطے کہ اصول حدیث
مین مقرر ہی کہ جب راوی اپنی روایت کے برخلاف
عمل کرے تب اُسکی روایت پر عمل کرنا ساقط
ہوتا یہان تک نہایہ کا مضمون تمام ہوا اوپر جو اُسکے
حوالے کے جواب مین لکھا ہی کہ ابن عمر کی پیروی
کرکے چند روز رفع یدین کیا تو اُسکے یہہ معنے کہ اُنکی
روایت پر عمل کرکے رفع یدین کیا تو یہان کا مضمون
اُسکے خلاف ہوا ابن عمر کا رفع یدین روایت کرنا تو
یہان بھی موجود ہی ٭ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ اب
معلوم ہوکہ اخبار اور آثار رفع اور عدم رفع کے دونو
طرف ثابت ہین اور بہت سے لوگ صحابہ اور
تابعین مین سے مخصوصا ابن مسعود اور اُنکے تابعین

عدم رفع کی طرف ہیں تو ایسی بات سے اور کچھ
خیال میں نہیں آتا مگر یہی کہ یہ بات کہیں کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وقتون میں دونو فعل
ظاہر ہوئے یعنی امت پر آسانی کیواسطے کبھی حضرت
نے تو یہ فعل کیا اور کبھی یہ جیسا کہ اسکا مذکور اوپر
بخوبی گذر چکا اور چونکہ علم اور فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
اور بعضے انکی عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور
اُنکے تابعیوں تک پہنچتی ہی اور طریقہ ابن مسعود کا
عدم رفع ہی اسواسطے مذہب حنفیہ میں انکا
طریقہ جاری ہی تمام اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے ۞ اور
ہمارے مذہب کے [illegible] علما [illegible] پر کفایت
نہیں کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ حکم رفع کا منسوخ
ہی اور جب ابن عمر کہ جو حدیث رفع یدین
کے راوی ہیں روایت کیا کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اُنہوں نے حدیث کے خلاف عمل کیا تو ظاہر
ہوا کہ حکم رفع یدین کا منسوخ ہی باوجود یکہ
اس باب میں بہت سی روایتیں اور حدیثیں
موجود ہیں سو اللہ اعلم ۞ بس سب مضمون کے
لکھنے سے یہی غرض ہی کہ بغیر تحقیق کے کوئی شخص

وہ کتاب پڑھ کے یا کسی سے سنکے مجتہدون کی
تقلید چھوڑ دے اور اُنکی روایت کو ضعیف جانے
ہان جسکو اللہ علم دے وہ حدیث قرآن سے مشتہی
مسئلونکو ملایا کرے اور تحقیق مین لگی کر تحقیق کرنے کا
ثواب لے اور حقیقت مین چارو اماموں مین سے جسکی تقلید
کرو گے وہ قرآن حدیث پر عمل کرنا ٹھہریگا کیونکہ مجتہدون
کی تقلید جو کرتے ہین تو اُنکو قرآن حدیث ہی کا اتباع
کے کرتے ہین اور ہمکو ہمارے عالموں کی گواہی
سے ثابت ہوا ہی کہ مجتہد لوگ قرآن و حدیث پر
عمل کرتے تھے اور اُسی سے اجتہاد کرنے کے مسئلے نکالتے
تھے اور اُنکی تحقیق ہماری تحقیق سے کہین بڑہی تھی اور
اُنکی نیت بخیر تھی اور وے سب حدیث قرآن پر چنگل
مارتے تھے جیسا کہ اسی رفع یدین کے مسئلہ کو خیال کرو
کہ اوزاعی رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک نیت سے حدیث
پر چنگل مارا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک
نیت سے حدیث پر چنگل مارا وے دونو سیدھی راہ پر
تھے مگر بعد سب تحقیق کے جو اوپر بیان ہو چکا یہہ
ثابت ہوا کہ رفع یدین نکرنے والے کو نہین پہنچتا
کہ اپنے فعل کو ترک کرنے کیونکہ اسکے فعل مین

بکمال قوت پائی گئی باقی رہا یہہ کہ شافعی مذہب پر طعن بھی
نہیں پہنچتا اُنکو جو حدیث پہنچی اُسپر عمل کرتے
ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دو تو حدیث پہنچی جسمیں
قوت پایا اُسپر عمل کیا اسیواسطے ہم لوگ جو
حنفی مذہب ہیں عدم رفع کی حدیث پر عمل کرتے
ہیں اور اِس بات کو سوچا چاہیئے کہ جب ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے اوزاعی رحمہ اللہ کے مقابلہ میں عدم رفع
کی حدیث کو ترجیح دی اور پھر اوزاعی نے اُنکے قول کو
رد کیا تو اب دوسرا کون ہے جو اُنکے قول کو رد کرے
بلکہ ابن عمر کا فعل بھی ابو حنیفہ کے مذہب کو قوت
دیتا ہے تو جب اِن سب دلیلوں سے جو مذکور ہوئین
ثابت ہوا کہ عدم رفع کو ترجیح ہے اور حضرت کا
آخری فعل یہی معلوم ہوتا ہے تب اُسپر عمل کرنا
مناسب ہوا ❁ پانچواں شبہہ عوام سے کہتے ہیں کہ فقہ
کی کتابوں میں ہر مسئلہ کی سند کہاں ابو حنیفہ تک
پہنچاتے ہیں جو ہم اُسکا اعتبار کریں اگر کہیں
ابو حنیفہ تک اُسکی سند ملے تو ہم اُسپر عمل
کریں ❁ اِس شبہہ کا تین جواب ہے اول یہہ ہے
کہ ہمکو کسطرح معلوم ہو کہ بخاری مسلم وغیرہ ا

حدیث کی کتابین صحیح ہین کیونکہ اُن کتابون کے مصنف کو دیکھا نہین آخر اپنے اُستادون اور بزرگون عالمون سے سنکے معلوم کیا کہ یہہ کتابین صحیح ہین اور اُنھین بزرگون سے سنکے معلوم کیا کہ ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ کتابین فقہ کی صحیح ہین تو اگر اُن بزرگون کو جھوٹھا جانین تو حدیث کی کتابون سے بھی ہاتھہ دھو بیٹھین اور ایسی بات کی کوئی دلیل نہین پاتے کہ اپنے اُستادون اور عالمون کو حدیث کی کتاب کے صحیح کہنے مین سچا جانین اور فقہ کی کتاب کے صحیح کہنے مین جھوٹھا جانین بلکہ ایسا مذہب رکھنے والا تو قرآن سے بھی محروم رہیگا اور اُسکے سچ ہونے مین بھی شبہہ کریگا کیونکہ قرآن کا کلام اللہ ہونا بھی حضرت کے وقت سے آج تک پیشواؤن سے سنتے آتے ہین اور اُنھین پیشواؤن سے سنتے آتے ہین کہ حدیث اور فقہ کی کتابین جو اہل سنت وجماعت کے مذہب موافق ہین صحیح ہین تو جب اُن پیشواؤن کو جھوٹھا جانا تو قرآن سے بھی منکر ہوئے اور جو وہ پیشوا سچے ہین تو قرآن حدیث فقہ سب سچ ہی سو ہم

تو اُن پیشواؤن کو سچا جانتے ہیں اب نئے مذہب والے جانیں اور اُنکا کام ❁ دوسرے یہہ کہ ہر علم کا عالمون کے نزدیک ایک طریقہ مقرر ہی حدیث کی کتابون مین تو سند ذکر کرتے ہیں اور تفسیر اور فقہ مین سند نہین ذکر کرتے اور اِسی طریقہ پر آج تک سوا ئے نئے مذہب والونکے کسی نے اعتراض کیا بلکہ سواد اعظم اور مسلمانون کی جماعت نے اِسی طریقہ کو پسند کیا ہی اور اِسی طریقہ کو قبول کیا سو جسکو جماعت سے چھوٹنا ہو وہ اِن خرافاتون کو سنے تیسرے یہہ کہ جسکو حدیث مین دخل ہو اور وہ فقہی مسئلون کو حدیث سے ملاوے تو خود حدیث اُن مسئلون کے سچ ہونے کی گواہی دیتی ہی ❁ غرض معلوم ہوا کہ یہے لوگ در پردہ قرآن حدیث کو بھی مٹایا چاہتے ہیں فقہ اور تفسیر کو کھلکے اور قرآن حدیث کو چھپے چھپے وسوا سین ڈالکے ❁ اب اِن وسواس ڈالنے والون کے وسواس سے بچاو اِسی مین ہی کہ قل اعوذ برب الناس پڑھا کرے ❁ اِس عاجز نے مدینہ مین حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ہم کسپر عمل کرین اور کس امام کی تقلید

مین نجات ہی فرمایا فقہ پر عمل کرو اور چارو اماموں
مین سے جسکی تقلید پر کوئی مریگا نجات ہی * اور بریلی مین
اپنے مرشد حضرت سید احمد ادام اللہ برکاتہ سے
پوچھا کہ کس پر عمل کرین آپ نے فرمایا کہ فقہ کی متون
کتابون پر مثل حدیث متواتر کے آنکھہ موند سے عمل
کیا کرنا اور فتاوی کو تحقیق کر لینا کیونکہ اسمین نرم
گرم سب طرح کی روایتین لاتے ہین * اور یہی بات
حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ وغیرہ علمای
دین کے تصنیفات سے صاف ظاہر ہی * جہان شبہہ
عوام کے سمجھے کہتے ہین کہ انکو سید صاحب سے
اعتقاد نہین ہی یہ سید صاحب کے طریقہ کے خلاف
ہین سو اسکا جواب ہم کیا دین اتنا کہتے ہین کہ اَلْمَرْءُ
یَقِیسُ عَلیٰ نَفْسِہٖ یعنی آدمی جیسا آپ ہوتا ہی ویسا
دوسرونکو بھی سمجھتا ہی سبحان اللہ مرشد کے طریقہ کے خلاف
طریقہ انکا ہوا اور اعتقاد ہمارا ابگڑے مرشد تو حنفی
ہو اور آپ حنفی ہونے سے انکار کرین مرشد نے
ہندوستان سے ولایت تک تمام لوگون کو متفق
کیا اور ان لوگون نے جماعت مین تفرقہ ڈال دیا

مرشد کے مرشد حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے فتوی پر طعن دے کریں اور اعتقاد ہمارا یکرنگیے ❁ اس بات کے ہزاروں مسلمان بھائی گواہ ہیں کہ جو مذہب ہمارا اول سے تھا وہی آج تک ہی ہو معلوم نہیں کہ ہم سے کیا قصور دیکھا جو ایسی بات کہتے ہیں شاید یہی قصور ہو گا کہ ہم اپنے قدیم مذہب پر قایم رہے اور کسی نیا دان سب کے کہنے سے تقلید کا پایہ چھوڑا ❁ اور الحمد للہ کہ اپنے مرشد حضرت امیر المومنین سید احمد ادام اللہ برکاتہ کو مقلد اور حنفی مذہب پایا اور اُنکے مرشد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور اُنکے مرشد اور والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ کو بھی مقلد اور حنفی مذہب پایا جو کوئی چاہے اِن بزرگوں کے تصنیفات کو دیکھ لے کہ کسقدر اپنی تصنیفات میں تاکید تقلید کی فرمایا ہی جیسا کہ دونو بزرگوں کی تصنیفات سے ہم اِس بات کو اوپر لکھ چکے اب ایک فائدہ عظیمہ لکھتے ہیں اُسکو سنو ❁ فائدہ عظیمہ اجتہاد اور تقلید کے بیان میں جب یہہ رسالہ تمام ہو چکا تب ایک رسالہ عربی زبان میں حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تصنیفات
سے جسکا نام عِقْدُ الْجِیْدِ فِی اَحْکَامِ الْاِجْتِہَادِ وَالتَّقْلِیْدِ
ہی مدد غیبی سے ہاتھہ لگا سو اُس رسالہ کو جو دیکھا
تو ایسا معلوم ہوا کہ تقویت الایمان اُسیکی شرح ہی
اگر یہہ رسالہ پہلے سے ملتا تو اُسیکا ترجمہ کرنا ہمہ مذہبیہ
کے رد کو کفایت کرتا تھا سو برکت کے واسطے
دو ایک مسئلے اُس رسالہ معتبر کے خلاصہ کرکے مختصر
اِس کتاب میں پیچھے سے داخل کیا کہ جو لوگ
اِس گھرانے کے معتقد ہیں اُنکو سواے قبول
کرنیکے چارہ نہو مسئلہ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ
مجتہد وہ شخص ہی کہ جسمیں پانچ قسم کے علم جمع
ہوں علم کتاب اللہ عز و جل کا اور علم سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور علم علماے سلف کے قول کا
کہ کس بات میں اُن سب نے اجماع کیا ہی اور کس
بات میں خلاف کیا ہی اور علم لغت کا اور علم قیاس
کا اور قیاس اُسکو کہتے ہیں کہ جسوقت کوئی حکم قرآن
اور حدیث اور اجماع سے صاف صاف اور کھلا کھلا
نپاوے تب اُس حکم کو قرآن اور حدیث سے قیاس
کرکے نکالے ❁ تو اب واجب ہی قرآن کے علم میں سے

اِن تیرہ باتون کا جاننا ❀ ناسخ ❀ منسوخ ❀ مجمل ❀ مفسر ❀ خاص ❀ عام ❀ محکم ❀ متشابہ ❀ کراہت ❀ تحریم ❀ اباحت ❀ ندب ❀ وجوب ❀ (ف) اِن الفاظون کی تفسیر اِس مقام مین طول کے خوف سے نہین کرسکتے عالم ہوگا تو اصول فقہ سے معلوم کر لیگا اور عوام کیواسطے چندان ضرور نہین ❀ اور حدیث مین واجب ہی اِن تیرہ چیزون کا جاننا اور صحیح ضعیف مسند مرسل کا بھی اور ترتیب کتاب کی سنت پر اور ترتیب سنت کی کتاب پر یعنے دونون کے رتبے کا نگاہ رکھنا اور اُنکے حکم کو موافق کر دینا جسمین ایسا ہو کہ کوئی ایسی حدیث پاوے کہ وہ ظاہر مین قرآن کے موافق ہو تو پھر حکم اُسکا بڑہ جاوے اور حدیث نبوی تو ایسی ہوتی نہین بلکہ حدیث تو قرآن کے مضمون کو کھول دیتی ہی اور اُسکے مخالف ہوتی ہی نہین اور اِن سب چیزون کا جاننا اُن آیت حدیثون مین جو احکام شرع مین وارد ہین واجب ہی اور قصے اور اخبار اور وعظ کے طریق پر جو آیت حدیث ہین اُنمین اِن چیزون کا جاننا واجب نہین ہی اور اِسیطرح واجب ہی اُسقدر

علم لغت کا جاننا جسقدر لغتین اُن آیت حدیثون مین آئی ہین جو احکام شرع مین وارد ہین عرب کی ساری لغتون کا جاننا واجب نہین ہی اور لغت مین اسقدر دخل چاہئے جسمین کلام عرب کے مطالب کو دریافت کر سکے اور مقام اور احوال کا اختلاف سمجھ سکے کیونکہ اللہ رسول نے عربی زبان مین حکم فرمایا ہی سو جو کوئی اُس زبان کو نجانے گا سو شرع کے احکام سے نہ واقف ہوگا ❁ اور صحابہ اور تابعین کے قول سے جو احکام شرع مین وارد ہین اور فقہای اُمت کے معتبر قول سے جو فتوی مین وارد ہین واقف ہونا واجب ہی تاکہ اِس شخص کا حکم اُن لوگون کے قول کے مخالف نہ پڑے اور اُنکے قول کی مخالفت کرنا اجماع سے خلاف کرنا ہی بس جب کسی شخص نے اِن سب باتون کو بخوبی جانا اُسوقت وہ مجتہد ہی ❁ اور یہہ شرط نہین ہی کہ صحابہ اور تابعین کے سارے قول سے واقف ہو کہ اُنکا کوئی قول چھوٹنے نپاوے ❁ اور جب اِن باتون سے واقف نہو تب اُسکو تقلید کے سوا کوئی راہ نہین ❁ ~~اور اگر وہ~~

اگرچہ قدیم اماموں مین سے کسی امام کے مذہب مین متبحر ہو

یعنے اُسمے خوب واقف ہو مگر اُسکو اجتہاد کرنا اور اپنی اجتہاد سے
فتوی دینا نہین پہنچتا اور جب کسی شخص مین یہ سب
چار جو مذکور ہوئے جمع ہون اور وہ شخص خواہش
نفسانی اور بدعتون سے کنارہ کرنیوالا اور متقی
ہو اور گناہ کبیرہ سے پرہیز کرنیوالا ہو اور صغیرہ
گناہ پر ہمیشہ نہ کرتا ہو تو اُسکو درست ہی کہ شرع
مین اپنی اجتہاد اور فتوی موافق حکم کرے اور جس
شخص مین یہ سب شرطین نہ جمع ہون تو اُسکو
واجب ہی تقلید مجتہد کی نئے حادثون مین جو درپیش
آوین ❁ الحمد للہ کہ اوپر جو ہم سب باتین لکھ چکے
ہین سب اس رسالہ کے موافق تھے بعد اس مسئلہ
پھر آگے محدث رحمہ اللہ اُس باب مین جو چارو
مذہب کی تقلید مین اور اُسکے چھوڑنے اور اُسے
خارج ہونے کی ملامت مین لکھا ہی فرماتے ہین جاننا چاہیئے
کہ چارو مذہب مین سے کسی مذہب کے اختیار کرنے
مین بڑی مصلحت ہی اور اُن چارو سے منھ موڑنے
مین بڑے فساد ہین اور ہم اس فساد کی
دلیل کئی وجہ سے بیان کرتے ہین ❁ پہلی وجہ یہہ کہ
اُمت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ سلف

لوگ شرع کے پہچاننے مین اعتماد اور بھروسا کرین
ھدایت پر یعنے قدیم بزرگون پر جسطرح تابعین نے
اعتماد کیا اِس بات مین صحابہ پر اور تبع تابعین
نے اعتماد کیا تابعین پر اور اِسیطرح سے ہر طبقہ مین
یعنے ہر زمانے مین اُنہون نے اعتماد کیا اُن لوگون پر
جو اُنکے پہلے تھے اور اِس بات کی خوبی عقل مین
بھی آتی ہی کیونکہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر قدیم
بزرگون کی نقل سے یعنے اُنکی روایت سے اور
اُنھین کی روایت سے اپنا مسئلہ نکالنے سے اور نقل
یعنے روایت قدیم نہین ثابت ہوتی ہی مگر اِسیطرح
سے کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے پہلے بزرگون کی
روایت کو قبول کرین اِسطرح پر کہ ایک سے
ایک سنتے چلے آوین ❊ اور مسئلہ نکالنے مین ضرور
ہی کہ قدیم لوگون کے مذہب سے واقف ہو جسمین
اُنکے قول کے خلاف نہ پڑے اور اجماع سمجھوتے اور چاہیئے کہ
قدیم بزرگون کے مذہب سے مسئلہ نکالے اور مسئلہ
نکالنے مین مدد لیوے اُن بزرگون سے جو اُسکے پہلے گذرے
ہین کیونکہ جتنے ہنر ہین مثل صرف اور نحو اور طب اور شعر
اور لوہاری اور بڑھئی گری وغیرہ کے سو کسی کو نہین

حاصل ہوتے مگر اُستاد ہنر والے کی خدمت سیکھنے
اور بغیر اُسسے سیکھے اُن ہنرون کا حاصل ہونا
بہت نادر اور کمیاب ہی اگرچہ اُسکا حاصل ہونا
عقل مین آتا ہی مگر کبھی ایسا ہوا نہین اور جسطرح
قدیم بزرگون کے قول پر اعتماد کرنا شرع مین مقرر
ہوا تو اب ضرور ہی کہ جسکے قول پر ہم اعتماد کرلین
اُسکا قول صحیح سند سے روایت ہو یا مشہور
کتابون مین پایا جاوے اور جس مسئلے مین کئی معنے
ہوسکتے ہین اُسمین سے جس معنے کو اُسنے قبول
کیا ہو اور جو کہین اُسنے عام مین سے خاص مسئلہ
نکالا ہو یا کہین مطلق کو اُسنے مقید کیا ہو تو اُسکے
قول مین توجیہ ہو اور اُس مسئلے کا سبب ظاہر
ہو ❊ عام خاص مطلق مقید وغیرہ باتون کی شرح کرنا طول
ہی اصول فقہ کی کتابون مین موجود ہی خلاصہ یہہ کہ
اُسکا قول اصول فقہ کے قاعدون کے موافق ہو
اور جسکا قول ایسا ہو تو وہ اعتماد کے قابل نہین ہی
اور اِس آخری زمانے مین ایسا مذہب جسمین کہ
یہہ سب شرطین پائی جاوین اور قابل اعتماد کے ہو سوا ہے
چار و مذہب یعنے حنفی مالکی شافعی حنبلی کے اور کوئی نہین ہی

اور اگر چار و مذہب کے سوا ے مذہب ہی بھی تو امامیہ اور زیدیہ کا سو وہ بدعتی لوگون کا مذہب ہی جو اُنکا قول تو اعتبار کے قابل ہی نہین ❋ اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ پیروی کرو تم سواد اعظم کی سو جب یہہ بات ہی کہ جتنے مذاہب حق تھے سب موقوف ہوئے مگر یہی چار تو مذہب باقی رہے ہین او سواد اعظم نے اُنکو قبول کیا ہی تو اُن چارو مذہب کی پیروی کرنا سواد اعظم کی پیروی کرنا ہی اور اُن چارو مذہب سے خارج ہونا سواد اعظم سے خارج ہونا ہی ❋ تیسری وجہ کا خلاصہ یہہ ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ دور پڑا اب امانت مین خیانت کا زمانہ آیا ہی جیسا کہ اِسکا ذکر ہم اوپر بخوبی کرچکے تو اب ایسے وقت مین برے عالمون اور ظالم قاضیون اور نفس کے تابع مفتیون کے قول پر اعتماد کرنا درست نہین اُن جن عالمین محقق کو دیکھین گے کہ قرآن حدیث سے مسئلہ نکالنے مین سلف کے مذہب کو نگاہ رکھتے ہین اُنکے قول پر اعتماد کرین گے ❋ پھر آگے صحبت رحمہ اللہ نے ابن حزم کے قول کو جو اُسنے تقلید کو حرام

کہا ہی اُسکی سب دلیلوں سمیت نقل کرکے لکھا ہی کہ یہہ بات اُسکے حق مین ہی کہ جسمین اجتہاد کی لیاقت ہی ❁ پھر آگے بہت طول تقریر کے بعد محدث رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ جس شخص کو حضرت کے فرمانے کا علم نہو اور حضرت کے مختلف قول کو تطبیق نہ دے سکتا ہو اور نہ اُسسے مسئلہ نکال سکتا ہو وہ اُس عالم کی پیروی کرے جو دین سے خوب واقف ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے بموجب فتوی دیتا ہو غرض محدث رحمہ اللہ نے تمام رسالہ مین طرح طرح کے بیان فرمایا ہی سبکا خلاصہ یہی ہی کہ جسمین اجتہاد کی لیاقت ہو وہ قرآن حدیث سے آپ مسئلہ نکال لیے اور کسی کی تقلید نکرنے اور جسمین اجتہاد کی لیاقت نہو وہ تقلید کرے اور یہہ بھی اُس رسالہ سے بیان ہو چکا کہ اب اِس آخری زمانے مین چار مذہب کے سوائے کوئی مذہب ایسا نہین ہی کہ جسکی تقلید کرنے تو اِس صورت مین جو مجتہد نہو اُسکو چارو مذہب مین سے کسی کی تقلید واجب ہی اب جو کوئی اِس تمام رسالہ کو دیکھے گا تو انشاء اللہ تعالی جو

ہمنے خاتمہ لکھا ہی یہہ بات اُسکو تمام رسالہ سے
ثابت ہوگئی اور اِسی مضمون کو قوت الایمان
مین ہمنے طرح طرح سے بیان کیا ہی ❁ ایک بات
بڑے فائدہ کی ہی اُسکو یاد رکھنا چاہیئے وہ یہہ ہی
کہ اوپر جو پہلے سوال کے جواب مین حضرت شاہ
عبد العزیز رحمہ اللہ کی عبارت لکھا ہی کہ تین وجہ
سے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرے تو درست
ہی ❁ لیکن اِس تینون وجہ مین دوسری شرط یہہ
بھی ہی کہ تلفیق نہو جاوے تلفیق معنے لغت مین
دو درز یا دو بات کو آپس مین ملانا اور یہان یہہ
مراد ہی کہ دونو مذہب کے مل جانیکے سبب سے
ایسی صورت نہ پیدا ہوجاوے جو دونو مذہب
مین ناروا ہو جسطرح سے فصد لینے کو وضو کا توڑنے
والا جانے پھر اُسی وضو سے امام کے پیچھے نماز
بغیر الحمد پڑھے ادا کرے کہ یہہ نماز دونو مذہب
مین درست نہوئی ❁ وضو تو حنفی مذہب بموجب
درست نہوا تو رہا نماز شافعی مذہب بموجب نادرست
ہوئی سو اُس بات کی شرح فائدہ عظیمہ مین جو مضمون
لکھا ہی اُسسے بخوبی ہوگئی وہ مضمون یہہ ہی کہ

صحابہ اور تابعین کے قول سے جو احکام شرع میں
وہ ایجاد کئے ہیں۔ اور فقہاء کی اُس بہت کے معتبر قول سے
جو فتوی میں وارد ہیں واقف ہونا واجب ہی
تاکہ ایسے شخص کا حکم اُن لوگوں کے مخالف
نہ رہے ہوئے ہیں۔ مضمون کا خلاصہ یہہ ہی کہ جب
کوئی حدیث پر عمل کرنیکا ارادہ کرے تو اُسکو
ضروری ہی کہ صحابہ اور تابعین اور اتباع تابعین کے
قول دیکھے تمام مسایل فقہی حنفی شافعی مالکی حنبلی
وغیرہ سب انکی نظر میں ہیں ایسا نہیں کہ جو حدیث
سے سمجھے وہ اُن بزرگوں کے فہم اور فتوی کے
خلاف پڑ جاوے اور یہ جو کوئی فقط ایک امام کے
مذہب کی فقہ سے خوب خود واقف ہوگا اُسکو
کیسی اجتہاد سے حدیث سمجھنے میں جواب [illegible]
کافی ہی اور جسکو بات مذہب کی فقہ میں بھی [illegible]
[illegible] نہیں پھر اُسکا تو [illegible] حافظ ہی [illegible]
[illegible] سمجھے کہ [illegible] عمل [illegible]
[illegible] بات [illegible] ہیں [illegible]
عمل [illegible] کے ہیں کیونکہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] حدیث پر عمل کریگا تو [illegible] ہی کا [illegible]

خارجی وغیرہ مذہب مین نہ جا پڑے اور سواد اعظم
کی پیروی جسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید
فرمائی ہے نہ چھوٹ جاوے اور آپکے چھوٹنے سے
حضرت کی نافرمانی مین نہ گرفتار ہوجاوے سو اب
ہم لوگ سواد اعظم کی پیروی کیون چھوڑنے لگے
ہم تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاچکے ❁ چوتھا
فائدہ بدعت کی برائی کے بیان مین اب مشکوۃ
مصابیح کے باب اعتصام بالکتاب والسنۃ کی تیسری
فصل کی تین حدیثین لکھ دیتے ہین بدعت کی برائی
دریافت کرنے اور اُسکے بچنے کو اسقدر کفایت ہے اور
بدعت کی تحقیق کہ بدعت کسکو کہتے ہین دوسری
ہدایت کے چوتھے فائدہ مین بخوبی لکھ چکے ❁ پہلی حدیث
روایت ہے غضیف ابن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ
سے اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السُّنَّۃِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّۃٍ
خَیْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نئی نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت
مگر کہ اُٹھائی گئی مانند اُسکے سنت سے یعنے اُس
بدعت کے اندازے موافق اُن قوم مین سے سنتین

اُٹھائی گئی تو جب بدعت کے نکالنے سے سنت اُٹھ جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ سنت کے قایم کرنے سے بدعت بھی مٹ جاویگی سو چنگل مارنا سنت پر اگرچہ تھوڑی ہو بہتر ہی بدعت کے نکالنے سے اگرچہ وہ بدعت حسنہ ہو اسواسطے کہ سبب سنت کی تابعداری سے نور پیدا ہوتا ہی اور بدعت کی گرفتاری سے تاریکی پیدا ہوتی ہی مثلا پاخانہ پھرتے اور استنجا کرتے کے ادب کو سنت کے موافق نگاہ رکھنا لنگرخانے اور مدرسے کے بنانے سے بہتر ہی کیونکہ سنت پر عمل کرنیوالا سنت کے ادب نگاہ رکھنے کے سبب سے اللہ تعالی کی نزدیکی کے مقام میں پہنچتا ہی اور سنت کا ترک کرنیوالا اُس مقام سے گرپڑتا ہی یہ ترجمہ شرح عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ سے لکھا روایت کیا اِس حدیث کو امام احمد نے (ف) ایک محتاج شخص جسکو کچھ خیرات کا مقدور نہتھا سنت رسول اللہ علیہ وسلم کی سمجھ کر تین ڈھیلے لیکے پاخانے کو گیا اور ایک امیر شخص نے تین لاکھ روپئے خرچ کرکے مدرسہ یا لنگرخانہ تیار کیا تو اِس صورت میں اُس تین ڈھیلے لینے والے

لئے بیشک اللہ کی رضا مندی کا کام کیا اور اُسکا عمل اللہ تعالی کے جناب مین مقبول ہوا اور اُس مدرسہ بنانیوالے نے اگرچہ نیک کام کیا مگر یہہ نہین کہہ سکتے کہ اُسکا عمل بیشک اللہ کے جناب مین مقبول ہوا بلکہ یہہ کہین گے کہ اگر اللہ چاہے تو قبول کرے ❁ اسمین کچھ شک نہین کہ جو شخص اللہ کے واسطے نیت خالص سے پاک مال خرچ کریگا وہ اُسکا ثواب پاویگا مگر یہہ کہ جس کام کی سند اللہ کے محبوب سے نہین ثابت ہی اُسکے ثواب کو یقینی نہین کہہ سکتے ہان جس مقام مین خرچ کرنے کا حدیث قرآن مین ذکر ہی اُس مقام مین خرچ کرنے مین البتہ یقینی ثواب ہی اِس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے بھولنے نہ پاوے ❁ دوسری حدیث روایت ہی حضرت کے اصحاب حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھون نے کہا مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا اِلَيْهِمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ نہین نئی نکالی کسی قوم نے کسی بدعت کو اپنے دین مین مگر کہ کھینچ لی اللہ تعالی نے اُس سنت مین سے جو اُنکے دین

ہیں ہي مثال اُس بدعت کے بھر و ہرا کے نہیں بھیجتا اُسکی سنت کو اُس قوم کی طرف قیامت کے دن تک روایت کی اسکو دارمی نے ❁ تیسری حدیث روایت ہي ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ سے جو تابعی ہیں کہ اُنھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ تعظیم اور توقیر کرے بدعت والے کی سو بیشک مدد کرتا ہي ویران کرنے اور ڈھانے پر دین اسلام کے اسواسطے کہ بدعت کی تعظیم اور توقیر میں سنت کو ہلکی جاننا اور اُسکی اہانت کرنا ہوتا ہي اور سنت کی اہانت کرنی اسلام کے گھر کو ویران کرنا ہي اسیطرح سے سنت کی توقیر اور تعظیم میں اسلام کے گھر کو آباد کرنا ہي سنت کی تعظیم اور رواج دینے کے سبب سے روایت کی اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے (ف) مرسل اُس حدیث کو کہتے ہیں جسکی سند میں تابعین کے بعد جو اصحاب کہ

راوی اُس حدیث کے ہین اُنکا نام مذکور نہو مثلا تابعی کہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پہہ تابعین لوگ جب کرتے ہین کہ اُنکو کمال یقین ہوتا ہی کہ یہہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ❁ اب مسلمان کیو لازم ہی کہ سنت کی پیروی کرے اور بدعت سے کنارہ کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کی یہی نشانی ہی ❁ چوتھی ہدایت اُن فرقون کے رد مین جو باوجود دعوی کرنے مذہب سنت وجماعت کے مشایخ طریقت کے ہاتھہ پر بیعت توبہ کرنے کو بدعت کہے ہین اور ایسی ہدایت مین دو فائدے ہین ❁ پہلا فائدہ بیعت توبہ کے منکرون کے سوال کے جواب مین پہلا سوال مسلمان کو بیعت کرنا کیا ضرور کیا پہلے سے وہ مسلمان نہین ہی جو بیعت کرے اور توبہ کرنا مرشد کے پاس جاکے کیا ضرور جب چاہے تب آپ ہی توبہ کرلے اور فرض کیا کہ اگر کسی مشایخ کے پاس جاکے توبہ کرے تو اُسکے ہاتھہ پر اپنا ہاتھہ رکھنا کیا ضرور زبان کا اقرار کفایت ہی ❁ جواب یہہ سوال کرنیوالا قرآن حدیث سے واقف نہین ہی نہین تو ایسا

پہنچے تو ہر ایک کا سوال پکڑتا۔ ایک حدیث سے ثابت ہی کہ
صحابہ لوگ کبھی ہجرت اور جہاد وغیرہ کے واسطے اور
کبھی اسلام کے ارکان بجا لانے کے واسطے اور کبھی
جہاد میں کفار کے مقابلہ میں ثابت رہنے اور پھر نہ
بھاگنے کے واسطے اور کبھی سنت پر چلنے اور
بدعت سے الگ رہنے اور دنیا کی خواہش
چھوڑنے کے واسطے بیعت کرتے تھے سو صحابہ لوگ سارے مسلمان
کامل تھے اور بیعت کرتے تھے تو بہت سوال آپ کا کہ
مسلمان کو بیعت کرنا کیا ضرور کہاں تک نادانی ہی ❁ ایسا
مسلمان کے لیے بدعت لو گے سنت ہوتے اور
ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنے کے بیان میں کچھ آیت
حدیث لکھتے ہیں جسمیں مسلمان لوگ بیعت کے
منکروں کے پیچھے پڑ کے دھوکا کھاویں فرمایا اللہ
صاحب نے چھبیسویں سیپارہ سورہ فتح میں
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ترجمہ
تحقیق جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھسے یعنی بیعت کرتے
ہیں تیرے ہاتھ پر سوا اسکے نہیں ہی کہ ہاتھ
ملاتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ اوپر ہی انکے ہاتھ
کے اوپر تفسیر حسینی میں معالم سے لکھا ہی کہ صحابہ رضی

اللہ عنہم بیعت کرتے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہاتھ پکڑتے تھے اور اُس بیعت کے وقت صحابہ
کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہوتا تھا یعنے اللہ تعالی کی قدرت
کا ہاتھ (ف) صحابہ نے حدیبیہ میں جو بیعت کیا اُس
بیعت کے ذکر میں یہہ آیت اُتری تو اِس آیت
سے مسلمان کا بیعت کرنا ہاتھ ملا کے ثابت ہوا
اگر بیعت توبہ کے منکر اُس فرقے شبہہ نکالیں کہ صحابہ نے
یہہ بیعت جہاد کے واسطے کیا تھا تو اُنکے واسطے
دوسری آیت لکھتے ہیں مگر بیعت کے وقت ہاتھ
ملانا تو اِس آیت سے مقرر ثابت ہوا دوسری
آیت یہہ بھی فرمایا اللہ صاحب نے اٹھائیسویں
سپارہ سورہ ممتحنہ میں یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ
یُبَایِعْنَكَ عَلٰی اَنْ لَا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا یَسْرِقْنَ
وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَفْتَرِیْنَهٗ
بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿ ای نبی جب
آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے
کو یعنے قرار کرنے کو اِس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں
اللہ کے ساتھ کسیکو اور چوری نکریں اور بدکاری

پھیریں اور اپنی اولاد نہ ماریں اور طوفان نہ لاویں باندھکر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں یعنے اپنی طرف سے طوفان نہ لگاویں کہ حرام کے جنے لڑکے پیدا کریں اور اپنے شوہر پر جھوٹھ لگاویں کہ اسی کے جنے ہیں اور تیری بیعت نہ کریں کسی بھلے کام میں جب اس شرط پر بیعت کریں تو بیعت کر انکو اور قرار لیجیو اُن سے اور معافی مانگ اُنکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی ❁ تفسیر حسینی میں لکھا ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو زبان سے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کو نہیں کسی اجنبی عورت کو نہ چھوا اور ایک قول یہ ہی کہ عورتیں اپنا ہاتھ پانی بھرے پیالہ میں ڈالتی تھیں بعد اُسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ مبارک اُس پانی میں ڈبوتے ❁ اور قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ عورتوں کو اسطرح بیعت کریے کہ مرشد کپڑے کا ایک طرف کا کنارہ پکڑتے اور

جو عورت بیعت کرتی ہی وہ دوسری طرف کا کنارہ پکڑے غرض اس سب مضمون سے ثابت ہوا کہ ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنا سنت ہی یہان تک کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑنا جو شرع مین منع ہی تو اُسکے قایم مقام پیالے مین ہاتھ ڈالنا حضرت نے مقرر کیا اور فرض کیا کہ عورتون کو بیعت کرنا فقط زبان سے بھی کافی ہی تو کیا بیعت کے منکر فرقے عورت ہی ہین اُنمین کوئی مرد نہین اور اگر مرد ہین تو عورتون کی مشابہت کی کیون خواہش کرتے ہین اور ہاتھ ملا کے بیعت کرنے سے انکار کرتے ہین کیا اِنکو معلوم نہین کہ عورتون کی مشابہت سے تو اللہ کی لعنت آتی ہی ❁ چلو خوب ہوا نئے پیر سے پر لعنت پڑتے دو ❁ اب اگر بیعت کے منکر فرقے کہین کہ یہہ آیت تو عورتون کی بیعت توبہ کے بیان مین ہی مردون کا بیعت توبہ کرنا کہان سے ثابت ہوا تو اُنکا جواب یہہ ہی کہ کلام اللہ اور حدیث مین اکثر حکم عورتون کے حق مین ہین اور اُسمین مرد بھی داخل ہین جسطرح یہی حکم ❁ اور کوئی حکم مردون کے حق مین ہی اور اُسمین عورتین بھی داخل ہین جسطرح

وضوکا حکم اسیطرح سے بہت سے احکام ہیں ❁ اور
انہوں نے اسکی اس آیت کے موافق حدیث
میں صاف لوگوں سے بیعت توبہ کرنیکا ذکر ہی گویا
یہ طریقہ اس آیت کی تفسیر ہی مشکوۃ مصابیح
میں کتاب الایمان کی پہلی فصل میں عبادہ ابن صامت
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انہوں نے کہا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحولہ عصابۃ من اصحابہ
بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا
ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ
بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن
وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک
شیئا فعوقب فی الدنیا فہو کفارۃ لہ ومن اصاب من
ذلک شیئا ثم سترہ اللہ علیہ فہو الی اللہ ان شاء عفی عنہ
وان شاء عاقبہ فبایعناہ علی ذلک متفق علیہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں
کہ گرد آپکے ایک جماعت بیٹھی تھی آپکے اصحاب سے ❁
لفظ عصابہ کا دس سے لیکر چالیس تک پر بولتے
ہیں یعنی جب حضرت کے گرد بہت سے اصحاب
بیٹھے تھے آپ نے فرمایا بیعت کرو تم مجھسے اوپر عہد

کمر و اور قول باندھو جیسے اصطلاح میں مبایعت بیع
سے ہی اور بیع معنے بیچنے کے ہیں تو گویا جو شخص
کہ کسی کے ساتھ کوئی عہد کرتا ہی اور قول باندھتا
ہی سو وہ اپنی ذات کو اُسکے ہاتھ بیچتا ہی اور
جسطرح سے بیع کرتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں
اُسیطرح آپس میں قول باندھنے کے وقت بھی
شرع میں عادت جاری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ
مبایعت کرو مجھسے لیکن اسپر کہ شریک نکرو اللہ کے ساتھ
کسی چیز کو اور چوری نکرو اور زنا نکرو اور نہ قتل
نکرو اپنی اولاد کو جیسا کہ عادت کفر کے زمانے
کی تھی کہ اولاد کو فقیری کے خوف سے مار ڈالتے
تھے اور طوفان نہ لگاؤ کہ باندھو اُسی طوفان کو
اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے یعنی اپنے دل سے طوفان
نہ باندھو آدمی کا نزول جو بیچ میں ہی ہاتھ پاؤں کے
وے بیٹیاں بیٹیں ہے اسیواسطے یہ لفظ بولتے ہیں اولاد
بہتان اور طوفان یہی ہے کہ اپنے دل سے جھوٹھے
بناویں اور جب پھر طوفان لگاوا تو شبہ ہوئی جو شخص آنے سے
وفا کیا ہو اور پورا کیا نکرے شرع کے کام میں پیوند جو کوئی
تو ثابت کرے یہ ملاقہ ہو اگر ہے تم میں سے انمیں سے قول

یکو تو مرد و اسی پر آپ سنکی اسے جزا ہی دکر اپنے فضل سے
راست کا ثواب دیگا اور جسنے کرلی اِن گناہون مین
سے کوئی چیز سوا اسکے شرک کرنے کے پھر عذاب کیا گیا
اُسکے ملنے بیچ دنیا مین یعنی حد مارا گیا اور سزا دیا گیا
اُس گناہ پر تو وہ عذاب کفارہ ہوتا ہے اُسکے
لئے اور جسنے کرلی ان گناہون مین سے کوئی چیز پھر
چھپا دیا اُسکو خدا نے اُس پر یعنی اُسکا گناہ
ظاہر نہوا اور اُس پر حد نہ مارا گیا تو وہ اللہ کے
اختیار ہی اگر چاہے معاف کرے اُسے اور عذاب
نکرے اور اگر چاہے عذاب کرے اُسکو * تب پھر
بیعت کی ہم لوگون نے اوپر قول باندھا ہم لوگون
نے حضرت کے ساتھ اسی شرط پر اور اس حدیث
کو بخاری و مسلم دونو نے روایت کیا * اور مشکوٰة
مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین عمرو ابن
عاص سے روایت ہے کہ اُنھون نے کہا اَتَیْتُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلَاُبَایِعْکَ فَبَسَطَ
یَمِیْنَہٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ فَقَالَ مَا لَکَ یَا عَمْرُو قُلْتُ اَرَدْتُّ
اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ قَالَ
اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَہْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ وَاَنَّ الْہِجْرَةَ

تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکے پاس پھر عرض کیا مین نے کہ کشادہ کیجئے اپنا ہاتھ تاکہ بیعت کرون مین آپسے پھر کھولا حضرت نے اپنا داہنا ہاتھ تب کھینچ لیا مین نے اپنا ہاتھ پھر پوچھا حضرت نے کیا ہوا تجکو ای عمرو ہاتھ کیون کھینچ لیا عرض کیا مین نے ارادہ کیا مین نے کہ شرط کر لون فرمایا کیا شرط کرتا ہی عرض کیا مین نے کہ یہہ شرط کرتا ہون کہ بخشے جاوین میرے گناہ فرمایا حضرت نے کیا نہین جانتا ہی تو ای عمرو کہ تحقیق مسلمان ہونا گرا دیتا ہی اُن گناہون کو جو تھے پہلے اُسکے اور بیشک ہجرت کرنا اپنا اوپر ضرب سے بھاگ کے دار اسلام مین چلنا گرا دیتا ہی اُن گناہون کو جو تھے پہلے اُسکے اور بیشک حج گرا دیتا ہی اُن گناہون کو جو تھے پہلے اُسکے روایت کیا اسکو مسلم نے ❊ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ صحابہ لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے اور حضرات بیعت کرنیکے واسطے اپنا داہنا ہاتھ کشادہ کرتے تھے مشین ایست قدر بیعت تو بہ ثابت ہونے کو کفایت کرتا ہی نوباوہ کا کہنا طول ہی اور فتح العزیز مین سورہ ممتحنہ

ایں لیے بیعت توبہ کا ذکر ہی توبہ آیت سورۂ معارج کی
یعنی وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿﴾ یا تو
جو لوگ کہ اپنی امانتوں کی میں لیتے وہ حفاظت کی
امانات لیا کرو جو اپنے اپنے عہد سے رکھتے ہیں تو [illegible] کہ
کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا خالق کے ساتھ باندھا ہے سبکا
خیال رکھنے والے ہیں (اوپ) جو عہد کہ اللہ تعالیٰ نے باندھے
ہیں آپ کو لئے ہیں یا اگر اسکی راہ میں کچھ مال
دینے کے جو اپنے یا کوئی عبادت یا اسکے کے واسطے
خود بالنذر ہے ہوں اسکو [illegible] مذکر کہتے ہیں اور اگر بعد
تعالیٰ کے کسی لئے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر
چلنے میں شریک ہے جسکا عہد باندھے ہوں تو آپ کو
بیعت کہتے ہیں اور حقیقت میں یہ بھی بیعت اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے جیسا کہ آیا [illegible] ہیں مذکور ہی
اور وہ آیت ہم لکھ چکے ﴿﴾ دوسرا سوال بیعت آیا سبکے
شمار ہوتی ہیں کہ پہلا طریقہ سے بیعت کرنا فقہ
[illegible] اگر ہوں میں [illegible] خود [illegible] لوگ [illegible]
بیعت کو حق جانتے ہیں [illegible] جواب ہی [illegible]
[illegible] کہ جو [illegible] ہیں ہم آپ سے انکو
[illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] نہیں کیونکہ

عقاید کا بیان فقہ مین کہان ہی آخر اسکا بیان علم کلام مین ہی پھر
اگر علم کلام کی بات نہ مانین تو اللہ اور فرشتے اور کتابون
اور رسولون اور قیامت کے دن پر اور اسپر کہ
نیکی بدی کی تقدیر اللہ سے ہی کسطرح ایمان لاوین
اور ان باتون پر ایمان نہ لاوین تو اسلام سے خارج
ہوین اور چار یار کی خلافت پر کسطرح ایمان لاوین
کیونکہ اسکا بیان بھی علم کلام مین ہی فقہ مین نہین
ہی اگر اسکو نہ مانین تو پھر رافضی بنا پڑے اور
تفسیر قرآن کی بھی فقہ مین نہین ہی تو آپسے بھی
محروم ہوئین اور حضرت کے معجزے اور معراج کا
بیان بھی فقہ مین نہین ہی بلکہ اسکا بیان تاریخ کی
کتابون مین ہی پھر اگر ان باتون کو نہ مانین تو ایمان
کسطرح سلامت رہے اسی طرح اسلے مشائخ
طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا بیان سلوک کی
کتابون مین ہی اگر اسکو نہ مانین تو بلا پیر ہو جاوین
اور ہمارا تو یہہ مذہب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین کی جتنی کتابین ہین سب پر عمل کرینگے
کیونکہ ہم اقرار کر چکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دوسرا جواب یہہ ہی کہ بڑا تعجب ہی کہ حدیث

قرآن سے اُن فرقون کی تسلی نہین ہوتی سو الحمد
للہ کہ فقہا سے بھی مشائخ طریقت کے طریقہ مین
داخل ہونا ثابت ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اِس
طریقہ مین لوگون کو داخل کرتے تھے جیسا کہ فقہ کی بڑی
معتبر کتاب در المختار مین مصنف رحمہ اللہ لکھتے
ہین کہ استاد ابو القاسم قشیری نے جو اپنے
مذہب مین بڑے مضبوط اور اپنے طریقہ مین مقدم
بزرگون مین ہین اپنے رسالہ مین فرمایا ہے کہ سنا
مین نے استاد ابو علی دقاق کو وہ کہتے تھے کہ مین نے
حاصل کیا یہہ طریقہ یعنی سلوک کا طریقہ ابو القاسم
نصر آبادی سے اور ابو القاسم نے کہا کہ مین
نے حاصل کیا یہہ طریقہ شبلی سے اُسنے اِس
طریقہ کو حاصل کیا سری سقطی سے اُسنے اِس
طریقہ کو حاصل کیا معروف کرخی سے اُسنے اِس
طریقہ کو حاصل کیا داؤد طائی سے اُسنے حاصل کیا
علم اور یہہ طریقہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ سے جب یہہ بات
طریقہ کی آیت حدیث فقہ سے ثابت ہوئی سب
مسلمان کو اُسکے انکار کرنا نہین مناسب ہے ۞
اور ہر زمانہ ایسے علما مین بڑی بڑی کتابون کا جاننا ہے کہ جنکے

اِس تتمّہ توبہ کے بیان میں عجب پاکیزہ مضمون
لکھا ہی وہ اِس مقام پر لکھنے کے قابل ہی اُسکو
ہم دوسرے فائدہ میں شرح کے ساتھ لکھتے ہیں سمجھ والے
کے واسطے اسقدر کفایت ہی دوسرا فائدہ
اِس بات کے بیان میں کہ مرشد کو کیسے اور
مرشد سے کیسا اعتقاد رکھے صراط المستقیم میں
لکھا ہی کہ جو لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور اپنی
وضع صوفی کی سی بنائے رہتے ہیں اُنکی سب بدعتون
میں سے جو اِس زمانے میں اکثر خواص اور عوام
لوگون میں خصوصا ہندوستان کے ممالک میں
مشہور ہو رہی ہی اور وہ بدعت اللہ تعالی کے
بعضے مقبولون تک بھی جا پہنچی ہی ایک بدعت
یہ ہی کہ نہایت اونچے طور سے پیر کے مرشد کی
تعظیم ہی اِس حد کو کہ الوہیت یا نبوت کے
اعتقاد میں مل جاتی ہی سو ضرور ہی کہ اِس بات کے
حد اعتدال کو سمجھے یعنی اِس مقام میں اندازے کا
خیال رکھنا ضرور چاہیئے نہ اِسقدر تعظیم کرے کہ
اپنے مرشد کو معبودیت یا نبوت کے لوازم تک
پہنچاوے اور نہ اِسقدر اُسکو حقیر جانے کہ کہنے

لگے جیسے ہم نے جب مرشد کچھ نہ سمجھنے سے آپس میں
بڑی فضیلت نہیں آگئی اسکے تئیں دیکھا سب کچھ لوگ
ہی اپنے ہیں ۞ اسے سمجھ کچھ ہی نہیں کہ اللہ کے
نزدیک سب سے بڑے وہ ہیں جو سب سے اچھے ہیں مگر ادب اسکے
کا خیال رکھنا ضروری ہے اسکا بیان یہ ہے کہ مرشد
بے شبہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا وسیلہ ہے جیسا کہ
فرمایا اللہ صاحب نے کلام مجید میں سیپارہ چھ سورہ مائدہ
میں یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۞ اے ایمان والو
ڈرو تم اللہ سے اور ڈھونڈو اسکی طرف وسیلہ
وسیلہ اور لڑائی کرو اسکی راہ میں شاید کہ تمہارا
بھلا ہو اور نجات پاؤ ۞ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے
ایمان والوں کو چار چیزوں کا حکم فرمایا ہے ایمان لانا پھر تقوی پھر وسیلہ
وسیلہ کی تلاش اور اسکی راہ میں جہاد کرنا ۞
اہل سلوک کہتے ہیں اس آیت میں لفظ وسیلہ کا اشارہ
سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں اسی طرح شیخ
مرشد کی تلاش حقیقی لوازم منزل مقصود پر پہنچنے کے
واسطے جہاد کے پہلے قرار دیا اور حکم اللہ کا جسطرح
پورا کرنا ہے اسیواسطے بغیر مرشد کے کوئی

نہین ہو سکتا تو اب چاہیئے کہ مرشد اُس شخص کو مقرر کرے جو کسی طرح سے مخالف شرع شریف کے ہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعداری قرآن او حدیث کی ہی نہایت مضبوط قدم ہو بس ایسے شخص کو اپنا مرشد اور ہادی مقرر کرے لیکن اِس طور پر نہین کہ وہ کسی حال مین ہو خواہ شرع کے خلاف ہو خواہ موافق مگر اُسکی پیروی ہمکو منظور ہی ❁ بلکہ اپنا پیشوا مطابق شرع شریف کو جانے اور اصل مین تابع حکم اللہ اور رسول کا ہو جو کچھ کہ مرشد از روی شرع شریف کے فرماوے اُسکو دل اور جان سے بجالاوے اور جو کام کہ شرع مین مباح ہی اُس کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اُوپر واجب سمجھے اور اگر کوئی بات خلاف شرع کہے تو اُسکی اُس بات مین ہرگز اُسکی تابعداری نکرے بلکہ اُسکو رد کرے کیونکہ حدیث شریف مین ہی کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنے تابعداری مخلوق کی نہین لایق ہی خالق کی نافرمانی مین ❁ اور محبت مرشد کی اِسطور پر چاہیئے کہ اپنا مال اور جان اُسکی رضامندی اور آرام کے واسطے خرچ کرنے اور دنیا کی کسی چیز کو

مرشد کی سوء التمشی سے زیادہ عزیز نجانے کیونکہ مرشد
سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں خوشامد و بناوٹ سے
ہرگز نہیں اور جیسے بہتر ہیں ۞ اور محبت مرشد کی
ایسی حد کو منع ہی کہ مرشد کی محبت کے آگے اللہ
اور رسول کی نافرمانی گوارا ہو کیونکہ ایسی
کی محبت حق تعالی کی درگاہ سے دور کرتی ہی
اور ساری محبتوں اور حقوقوں کی اصل اللہ تعالی کی
محبت اور حق ہی اللہ تعالی کے حق اور محبت کے
مقابلے میں کسی کی محبت اور حق کو خیال میں لانا
اللہ تعالی کے جناب سے دور جاتے اور اسکی
عنایات سے محروم ہونے کا باعث ہی ۞ اور اگر
حق کے طالب کو کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد
اس مرشد میں کوئی کام خلاف شرع ظاہر ہو تو
اس مرشد کو خیرخواہی سے نصیحت کرے اور
اللہ کے جناب میں اسکے حق میں دعا کرے پھر اگر
وہ مرشد اس برے کام سے باز نہ آوے اور
اس کام کو چھوڑنے سے نفرت و زیادتی کرے اگر
وہ برا کام ایسا ہی کہ اسمیں عقیدے کا فساد
ہی تو اس سے اپنی بیعت کا علاقہ نکال ڈالے اور اسکو

اپنا پیر و مرشد نجانے اور اگر اُس کام مین عقیدے
کا فساد نہین ہی اگرچہ گناہ کبیرہ ہی تو آپکو اپنی
مرشدی سے نہ نکالے لیکن آپکو جانے کہ بلا مین گرفتار
ہی اور اُس برے کام مین اُسکی تابعداری کو
حرام جانے کے اُس بلا سے اُس مرشد کی نجات
کے واسطے ظاہری اور باطنی کوشش کرے
یہان تک صراط المستقیم کا مضمون ہی اور ایسا ہی
مضمون کنز العباد اور قول جمیل مین لکھا ہی ❁ اسقدر
مضمون بیعت توبہ کے ثابت کرنے کے واسطے
کفایت ہی اور باقی اِس طریقہ کا پورا بیان لکھنے کو
ایک کتاب جدا چاہتی ہی ❁ الحمد للہ کہ یہہ رسالہ
صاف نیت سے بخیر و خوبی تمام ہوا اللہ اُسکو قبول
کرے اور اُسکے پڑھنے والون کو سیدھی راہ پر
چلاوے اور ہم سب مسلمانون کا خاتمہ کرے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پر آمین سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
خاتمہ ❁ جب کتاب قوت الایمان تمام ہو چکی تب مولوی
عبد الجبار ابن حبیب اللہ ساکن شیخپورہ نے فارسی زبان
مین نادر علی کے ہاتھ ایک سوال لکھ کے بھیجا اور کہلا

بھیجا کہ اگر اِس سوال کا جواب نہ لکھو گے تو ہم
جو تقویۃ الایمان کا جواب لکھیں گے اُسمیں لکھیں گے
کہ تمہارے اِس سوال کا جواب نہ لکھنے کے سبب
اِس خاکسار نے کہا کہ اِس سوال کو اُنسے
لکھوا لاؤ اور نیچے اُنکا نام بھی لکھوا لاؤ تب بارے
مولوی عبد الجبار صاحب نے اُس سوال کو لکھ
کے اوپر اُسکے نیچے ایک رقعہ بھی لکھ کے پھر
نادر علی کے ہاتھ بھیجا اور رقعہ کے نیچے نام حیات نبی کا
لکھا تھا ہمنے نادر علی کو قسم دیکے پوچھا کہ سچ
کہو یہ رقعہ کسکا ہی تب اُسنے کہا کہ عبد الجبار
کا اور حیات نبی کا نام بھی اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے
لکھا ہی ❁ سو اُس رقعہ اور سوال کو بجنسہ ہم
لکھ کے اُسکا جواب ہندی مین لکھتے ہیں جسمین
ہر خاص و عام کی سمجھ مین آوے اور سب مسلمان
لوگ سوال و جواب دیکھ کے اُنکے مذہب کا حال
بخوبی دریافت کر لین ❁ رقعہ عبد الجبار کا یہ ہی بعد
السلام علیکم و اقسم باو این سوال مشکل است
نوشتن جواب خیلی دشوار چنان نشود کہ بجای جواب
بلوہ نشود کہ این ظلم است بر جناب امیر المومنین

سید احمد چہ سواے این جواب دیگر از آنصاحب ممکن نیست و اگر قصد جواب باشد در سوال من لم و بیش ننمایند ورنہ در رقاعت و استغیر خواہم شد بقدر وسع در اصلاح کوشند ❁ حیات نبی ❁ رقعہ کا جواب علیکم السلام پہلے اپنے رقعہ کا جواب سنئے ❁ مولویصاحب آپ نے جو رقعہ لکھا اور اُسکے نیچے نام حیات نبی کا لکھا تو اِس سے کیا فائدہ آخر نادرعلی کو جب ہمنے قسم دلایا تب اُسنے صاف کہا کہ یہہ رقعہ بھی مولویصاحب نے لکھا ہی اور حیات نبی کا نام بھی اُنھون نے لکھا ہی تو کیا آپ کو معلوم نہین ہی کہ جیسا جھوٹھہ کہنا منع ہی ویسا جھوٹھہ لکھنا بھی اِسی طرح آپ لوگون کو مسئلہ بھی بتاتے ہونگے ❁ اور آپ نے جو لکھا ہی کہ یہہ سوال مشکل ہی اِسکا جواب لکھنا بہت دشوار ہی ایسا نہو کہ بجاے جواب کے لکھو کہ یہہ جناب امیر المومنین سید احمد پر طعن ہی کیونکہ اِسکے سواے دوسرا جواب آنصاحب سے ممکن نہین ❁ سو آپ سے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر آپ نے یہہ سمجھا ہی کہ اِس سوال کا جواب کسی بشر سے نہوسکیگا تو ایسا سوال

لکہنے کے موقعون کے دل مین یہ سوال اسکا ڈالا گیا ضرور
تھا اور اگر اِسی سوال کا جواب آدمی سے ہو سکتا ہی تو
تو پھر یہ لکھنا کیا ضرور تھا کہ تمنے دوسرا جواب
نہو سکیگا تو اسے اسکے اگر بجائے جواب کے لکھو
کہ یہ جواب ایسا ہو جیسا احمد پر طعن ہی اگر
شاید یہی جواب دیا لکھا تو پھر تم جھوٹے ہوئے ❁ اور پھر یہ
جو آپنے لکھا ہی کہ اگر جواب کا قصد ہو تو میرے سوال
مین کمی زیادتی نکرنا ہوبن تو قیامت مین دامنگیر ہونگا
تو بھائی کمی زیادتی کیون کرینگے ہمنے پہلے سوالون
مین کمی زیادتی کب کی تھی اپنے دل مین خود سوچو
سو اِسسے خاطر جمع رہو کمی زیادتی نہونے پاویگی ❁ باقی
ہم پہلے پوچھتے ہین کہ اگر ہم سوال مین کمی زیادتی
کر بیٹھتے اور جواب معقول دیتے تب کیا کہہ ا
دامن چھوڑ دیتے کا انکار ہی کرتے تو مناسب تھا کہ
ہمارا ہی دامن اسی لکھتے کیونکہ تمنے ہمسے چند روز
پیشتر یہ شریف پڑھا ہی اور جب جواب معقول
پاوینگے اور دل کی شک دفع ہوگی تب تو اور
زیادہ دامن پکڑنے لگے رہنا مناسب ہی ❁ لیکن بھائی
اسمین تو شبہہ نہین کہ نیت تو تمھاری بخیر نہین

ہی اور تمہارے سوال سے تو حضرت پیر و مرشد
کے حق میں خلاف طعن ٹپکتا ہی چنانچہ تمکو بھی معلوم
ہو گیا اور تمنے پیشبندی کر کے لکھا کہ اِن سوال
کو سید صاحب پر طعن سمجھو گے سو بھائی اِسمین
تو تم بڑے اچھے ہو ہمکو تو اِن سوال میں صاف
طعن معلوم ہوتا ہی ❁ مگر بھائی تمنے یہ جو لکھا ہی کہ سوا
اسکے کہ اِن سوالوں کو امیر المومنین پر طعن
سمجھو تمسے دوسرا جواب ممکن نہیں ہی ہو اِسمین
تو ہمکو خوف ہی کہ کہیں تم جھوٹے نہو جاؤ کیونکہ
جواب تو ہمسے ہو سکیگا انشاء اللہ تعالی اور
بھائی ہم تو تمکو سچا کرنے کے واسطے جواب نہ لکھتے
مگر لاچار ہیں حق چھپانا گناہ ہی اسلیے ہم مجبور
ہوکے جواب لکھتے ہیں اور اسوقت اب تمہارا
پردہ ڈھانپنا نامناسب ہی کیونکہ تمنے عوام کے
بہکانے میں اور ہم سب بھائیوں کو آپس میں لڑوانے
میں قصور نکیا اور وہ ہندی کی مثل کہ لا دے جا لہا
جو جسمین ٹھان ہم اور گون میں سچ ہو جاتی اگر
ہم لوگ بھی تمہارے سے ہوتے ❁ اب اپنے سوال
کا جواب سنو بسم اللہ الرحمن الرحیم ❁ سوال چہون

طرایق اربعه که عبارت از چشتیه و نقشبندیه و قادریه
و مجددیه است و نعمتهای گوناگون این طریقها در عالم
واقع است بعض در طریقه چشتیه بیعت حاصل کرده
چشتیه میگویانند و بعض قادریه و بعض نقشبندیه و بعض
مجددیه و بهر دو جمهور اهالی این طریقها داخل اند در زمرهٔ آنها
که در شان آنها انعمت علیهم است و خارج اند از زمرهٔ آنها که
در شان آنها غیر المغضوب علیهم و لا الضالین است واحدی
قایل نیست که کسی از متأخرین و متقدمین این همه
طریقه را یکجا ساخته بطور معجون مرکب و مخلوط ساخته
گاهی بطور نقشبندیه مشغول نموده باشد و گاهی بطور
طریقه دیگر * درین جز زمان جناب سید احمد صاحب
که اهل طریقه بوده اند و نام طریقه خود محمدیه داشته
بان چار طریقه منضم ساخته در پنج طریقه بیعت می گرفتند
چنانچه در خلفای ایشان الی الان این طریقه جاری
است پس این ترکیب و تخلیط هدایت است
یا ضلالت اگر ضلالت است چرا سید ممدوح و
مریدانش این را نموده اند و اگر هدایت است
چرا با انضمام مذاهب اربعه که همه را قایل حق و ایمه اند
و منحصر چه قباحت سید احمد بر تقدیر قباحت حسب تسلیم

جواب دادن این اعتراض که جناب امام ابو حنیفه و امام محمد و امام ابی یوسف و امام زفر رحمہم الله باوجودیکہ باخودہا اختلافات کثیرہ دارند مخلوط و مرکب کردہ چرا یک مذہب قرار دادند و نا بیشتر حنفیه کردند اگر یکی مذاہب اربعہ را حق پندا بشند ہمہ را مخلوط کردہ مذہب محمدیہ نام نہند وگاہی فتوی بر قول امام اعظم و گاہی بر قول امام شافعی و گاہی بر قول ائمہ آخر دہند چنانکہ فتوی گاہی بر قول امام محمد وگاہی بر قول امام ابی یوسف و گاہی بر قول امام زفر میدہند چہ قباحت پیدا میشود بیان او در جواب ❊ جواب حقیقت یہہ ہی کہ سوال کرنے والیکو مطابق علم سے بہرہ نہین ہی کسی فسادی نے بیچارے کو دہوکا دینے کیواسطے اور حضرت سید صاحب کے طریقہ سے آپکو بے اعتقاد کرنے کیواسطے یہہ سوال عوام فریب سنا دیا ہی سو بیچارہ سچ سمجھ و دہوکا کہا گیا ہی اور اُسکے دل مین ایسی شک آگئی ہی کہ اُسنے جان لیا ہی کہ ایسے سوال کا جواب کسی سے نہوسکیگا سو ہم ایسے سوال کا جواب لکھتے ہیں باقی دین کی سمجھ دینا الله تعالے کا کام ہی ❊

اثبات اس مضمون کا بخوبی ہوا یہہ جو سایل نے
لکھا ہی کہ چونکہ چارو طریقے مرادی چشتیہ اور
نقشبندیہ اور قادریہ اور مجددیہ سے اور
ان طریقون کی طرح طرح کی نعمتین عالم مین پھیلی
ہیں بعضے لوگ طریقہ چشتیہ مین بیعت حاصل
کرکے چشتیہ کہلاتے ہیں اور بعضے قادریہ اور
بعضے نقشبندیہ اور بعضے مجددیہ اور سب لوگون
کے نزدیک ان طریقون کے لوگ داخل ہیں
اُنکے گروہ مین کہ جنکی شان مین انعمت علیہم ہی اور
خارج ہیں اُنکے گروہ سے جنکی شان مین غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین ہی۞ سو سایل کا ان طریقہ کے
لوگون کو ایسا سمجھنا غنیمت ہی اور یہہ جو لکھا ہی
کہ کوئی شخص اس بات کا قایل نہین ہی کہ کسی
نے متاخرین اور متقدمین سے ان سب طریقون کو
بطور معجون مرکب کے اکٹھا کرکے اور ایک ہی
مین ملاکے کہ ہین نقشبندیہ کے طور پر شغل کیا ہو
اور کہین دوسرے طریقہ کے طور پر ۞ اور اس
زمانے مین جناب سید احمد صاحب کہ اہل طریقہ
تھے اور اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھکے اُن چارو

طریقہ میں شامل کرکے کا نچ طریقہ مین بیعت لیتے تھے جیسا کہ اُنکے خلیفون مین اب تک یہہ طریقہ جاری ہی ❊ سو اسکا جواب یہہ ہی کہ میان مطابق متاخرین اور متقدمین کے طریقہ سے واقف نہین ہیا باوجودیکہ مرید کرنے کا دعوی رکھتا ہی اور اگرچہ حضرت پیر و مرشد برحق حضرت سید احمد ادام اللہ برکاتہ سے اُسکو ملاقات بھی نہین ہیا اور بعضے ناواقف اُسکو اُس جناب کا خلیفہ بھی جانتے ہین مگر اُنکے ملفوظات کو بھی جسکا نام صراط المستقیم ہی نہ دیکھا کاش دنیا کمانے کی لالچ سے بھی اُسکو دیکھے ہوتا تب بھی آج اُسکے کام آتا اور اِس شک مین گرفتار نہوتے پاتا افسوس تو یہہ ہی کہ ہزارون شجرے اُس جناب کے طریقہ کے گھر گھر موجود ہین کبھی اُسکو بھی نہ دیکھا جو آج وہ شجرہ بھی اُسکے کام آتا خلاصہ یہہ کہ حضرت پیر و مرشد کا بطور معجون مرکب کے اِن طریقون کو ملانا ثابت نہین ہوتا یہہ البتہ ثابت ہوتا ہی کہ چارو طریقون کی نعمت بیعت اور اجازت کی اُنکو اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے حاصل ہی جیسا کہ

حضرت پیر و مرشد کے مشجرہ سے صاف ظاہر
ہی ❁ اسیکو اگر بیعتون مرکب سمجھو تو متاخرین مین
حضرت شاہ عبد العزیز اور آنکے استاد اور مرشد
اور باپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور
آنکے باپ اور مرشد شیخ عبد الرحیم رحمہم اللہ
نے بھی مرکب کیا ہی اسطرح سے کہ شیخ عبد الرحیم
نے چشتیہ طریقہ اپنے مرشد اور نانا شیخ رفیع
الدین سے حاصل کیا اور قادریہ اور نقشبندیہ اور
مجددیہ طریقہ سید عبد اللہ اکبر آبادی سے حاصل
کیا پھر اُنسے چارو طریقے اکٹھا شاہ ولی اللہ محدث
کو حاصل ہوئے اور اُنسے شاہ عبد العزیز محدث کو اور
اُنسے حضرت پیر و مرشد سید احمد کو ❁ اور منقول ہین
مین جو طریقہ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کو
پہنچا وہ طریقہ حضرت امام جعفر صادق نے امام محمد
باقر سے حاصل کیا اور جو طریقہ حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند کو پہنچا وہ طریقہ حضرت امام جعفر صادق
نے قاسم ابن محمد سے حاصل کیا ❁ پھر اگر دو دو چار
طریقہ مین ایک شخص کا بیعت کرنا اسیکو بیعتون
مرکب سمجھا ہی تو متاخرین متقدمین سب اسکے فعل

مرزا صاحب ہو اہی اب اور اتنا کہیں اتنا کہتے ہیں کہ بے ادب
بے نصیب با ادب با نصیب ٭ باقی یہ جو لکھا کہ یہ
بات کوئی نہیں کہتا ہے کہ متاخرین اور متقدمین
نے سب طریقوں کو بطور مجموعی مرکب کے ملا کے
کبھی بطور نقشبندیہ کے اشغال کیا ہو اور کبھی
دوسرے طریقوں کے طور پر سو یہ بھی جہالت کا باعث
ہے جن متاخرین بزرگوں کا ذکر ہوا وہ سب ایسا
کرتے تھے چنانچہ قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ
محدث رحمہ اللہ ایک فصل میں مشائخ جیلانیہ یعنی
قادریہ کے اشغال کا بیان لکھتے ہیں دوسری فصل
میں مشائخ چشتیہ کے اشغال کا بیان لکھتے ہیں
اور ان سب پہ انکا عمل تھا اور اسی طرح سے
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رحمہ اللہ
حضرت پیر و مرشد جناب سید احمد صاحب صراط المستقیم
کے تیسرے باب میں ٭ روایت کرتے ہیں چارو
طریقہ کے اشغال کو جدا جدا پہلی فصل میں طریقہ
قادریہ کے اشغال کا بیان فرماتے ہیں دوسری فصل
میں طریقہ چشتیہ کے اشغال کا تیسری فصل
میں طریقہ نقشبندیہ کے اشغال کا اور نقشبندیہ

مجمع دیا چونکہ دونوں کے اشغال ایک ہیں مگر کچھ
اصطلاحات کا فرق ہی سو آپ نے اسکو بھی چوتھی فصل میں
بیان فرمایا ہے اور یہ جو رسائل لکھا ہی کہ کسی
متاخرین متقدمین نے ایسا کیا کہ سب طریقوں کو
بطور معجون مرکب کے ملا کے کبھی بطور نقشبندیہ
کے شغل کیا ہو اور کبھی بطور دوسرے طریقہ
کے اور سید صاحب نے ایک کیا سو سید صاحب کا طریقہ
جو مذکور ہو اسکو سمجھیں تو معجون مرکب کی صورت
نہوتی معجون مرکب کی صورت تو تب ہوتی جب
ایک ہی شغل میں دو تو یا چار طریقوں کے شغل
اکٹھا کرتے اور ایسا حضرت پیر و مرشد برحق کا
شغل کرانا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ صراط مستقیم
میں موجود ہی جو کچھ لوہا کہ آپ سمجھیں تو ہر طریقہ کے
شغل کو اول سے آخر تک جدا جدا بیان فرمایا ہی
حق تو یہ ہی کہ بیت * چون بشنوی سخن اہل دل مگو کہ
خطاست * سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست * الحاصل
یاد رہے کہ آپ بھی رسائل لکھا ہی کہ حضرت سید
احمد صاحب اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھکے ان
چاروں طریقوں میں شامل کرکے پانچوں طریقوں میں بیعت

کرتے تھے ❊ شیخ محیا در روغ کو را حافظہ بناشد ❊ کیونکہ اُسکے
لکھنے سے تو خود معلوم ہوتا ہے کہ چار و طریقون کو
حضرت پیر و مرشد نے اپنے حال پر جدا رکھا اور
پانچوان طریقہ اپنا جدا نکال کے آپکے شامل کیا جیسا کہ
اُنکے شجرہ مین بھی پانچو طریقہ کے نام جدا جدا
مذکور ہیں اسطرح پر چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ
اور مجددیہ اور محمدیہ تو طریقونکا ملانا کہان ہوا اور حضرت
پیر و مرشد بیعت لیتے وقت بھی اپنے مرید سے یون کہلاتے
تھے کہ بیعت کیا مین نے پانچ طریقہ چشتیہ اور قادریہ
اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ کے اوپر ہاتھ
فقیر سید احمد کے الحمد لله قبول کرا اور نعمتین اُن
طریقون کی ہمارے نصیب کرہزارون مرید آپ سب
جناب کے موجود ہیں شک ہو تو پوچھ لو باقی
حضرت پیر و مرشد کے طریقہ کا نام محمدی ہونے کی
یہہ وجہ ہے کہ جسطرح سے حضرت غوث الاعظم
کا نام عبد القادر ہے تو جس نام کی طرف آپکی
نسبت تھی اُسی نام سے آپکا طریقہ مشہور ہوا
یعنے قادریہ کہلایا عبد القادریہ نہ کہلایا ❊ اور خواجہ
بہاوالدین کی نسبت نقشبند کی طرف تھی اسیواسطے

انکا طریقہ نقشبندیہ کہلایا یا بہا و الدینیہ کہلایا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نسبت چشت کی طرف تھی اسلیئے انکا طریقہ چشتیہ کہلایا معین الدینیہ کہلایا اسی طرح سے حضرت پیر و مرشد کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھی کہ قدم بقدم آنحضرت کے تھے اسلیئے انکا طریقہ محمدیہ کہلایا یا احمدیہ کہلایا ۞ اور باقی اس تراسے کہ سب طریقوں کی نسبت آخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہی حقیقت میں سب طریقے محمدیہ ہیں مگر یہہ نسبت کرنا فقط پہچان کے واسطے ہی جیسا کہ قریشی ہاشمی کی جگہ حنفی شافعی مالکی حنبلی جیسا کہ اسکا ذکرا وپر ہو چکا ۞ اور یہہ جو لکھا کہ پھر ان طریقوں کا نام اور رکھ دینا بدایت ہی یا گمراہی اگر گمراہی ہی تو نسبیہ محمد وح اور آنکے مریدوں نے کسواسطے یہہ راہ اختیار کی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ طریقہ ملا یا کیسے ہی تمھیں خدا جانے کیا خلط ملط کر رہے ہو اگر مزاج شریف میں کچھ جنون کا فساد آ گیا ہو تو آخر طبابت بھی تو کرتے ہو کچھ تنقیہ کر ڈالو آپکے شفا دیگا اللہ تعالیٰ

گئے ہاتھہ ہی ❀ باقی پیر و مرشد کے طریقہ کا جو ذکر ہوا ہی اسمین ہو رہتے ہین تو اُنکے طریقہ مین سراسر ہدایت ہی اُنکے طریقے کو ہنسی یا کسی طرح سے گمراہ کہے تو وہ خود گمراہ ہی اور یہہ جو لکہا ہی کہ چارون طریقہ کا ملانا اگر ہدایت ہی تو چارو مذہب کے ملانے مین کسب کوئی قائل حق دایر کے ہین نہ منحصر کے یعنے سب کوئی اسبات کے قایل ہین کہ حق چارو مذہب مین دایر ہی چارون مین سے کسی ایک ہی مین منحصر نہین ہی کہ فلانے ہی مذہب مین حق ہی اُسکے سوا اور مذہبے مین نہین کیا قباحت جانتے ہین ❀ سوال کا جواب یہہ ہی کہ اگر تمھاری یہہ غرض ہی کہ جب چارون طریقہ کو ملایا تب چارو مذہب کے ملانے مین کیا قباحت ہی سو طریقہ کا ملانا تو ثابت نہوا اب اپنے سوال بموجب اذا فات الشرط فات المشروط پڑھ کے روپا کر اپنے چارو مذہب کے ملانے مین قباحت سمجھو کیونکہ چارو مذہب کے ملانے مین سواد اعظم کا خلاف کرنا ہی اور پھر یہہ جو لکہا ہی کہ جس تقدیر مین چارو مذہب کے ملانے مین قباحت ہی تو البتہ کئی زعما ہندی کی تو اجتطے

اس اعتراض کا جواب دینا ضروری ہی کہ جناب
امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابی یوسف
اور امام زفر رحمہم اللہ کے فتوے جو دیکھا آپس میں
بہت اختلاف رکھتے ہیں اس لئے علما کے کئی واسطے
ایک مذہب ٹھہرا لیا ہی اور اسکا نام حنفیہ مقرر
کیا اگر کوئی شخص چاروں مذہب کو حق جانکے سب مذہب
کو ملا کے مذہب محمدیہ نام رکھے اور کبھی امام اعظم
کے قول پر اور کبھی امام شافعی کے قول پر اور
کبھی دوسرے اماموں کے قول پر فتوی دے جیسا
کہ کبھی امام محمد کے قول پر اور کبھی امام ابی یوسف
کے قول پر اور کبھی امام زفر کے قول پر فتوی دیے
ہیں تو کیا قباحت پیدا ہوتی ہی ❀ سوال کا جواب تو
جو تم سوال کے جوابات میں گذر چکا مگر پھر بھی
ہم لکھتے ہیں ایمان کے کان سے سنو کہ امام محمد اور
صاحب ابو یوسف اور زفر رحمہم اللہ کا مذہب حنفی تھا
ان سب لوگوں کا کوئی مذہب جدا نتھا وہ لوگ مجتہد
فی المذہب کہلاتے ہیں یعنے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے
مذہب میں مجتہد تھے نہ یہ کہ انکا کوئی دوسرا مذہب
جداگانہ تھا بلکہ حقیقت میں ابو حنیفہ اور محمد اور

اور ابو یوسف اور زفر رحمہم اللہ کا مذہب ایک تھا
چار کہاں سے سمجھا جو ملانا کہا خلاف امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد
حنبل کے کہ یہ لوگ مجتہد مطلق اور صاحب مذہب
تھے اس واسطے چارو اماموں کے مذہب کو
ایک میں ملانے سے سواد اعظم نے منع کیا ہی مگر
تین وجہ سے جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے
فتوی سے اوپر بخوبی لکھ چکے کہ انہوں نے بغیر تینوں وجہ
کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنیکو حرام لکھا ہی
اور ایسا ہی شرح سفر السعادت میں بھی لکھا ہی ❋
باقی رہا مجتہد مطلق یعنے مجتہد فی الشرع اور مجتہد
فی المذہب کا فرق حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ نے
عقد الجید کی دو فصلوں میں اور رقم "الانظار" کے اوایل
میں بخوبی لکھا ہی جو چاہے سو دیکھ لے مگر ہم فائدہ
عام کے واسطے کچھ یہاں بھی لکھ دیتے ہیں ❋ رقم
الانظار میں لکھا ہی کہ فقہاء کے سات طبقے یعنے سات
درجے ہیں پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا مثل چارو
اماموں کے یا مثل اُن شخصوں کے کہ اصول کے
قاعدے مقرر کر دیے اور چارو دلیلوں سے یعنے

کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اصول
کے قاعدے موافق فقہی مسئلے نکال لیں آپ ہی راہ
اختیار کرے بغیر اسکے کہ کسیکا مقلد ہو فروع میں
یا اصول میں اور دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب
کا ہی مثل ابی یوسف اور محمد وغیرہ اصحاب
ابی حنیفہ کے کہ جنکو چاروں دلیلوں سے احکام نکالنے کی
قدرت تھی اس قاعدے موافق جو انکے استاد
ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مقرر کر رکھا ہی اور
ان لوگوں نے اگرچہ بعضے فقہی احکام میں ابو حنیفہ
کے خلاف کیا ہی لیکن اصول کے قاعدوں میں
ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں اور اسی تقلید کے
سبب سے وہ لوگ ان لوگوں میں سے جو مثل
ابو حنیفہ کے صاحب مذہب ہیں مثل شافعی کے
صاف پہچان پڑتے ہیں تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل
کا ہی کہ جس مسئلے میں صاحب مذہب سے روایت
نہیں پاتے ہیں تو اس میں انکو قدرت نہیں ہی کہ
صاحب مذہب سے مخالفت کریں نہ اصول میں اور
نہ فروع میں لیکن وہ لوگ کیا کرتے ہیں کہ جس
مسئلے میں صاحب مذہب سے بیان صریح نہیں پاتے

ہیں تو اُسنے مسئلے کے احکام نکالے ہیں اُسنے
صاحب مذہب کے اصول موافق جو اُسنے قاعدے
مقرر کر رکھا ہی اور یہے لوگ کون ہیں مثل
خصاف ❁ اور ابی جعفر طحاوی ❁ اور ابی حسن
کرخی ❁ اور شمس الائمہ حلوانی ❁ اور شمس
الائمہ سرخسی ❁ اور فخر الاسلام بزودی ❁ اور
فخر الدین قاضی خان وغیرہ کے چوتھا طبقہ اصحاب
تخریج کا مقلدین میں سے مثل رازی اور اُسکے
مانند کے ❁ کیونکہ یے لوگ اجتہاد کی قدرت مطلق
نہیں رکھتے لیکن یے لوگ اِس مذہب سے کہ
اصول کے قاعدے اِنکو خوب ضبط ہیں اور جس
مقام سے امام نے مسئلے نکالا ہی وہ مقام اِنکو
خوب معلوم ہیں یہہ طاقت رکھتے ہیں کہ امام کا جو
قول مجمل ایسا ہو کہ اُسمین دو وجہ ہو سکتی
ہی سو اُسمین سے جو وجہ قوی ہو اُسکو بیان کر دین
اور جو فقہی مسئلہ صاحب مذہب سے یا اُسکے
اصحاب سے منقول ہو اور اُسمین دو احتمال پایا
جاتا ہو تو اُسمین سے جو احتمال قوی ہو اُسکو بیان
کر دین ❁ سو بعضے مقام مین جو ہدایہ مین لکھا ہی کہ

کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی تو آنکے یہان
معنے ہین پانچوان طبقہ اصحاب الترجیح کا ہی مقلدین
مین سے مثل ابی الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ
وغیرہ کے انکا کام یہہ ہی کہ بعض روایتون کو بعض
پر فضیلت دینا ہے اسکی افضلیت بیان کرنا اپنے
قول سے اس طرح سے کہ افضل تر روایت پر لکھتے
ہین ۞ ہذا اولی و ہذا اصح روایۃ و ہذا اوضح روایۃ
و ہذا اقوی و ہذا اوفق للقیاس و ہذا ارفق للناس ۞
چھٹوان طبقہ ان مقلدین کا جنکو طاقت ہی کہ فرق
کرین درمیان اقوی اور ضعیف کے اور ظاہر مذہب
اور ظاہر روایت کے ۞ مثل اصحاب متون معتبرہ
کے متاخرین مین سے ۞ مانند صاحب کنز ۞
اور صاحب مختار ۞ اور صاحب وقایہ ۞ اور
صاحب مجمع کے ۞ اور ان لوگون کا کام یہہ
ہی کہ اپنی کتابون مین جو قول کہ مردود ہی اور جو
روایت کہ ضعیف ہی اسکو نہ نقل کرینگے ۞
ساتوان طبقہ ان مقلدین کا جنکو ان باتون کی جو
مذکور ہوئین طاقت نہین ہی اور دبلی اور سمینی کا
فرق نہین کرسکتے اور داہنے بائین کی امتیاز نہین

رکھتے بلکہ جو ہاتے ہیں بتور سے بجاتے ہیں رات کے
لگر بہار سے کی طرح سو ایسون پر افسوس ہی
اور جو ایسونکی تقلید کرے اُسن پر تو بڑا افسوس
ہی ❋ یہہ بات ٹھیک اُنہین کی شان مین ہی کہ
آنکھہ موندے ہر کسی کی تقلید کرتے ہیں۔ اور جاہلون
کے کہنے سے سنت ترک کرتے ہیں اپنے دل مین
خود سوچین کہ جنکو یہ سب اپنا پیشوا سمجھے ہیں وہ
کیسے ہیں ❋ سبحان الله تقلید چھوڑین ابو حنیفہ کی
اور تقلید کرین غیر کی ❋ غرض یہہ کہ ہمنے سا تو طبقہ کا بیان
مسلمانون کے فائدے کے واسطے کر دیا ہی جو یہہ
مضمون یاد رکھین گے تو بہت مقام مین کام آویگا
یہان تو فقط اسقدر غرض تھی کہ امام محمد اور
ابو یوسف اور زفر دوسرے طبقہ والے ہیں یعنے حنفی
مذہب کے مجتہد ہیں تو کبھی امام محمد کے قول پر
فتوی دینا اور کبھی ابو یوسف اور زفر کے قول پر
اسکو مذہب کا ملانا نہین کہتے اور جو کوئی انکے فتوی
پر عمل کریگا تو وہ ابو یوسفی محمدی زفری نہ کہا ویگا
بلکہ حنفی کہا ویگا ❋ اب جو رسالہ گمنام مین لکھا ہی
کہ بعضے مقام مین حنفی ہوتے ہیں اور بعضے مقام مین

ابو یوسفی اور محمدی اور کہین زفری اور کہین ابو اللیثی تو حنفیت لے بھی کہان باقی رہی ہی بلکہ اُسکا لکھنا بھی باطل ہو گیا افسوس ہی کہ سائل کو فقہاء کے سات طبقہ کا حال بھی معلوم نہین ہی وہ اس جواب کا لطف کیونکر پاویگا ❁ بس اسقدر جواب تو کفایت ہی مگر ایک جواب اور بھی آسان سا کہ ہر ایک کی سمجھ مین آوے لکھتے ہین ❁ وہ یہہ ہی کہ اول تو حضرت شیخ صاحب نے چارو طریقے کو ملایا نہین اور اگر شاید ملاتے بھی تو ملانے سے یہی ہوتا کہ سب طریقے کا شغل ایک بارگی کرتے تو اسمین کیا قباحت ہوتی بہر گونہ ذکر اللہ کی جو مباح ہی ادا ہو جاتی اور دین کے کسی احکام مین خلل نہ آتا اور سواد اعظم اور مسلمانون کی جماعت کے خلاف نہوتا بخلاف چار و مذہب کو ایک مین ملانے کے کہ اسمین سر دست چار ای قباحتین موجود ہین کہ آن حضرت نے جس مصلحت کے واسطے اپنے فعل مین اختلاف کیا اُسکا ترک کرنا اور سواد اعظم کا خلاف اور اپنے جہل کو خراب کرنا جیسا کہ یہ سب باتین طرح طرح سے اوپر مذکور

ہو چکی ہیں دوسرے یہہ کہ جو رتبہ حضرت پیر و مرشد کا
سلوک کی راہ میں تھا اُسکا بیان کہاں تک کریں
ولایت سے سارے ہندوستان تک دیندار لوگ
اُنکی ولایت کے معتقد ہیں اور گویا اُن طریقوں
میں وہ مجتہد تھے سو اُنھوں نے باوجود اِسکے چارو
طریقوں کو معجون مرکب کیا تو اب مایل ہوئے
اُسقدر کمال احکام شرع میں حاصل کرے جسقدر
حضرت پیر و مرشد کو سلوک میں حاصل تھا تب چارو
مذہب کو ایک جا میں ملانے کا ارادہ کرے جسمیں
اپنی بیوقوفی پر ہنستے ہنستے آپ ہی لوٹتے مرنے
❋ نصیحت ❋ مسلمان کو لازم ہی کہ عوام کے دل
کے شبہہ کو دفع کرے نکہ الٹے اُنکو وسواس دلاوے
وسواس دلانا تو دیو میرے کا کام ہی ❋ بیت ❋ باببلا
مژدۂ بہار بیار ❋ خبر بد بہوم باز گذار ❋ اِس نصیحت
سے یہہ غرض ہی کہ جب تقویت الایمان جابجا پہنچی اور
لوگ اُسکو دیکھکے حق مذہب پر قایم ہونے
لگے ❋ تو بعضے لوگ جنکے دل کی نیت اللہ جانے لوگوں
کو جابجا اُسکے مضمون پر وسواس دلانے لگے
جسمیں لوگ اُسکے فائدے سے محروم رہیں

سو آنکے ایک وسواس کا نام ذکر کرکے اسکا
جواب دیتے ہین وہ یہہ ہی کہ جو پیچھے شبہہ کے جواب
مین جو نامہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
کی نزدیکی اور دوری کے خیال سے حدیث صحیح
اور ضعیف کے واسطے باسی اور تازی نعمات
کی مثال دی ہی اور وہ نہایت خوب مثال ہی
اُس مقام پر دیکھنے سے معلوم ہوگی سو اُس
مثال پر بعضے نیم ملا جنکو حدیث مین دخل نہین ہی ہنستے
ہین کہ دیکھو صاحب حدیث کو باسی کہا حدیث اور
باسی ❀ اور اُنکی ہنسی دیکھکے بیچارے عوام
گھبراتے ہین سو اُنکی ہنسی کا یہہ جواب ہی کہ باسی
کھانے کی مثال کہہ وہ نہین ہی کیونکہ باسی کھانے مین
کچھ عیب نہین ہی بلکہ باسی کھانا تو حضرت کے زمانے سے
ایک رات قریب ہونے کے سبب سے تازے سے افضل
ہی تو افضل چیز کی مثال مین کیا قباحت ہی مثال تو
فقط مضمون صاف ہونیکو ہوتی ہی سو مثال مین تامل درکار
ہی کہ غرض مثال دینے والے کی کیا ہی ❀ مثلا کوئی شخص
جوان مرد کو کہے کہ آؤ میرے شیر پھر اُسکو
کوئی لڑانے والا سمجھانے لگے کہ دیکھہ تجکو اسنے خونخوار

اور موذی جانور کہا تو وہ شخص اگر عقلمند ہوگا
تو اسکی وہ ایسی بات نہ سنیگا ۞ اسیطرح ہماری
مثال بھی سمجھو اب ایسے لوگ سے خوف ہی کہ
باسی بازی پر تو یہہ وسواس دلاتے ہین کہین
بلوغ المرام کے اول مین جو مولوی ولایت صاحب
نے خلق کے فائدہ کے واسطے کچھ حدیث کے
قسمون کا بیان فرمایا ہی اُسمین ایک قسم کو
حدیث مردود بھی لکھا ہی سو اُسکو کہین دیکھین
تو اُسپر نہ ہنسین کہ دیکھو صاحب حدیث کو
مردود کہا حدیث اور مردود ۞ معاذ اللہ حدیث نبوی کو
کون ایسا کہیگا مگر حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جس
حدیث کو متقی اور حافظے کے پورے راوی نے
روایت کیا اُسکے خلاف جو کوئی حدیث روایت
کرے وہ راوی جو متقی اور حافظے کا پورا نہین ہی
تو اصطلاح حدیث مین وہ حدیث مردود ہی اُسی کو
مولوی صاحب نے بھی مردود لکھا ہی کچھ اپنے دل
سے نہین مگر جو لوگ مطلب نہین سمجھتے اُنسے خوف
ہی کہ اُسپر بھی نہ ہنسین مردود کے یہہ معنے کہ
اُسکو جو دیکھے سو پھیر دے اور قبول نہ کرے

اور یہہ پیمبر دینار اوی کے ضعف سے ہی نہ کہ حدیث نبوی ہونے کے سبب سے اسیطرح ہمنے بھی وہان زمانے کے نزدیک اور دور ہونے کے لحاظ سے ماسی تازی کی مثال لکھی ہی کچھ حدیث نبوی ہونیکے سبب سے نہین تو اب ہم دونو بھائی کے مضمون پر ہنسنے والے بازان ہین اُنکے ہنسنے کا اعتبار نہین کیونکہ ایسی سمجھ والے تقویۃ الایمان کی بعضی مثالون پر بھی شبہہ نکال چکے ہین الله تعالی مسلمانون کو توفیق نیک دے اور خاتمہ کرے لا اله الا الله محمد رسول الله پر

تمام شد

الحمد لله که رساله تقویۃ الایمان در مطبع قادری بسعی مالک مطبع مولوی عبد الجلیل صاحب و باهتمام منشی بقاء الله صاحب در سنه ۱۲۰۰ هجری بتاریخ دهم شهر جمادی الثانی روز جمعه بقالب طبع در آمد از علمای دین توقع آن دارد که اگر این رساله موافق مذهب اهل سنت و جماعت باشد بمهر و دستخط خاص خود مزین فرمایند